اس کے سلسلہ میں ڈاکٹر فو مانچو اور فو مانچو کا انتقام بھی ملاحظہ کریں۔

مصنف
سیکس رہمر

مترجم
تیرتھ رام فیروزپوری

قیمت
دو روپے بارہ آنے

باجازت لالہ گوپال داس کھلر، مالک نیشنل لٹریچر کمپنی، دہلی

پبلشرز

آہلوالیہ بک ڈپو۔ قرول باغ نئی دہلی نمبر ۵

کتبہ:۔ پرتمی امروہوی

(مطبوعہ محبوب المطابع برقی پریس دہلی)

فو مانچو کا نام اب سب کے ہاتھوں کسی تمہید یا تعارف کا محتاج نہیں رہا۔

اس مرد جرار کے سابقہ محیر العقول کارنامے دو مشہور ناولوں کی صورت میں ڈاکٹر فو مانچو اور فو مانچو کا انتقام کے نام سے شائع ہو کر وہ عظیم مقبولیت حاصل کر چکے ہیں کہ شائقین انھیں کئی کئی بار پڑھ کر بھی کامل تسکین حاصل نہیں کر سکے۔ اور اس سلسلہ میں کسی اور چیز کے خواستگار ہیں پبلک کے پیہم اصرار سے مجبور ہو کر اس سلسلہ کا یہ تیسرا ناول فو مانچو کی واپسی پیش کیا جا رہا ہے جس کے لئے آئے دن تقاضے کے متعدد خطوط دفتر نشر میں آتے رہتے تھے ناظرین یہ دیکھ کر یقیناً محو حیرت ہوں گے کہ وہ آدمی جس کی نسبت خیال کیا جاتا تھا۔ کہ آتش زدگی سے جل مرا در حقیقت زندہ اور صحیح سلامت موجود ہے یہ سب کیونکر ممکن ہوا اس کا حال آپ ناول کے اوراق میں ہی دیکھ سکیں گے۔

تیرتھ رام

فہرست

نمبر			صفحہ
	پیش لفظ		۳
۱	کتاب اول	مُردہ زندہ ہوگیا	۵
۲	کتاب دوم	صندوق کا راز	۱۰۵
۳	کتاب سوم	عملی جراحی اور اسکے بعد	۱۷۷

کتابِ اوّل

مُردہ زندہ ہوگیا

باب ۔ ۱

اندھیرے کی چادر

"کون ہے؟" میں نے تیز آواز سے پوچھا۔

اور اس کے بعد جلدی سے پیچھے مڑ کر چاروں طرف کمرہ کے اندر نظر ڈالی۔ اس جگہ آنے کے بعد میں نے ہوا کی آمد و رفت کے لئے کھڑکی کھول دی تھی۔ مٹیالے رنگ کی دھند جس کی راہ سے داخل ہو کر کمرہ کی فضا میں پھیلتے ہوئے سایہ دار برقی لیمپ کو کسی قدر مدھم کئے دیتی تھی۔ دروازہ بند تھا تاہم آواز اتنی قریب تھی کہ مجھے ہر لمحہ لٹو گھومنے اور دروازہ کھلنے کی امید لگی ہوئی تھی لیکن ... کچھ بھی نہ ہوا!

"کون ہے؟" میں نے عالمِ حیرت میں پھر ایک مرتبہ اونچی آواز میں کہا اور آخری چارہ کار کے طور پر خود جا کر دروازہ کھول دیا۔ تاکہ جسے آنا ہے چلا آئے۔

دروازہ کے آگے بنی ہوئی لمبی غلام گردش خالی پڑی تھی۔ اس کے دور افتادہ سرے پر ہلکی روشنی کا صرف ایک برقی لیمپ آویزاں تھا۔ اور وہ بھی اس دھند کی زد میں آنے کے بعد جو نومبر کے مہینہ میں لندن سے مخصوص ہوتی ہے۔

بہت دھیمی اور پیلے رنگ کی روشنی پیدا کر رہا تھا۔ میں نے خوب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ لیکن نہ کہیں روشنی اور نہ اندھیرے کے سایہ میں کوئی چیز نظر آئی۔ ہلکی جنبش تک دیکھنے میں نہ آتی تھی۔ نیولو ور ہوٹل جس میں فی الحال میرا قیام تھا اپنی ظاہری شان عظمت کے باوجود کئی کوتاہیاں رکھتا تھا۔ ابھی اس کے مہتمم اس کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکے تھے۔ اپنے سنگ مرمر کے بنے ہوئے فرش کے باوجود لمبی غلام گردش جس میں میں اس وقت کھڑا تھا آسائش اور راحت کے ان اثرات سے محروم تھی جو کسی مکان کو اس کے مکین کی نظروں میں خوشگوار بناتے ہیں۔ ہوٹل کی عمارت لاکھ شاندار ہو لیکن آرام دہ نہ تھی۔

تھوڑی دیر اس جگہ کھڑے رہنے کے بعد میں پھر کمرہ میں چلا گیا اور دروازہ بند کر لیا۔ اس کے باوجود جو آواز سننے میں آئی۔ وہ اتنی صریح اور صاف تھی۔ کہ میں کسی حال میں اس کو فرضی تصور کرنے کے لئے آمادہ نہ ہو سکتا تھا ایک اس طرح کی بعید از فہم پر اسرار آواز گویا کوئی چیز گھسٹتی ہوئی چلی آرہی ہو اور اس کے ساتھ ملی ہوئی ٹھک ٹھک کی آواز۔۔۔۔ نہیں! میرے کانوں نے یقیناً مجھے دھوکا نہ دیا ہوگا۔

کم و بیش پانچ منٹ میں کمرہ میں کھڑا پوری توجہ اور یکسوئی کی حالت میں پھر اس آواز کو سننے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن دوبارہ اس کو نہ سن سکا۔

دور رنگ کی دھند کے بادلوں کو روکنے کے خیال سے میں نے کھڑکی بھی بند کر دی تھی۔ لیکن اپنے ظاہری سکون و اطمینان کے باوجود مجھے اپنا دل سینہ کے اندر بیٹھتا ہوا معلوم ہونے لگا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی جانی ہوئی نامعلوم ہستی مجھے اور میرے کمرہ کو اپنے نرغہ میں لئے ہوئے ہے پھر کتنی عظیم خاموشی اس وقت میرے گرد محیط تھی۔ بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں صدر مقام عالم کے

وسط میں بنی ہوئی کسی عمارت کے اندر نہیں بلکہ صحرائے اعظم کے ایک نہ جانے ہوئے گوشہ میں پڑا ہوں نیچے بارونق بازار سٹرینڈ کی دن رات کبھی نہ رکنے والی ٹریفک بدستور جاری تھی۔ قریب ہی دریا کی سطح پر جہازوں کشتیوں اور اگن بوٹوں کا ہجوم تھا۔ لیکن میرے کانوں کو وقتی طور پر ان میں سے کسی کی نقل و حرکت کی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔:۔

تھوڑی دیر عالم اضطراب میں کھڑے رہنے کے بعد میں نے یہ کہ کر اپنے دل کو سمجھایا۔ کہ سب میرے نظام عصبی کا فتور ہے جس غیر معمولی عجلت میں مجھے قاہرہ سے واپس آنا پڑا اسی قاہرہ سے جہاں میں صدہا ارمان سینہ میں لئے ہوئے گیا تھا۔ اس سے اعصاب میں فتور پیدا ہوا چنداں باعث حیرت نہ سمجھا جا سکتا تھا۔ بہرحال میں نے کسی طرح اپنے دل کی دھڑکن دور کرنے کی کوشش کی اور اپنا بڑا جہازی ٹرنک نکال کر اس کا سامان نکالنے میں مشغول ہؤا۔ اسی دھندے میں لگا ہؤا تھا۔ کہ برآمدہ میں پھر کچھ آہٹ پیدا ہوئی جس کو سنتے ہی میں جھٹ کھڑا ہو گیا۔:۔

کوئی تیز چلتا دروازہ کی سمت میں آرہا تھا۔ پھر مجھ کو دروازہ کھٹکھٹانے کی مدھم آواز سنائی دی۔:۔

اب کی مرتبہ یہ پوچھنے کی حاجت نہ سمجھ کر کہ کون ہے بلکہ رفع استعجاب کا شوق سینہ میں لئے ہوئے میں دوڑ کر آگے بڑھا اور جھٹ سے دروازہ کھول دیا۔ باہر میرا عزیز دوست نے لینڈ سمتھ کھڑا تھا! ایک بھاری سفری کوٹ گلے میں اور ہیٹ اس طرح آگے کو جھکی ہوئی کہ اس کی آنکھیں تک ڈھکی ہوئی تھیں۔:۔

"شکر ہے... آخر کار!" میں نے اپنے دوست کا ہاتھ پکڑ کر اسے کمرہ کے

اندر کھینچتے اور دروازہ بند کرتے ہوئے کہا:۔
سمتھ نے ہیٹ اتار کر صوفے پر ڈال دی بھاری کوٹ نکال کر کھونٹی سے لٹکا دیا۔ اور اس کے بعد اپنا پائپ ہاتھ میں لے کر اس میں جلد جلد تمباکو بھرنے لگا:۔

اس بکھرے ہوئے سامان کے وسط میں کھڑے ہو کر جسے میں نے اپنے ٹرنک میں سے نکالا تھا۔ پُرشوق نظروں سے اپنے دوست کے منہ کو تکتے ہوئے میں نے آخرکار پوچھا: "فرمایئے اب کیا نئی خبر لائے ہو؟"
نے لینڈ سمتھ نے پائپ روشن کیا اور جلتی ہوئی دیا سلائی یوں اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑی گویا اسے اس کی موجودگی کا قطعاً احساس نہ تھا:۔

"پیٹرڈی میرے عزیز" اس نے لمبی سانس بھرتے ہوئے کہا۔ "خدا کو بہتر معلوم ہے کہ اب کیا ہونے والا ہے۔ تم اچھی طرح جانتے ہو اس سے پیشتر ڈاکٹر فومانچو کا مقابلہ کرتے ہوئے ہمارا واسطہ لاتعداد ایسے عجیب و غریب حیرت انگیز واقعات سے پڑ چکا ہے۔ جن کا حال کسی افسانہ یا رومان سے بھی زیادہ پُراسرار ہے۔ لیکن آج دفتر سے جو اطلاع مجھ کو ملی ہے اگر وہ صحیح ہو تو عنقریب اس سے بھی کئی گنا زیادہ پُراسرار باتیں ہمارے دیکھنے میں آیا چاہتی ہیں۔"
حیران و سراسیمہ میں اس کے منہ کو کھڑا تک رہا تھا۔
"یہ کیا فرمایا آپ نے!" میں نے آخرکار کہا۔ "لفظ وحشت کے معنی اس سے زیادہ تاریک و مہیب نہیں ہو سکتے جتنے ڈاکٹر فومانچو نے پیدا کر کے دکھائے تھے لیکن شکر خدا وہ مردِ ناپاک ختم ہوا۔ اس کے مر جانے کے بعد اب ہمیں کیا اندیشہ ہو سکتا ہے؟"

"اندیشے کے سبب ہیں" سمتھ نے صوفے کی پشت پر جھکتے ہوئے کہا۔ "سب سے پہلے سی مان . . ."

بات میری سمجھ میں نہیں آسکی اور میں حیرت سے منہ کھولے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"سی مان . . . یعنی کیا!"

سمتھ نے بے صبری کا ہلکا اشارہ کیا اس کے بعد تقریر کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں بھی جانتا ہوں اور تم کو بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ غیر معمولی عظیم ہستی کا مالک ہونے کے باوجود فومانچو دوسروں کے ماتحت کام کرتا تھا جس نظام اعظم کی طرف سے کشت وخون کی وارداتیں آئے دن ہوتی رہتی تھیں اور جس کا مقصد دنیا کے توازن کو درہم برہم کرنا تھا۔ وہ اس کا افسر اعلیٰ نہیں بلکہ محض ایک رکن اعظم تھا۔ مجھ کو یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ اس کا فوری افسر ایک خاص مندرین تھا جو طاؤس سفید کے طبقہ عالیشان کا رکن تھا۔ اور میں نے ایک حد تک اس بات کا بھی اندازہ کر لیا تھا کہ اس جماعت کا سب سے بڑا افسر کون ہے . . ."

وہ کہتے کہتے چپ ہو گیا اور اپنے پائپ کو مضبوطی سے دانتوں میں دباتے ہوئے میرے منہ کو تکنے لگا۔ میں تھوڑی دیر خاموش رہا پھر کچھ کہنے کی غرض سے میں نے اتنا کہا:

"اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو باتیں بہت سی اور ہیں جنہیں آپ نے اب تک ظاہر نہیں کیا کیا میں ان سے واقف ہونے کے قابل نہیں ہوں؟"

اتنا کہہ کر میں نے ایک کرسی اس کے صوفے کے برابر کھینچ لی۔

"مگر جس وقت میں اس پر بیٹھنے لگا۔ تو سمتھ بولا:۔

"ٹھیرو پہلے دروازہ کو اندر سے بند کر لیں تو خوب ہوگا!"
میں نے تعمیل کی اور دروازہ کے پاس جا کر نکل کی بنی ہوئی ہلکی چٹخنی لگا
دی۔

اس کے بعد جب میں دوبارہ آ کر بیٹھا تو سمنھ کہنے لگا "کہانی جو مجھ کو بیان کرنی ہے پوری طرح مکمل نہیں۔ بلکہ اس میں کئی ایک باتیں ایسی ہیں جن سے میں خود اب تک واقف نہیں ہوں۔ تاہم جو کچھ میں بیان کر سکتا ہوں جس سرکاری مراسلت کی بنا پر مجھ کو فوراً مصر سے چل کر لندن آنا پڑا.... اور سچ پوچھو تو تم بھی اسی کے سلسلہ میں واپس آئے ہو۔ وہ چٹھی اس وقت مجھ کو ملی تھی۔ جب میں نہر سویز کے جہاز پر سوار ہو کر رنگون جانے لگا تھا۔ یہ مراسلت اس لئے میرے نام روانہ کی گئی تھی۔ کہ انہی دنوں سر گر یگری ہیل جو پیٹر پیکن کی سفارت گاہ برطانیہ میں اٹاچی کا عہدہ رکھتے تھے۔ واپس اس جگہ پہنچے تھے۔ یہ بات اس دستاویز میں بھی درج تھی۔ جو میرے نام روانہ کی گئی......"

"پھر؟"

"پھر یہ کہ مجھ کو ہدایت کی گئی تھی۔ کہ لندن پہنچ کر نیولودر ہوٹل میں قیام کروں۔ چنانچہ میں نے تم سے بوقت روانگی درخواست کی تھی۔ کہ لندن میں میرے لئے ایک کمرہ کرایہ پہ لے رکھنا۔ اور میں اپنی واپسی کی اطلاع دفتر میں دے کر وہیں پہنچ جاؤں گا۔ خیر اب جان لو کہ حالات اس سے بہت زیادہ پیچیدہ اور پُراسرار ہیں جتنا میرا خیال تھا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ خود سر گریگری ہیل اس جگہ موجود ہیں.... "

"کیا کہا آپ نے!" میں نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔

"صرف یہ کہ سر گر بجری ہیل یہیں نیولورہوٹل میں مقیم ہیں!" میں نے براہ راست یہ سوال نہیں پوچھا تاہم میری دریافتوں کا نتیجہ یہی ثابت ہوا ہے کہ میں جانتا ہوں وہ اسی منزل پر اسی طرح کے ایک کمرہ میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔"

"بڑی عجیب بات ہے خدا جانے انہوں نے انڈیا آفس میں کیا اطلاع بھیجی تھی لیکن میرا خیال یہ کہتا ہے کہ وہ بڑی سنسنی پیدا کرنے والی اطلاع ہو گی"

"لو اور سنو انہوں نے انڈیا آفس میں اب تک کوئی اطلاع بھیجی ہی نہیں!"

"ارے .... یہ کیا!"

"وہ نہ صرف انڈیا آفس میں، بلکہ کسی بھی آفس میں نہیں گئے اور نہ کوئی آدمی اُن سے ملاقات کر پایا ہے۔ پچھلے پندھرواڑے سے وہ اسی ہوٹل کے کمرہ میں دبکے ہوئے بیٹھے ہیں۔ یعنی اس وقت سے لے کر کہ وہ لندن میں واپس آئے۔ بالکل یہ حالت ان کی ہو رہی ہے۔ گویا اعتکاف کرکے سو بنے بیٹھے ہیں۔"

خیال ہے ان الفاظ کو سُن کر میرے چہرہ پر سراسیمگی اور حیرت کے مضحکہ انگیز آثار پیدا ہوئے ہوں گے۔ کیونکہ سمتھ جیسا کبھی کبھی اس کی عادت تھی۔ بچوں کی طرح قہقہہ مار کر ہنسنے لگا:۔

"کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ معاملہ بیحد پُراسرار اور ہمارے بعید تر اندازوں سے پرے ہے" آخر کار اس نے کہا:۔

"لیکن یہ شخص گر بجری ہیل .... کیا دیوانہ تو نہیں ہوا؟"

نے لینڈ سمتھ کی ہنسی ایک دم کافور ہوگئی۔ چہرہ پر متانت اور استقلال عظیم کے آثار پیدا ہوئے کہنے لگا :۔

" پیٹر! دو میں سے ایک بات ضرور ہے یا تو یہ شخص فاتر العقل دیوانہ ہے یا سلطنت ہند . . . . بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ ساری مغربی تہذیب کو بچانے والا واقعات یہ ہیں۔ کہ سر گریگری ہیل جن سے میں قدرے قلیل واقفیت رکھتا ہوں۔ اور جن کے دل میں یہ خیال پختگی سے جاگزین ہے کہ یورپ بھر میں اکیلا میں ہی ان کے اعتماد کے قابل ہوں کچھ عرصہ پیشتر پیکن سے مستعفی ہو کر سرحد منگولیا کی طرف ایک نجی مہم پر روانہ ہوئے تھے۔ اور ظاہر یہ کیا تھا۔ کہ صحرائے گوبی کے کسی مقام کی طرف جا رہے ہیں۔ لیکن سرحد پار کرنے کے بعد وہ بالکل ہی عدم پتہ ہو گئے۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ کہاں گئے اور پھر اس کے بعد اچانک اور دفعتاً لندن میں آوارد ہوئے۔ اس جگہ پہنچ کر انھوں نے اس ہوٹل میں قیام کیا۔ قیام کیا یا یوں سمجھنا چاہیئے۔ کہ کمرہ کو اپنا مدفن بنا لیا۔ نہ کسی سے میل نہ ملاقات نہ کہیں جانا۔ نہ کسی کو اندر آنے کی اجازت۔ حکام سے اگر کوئی بات کرنی ہو تو فقط ٹیلیفون پر۔ یہیں رہتے ہوئے انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ مجھ کو بلا یا جائے۔ اور گو ان پر مجذوبیت کی حالت صاف طاری ہے لیکن پھر بھی مشرق بعید کے معاملات کے متعلق سر گریگری کے افسر اعلیٰ کو ان کی ذات پر اتنا اعتماد ہے کہ . . . . . تم دیکھ رہے ہو۔ میں اس جگہ موجود ہوں !"

وہ کہتے کہتے چپ ہو گیا اور یوں سننے لگا گویا اس کے کان کسی طرف کو لگے ہوئے تھے۔

ں کے بعد دفعتاً کہنے لگا۔

"پیٹر کیا تمہیں کوئی آواز سنائی دی؟"

"کیا ٹھک ٹھک کی؟" میں نے پھر ایک بار کان لگا کر سننے کی کوشش کرتے ہوئے کہا:۔

جواب میں نے لینڈ سمتھ نے صورت اثبات سر ہلایا:۔

ہم دونوں ہمہ تن گوش ہو کر سننے لگے۔ سمتھ کا سر آگے کو جھکا ہوا اور اس نے اپنا پائپ دونوں ہاتھوں میں پکڑ رکھا تھا۔ میری اپنی نگاہ بند دروازہ پر جمی ہوئی تھی۔ کھڑکی بند کر دینے کے باوجود ہلکی دھندلاہٹ سی کمرہ کے اندر پھیلی ہوئی نظر آتی تھی۔ کمرہ نشست کے پچھلی طرف کمرہ خواب میں اندھیرا تھا۔ خدا جانے یہ میرا وہم تھا۔ یا کیا۔ بہرحال ایک بار مجھے اس طرف سے بھی کچھ آواز سنائی دی۔ سمتھ نے جب مجھ کو گردن پھیرتے دیکھا تو وہ خود بھی اس کمرہ کے اندر کی طرف دیکھنے لگا۔ لیکن نہیں . . . !! اس کے بعد کسی طرح کی آواز ہم کو اس طرف سے آتی سنائی نہ دی۔

وقفہ سکوت اور نواحی اثرات ناخوش گوار ہونے لگے تھے۔ خدا جانے کیوں بہرحال میں نے اپنی آواز قصداً دبا کر کہنا شروع کیا "سمتھ میرے دوست تم نے ابھی تک پوری تفصیل مجھ سے بیان نہیں کی۔ آخر یہ سی فان جس کا ذکر تم اس قدر دہشت ناک پیرایہ میں کرتے ہو۔ کیا چیز ہے؟"

نے لینڈ سمتھ کے ہونٹوں پر پھیکا تبسم پیدا ہوا اور کہنے لگا:۔

"سی فان نام ہے تبت کے اس معمائے عظیم کا جسے آج تک حل نہیں کیا جا سکا۔ یعنی اس معمے کا جو لا ما ازم کی چادر کے پیچھے دنیا کی نظروں

سے پوشیدہ ہے ..

وہ دفعتاً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور جیب سے ایک پرزہ کاغذ نکال کر اس کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا ..

"کمرہ نمبر ۱۹ الف ..... آؤ جلدی کرو۔ تاخیر کا موقعہ نہیں ہے میں سب سے پہلے اپنے اس جگہ پہنچ جانے کی اطلاع سر گریگری کو پہنچایا چاہتا ہوں ...... پیٹر ہی اس سارے عالم میں وہی ایک فرد واحد ہے جس نے اس اندھیری چادر کو ہٹانے کی جرأت کی ہے ..،،

باب ۲

آخری تحریر

دیکھو رخصت ہونے سے پہلے دروازہ میں قفل ڈال دو" سمتھ نے میرے کمرہ سے باہر نکل آنے پر کہا " احتیاط ہر حال میں شرط ہے،،

میں نے اس کی تعمیل کی۔ اور اس کے پاس پہنچا ہی تھا۔ کہ کسی کے دیوانہ وار بڑبڑانے کی آواز کانوں میں آئی۔ اور اس کے ساتھ ہی غلام گردش کے مقابل پہلو پر بنے ہوئے ایک کمرہ کا دروازہ کھلا۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے ایک آدمی عالم وحشت میں اس سے باہر نکلا۔ چہرہ اس کا دھند سے سقفی لمپ کی روشنی میں بھیانک طور پر سپید نظر آتا تھا۔ اس کی نظر فوراً مجھ پر اور نے لینڈ سمتھ پر پڑی صرف ایک بار بس پشت کمرہ کے دروازہ کی طرف دیکھ کر وہ لڑکھڑاتا ہوا ہماری طرف کو آیا۔ اور رکتے ہوئے کہنے لگا:

"میرے خدا..... یہ حالت ناقابل برداشت ہے" یہ کہتے ہوئے اس نے
سہارے کے لئے سمتھ کا جو مجھ سے کسی قدر آگے تھا ایک بازو مضبوطی سے
پکڑ لیا۔ "صاحب اندر چل کر دیکھئے۔ میں تو خیال کرتا ہوں وہ آخری دموں پر ہیں۔
سچ مچ ان پر دیوانگی کی حالت طاری ہے میں نے پیشتر اپنی عمر میں کبھی حکم
عدولی نہیں کی ہے۔ لیکن اب میں بے بس ہو گیا..... بالکل بے بس
ہو گیا۔"

"گھبراؤ نہیں" میں نے اس کے شانہ کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے کہا وہ
اب تک نے لینڈ سمتھ سے لپٹا ہوا اپنا بے رنگ چہرہ اوپر کو اٹھائے میرے
منہ کو تک رہا تھا۔ "بتاؤ تم کون ہو۔ اور کیا مصیبت تم پر نازل ہوئی
ہے؟"

"میرا نام بٹین ہے اور میں سر گریگری ہیل کا خادم خاص ہوں۔"
سمتھ اس نام کو سن کر بڑے زور سے چونکا اور اس کا سنولایا ہوا استخوانی
چہرہ آن واحد کے لئے پیلا پڑ گیا:۔

"پیٹری" اس نے جواب کی پروا نہ کرتے ہوئے مجھ کو مخاطب کر کے کہا
"جلدی کرو ضرور یہاں کسی طرح کی شیطنت عمل میں لائی جا رہی ہے۔"

بٹین کو زور سے ایک طرف ہٹا کر وہ اس کھلے دروازہ کی طرف لپکا جس
پر میں نے اس کے پیچھے جا کر دیکھا۔ نمبر ۱۴ الف تحریر تھا بالکل اسی طرح کا
کمرہ جیسا ہمارا اپنا تھا۔ نشست گاہ خالی پڑی تھی۔ اور اس کا سامان
بکھرا ہوا اور بے ترتیب نظر آتا تھا۔ لیکن اندر جانے پر معلوم ہوا کہ اس
کمرے کے پچھلی طرف جو کمرہ خواب واقع تھا۔ اس سے کسی طرح کی
نہایت بھیانک آواز کسی کے بڑبڑانے یا اس طرح بولنے کی سنائی دیتی تھی۔

تو یا وہ اپنے لفظوں کو پوری طرح ادا نہ کرسکتا ہو۔ دہلیز پر پہنچ کر ہم ایک پل کے لئے رک گئے۔ ۔ ۔ محض اس خیال سے کہ نہ جانے اندر کیا ہیبت ناک نظارہ دیکھنے میں آئے گا۔ لیکن اس کے بعد جی کڑا کر کے پہلو بہ پہلو چلتے داخل ہوتے۔

کمرہ کے دو لیمپوں میں سے فقط ایک روشن تھا یعنی وہ جو بستر پر معلق تھا۔ اور وہیں بستر پر ایک آدمی لیٹا ہوا سخت پیچ و تاب کی حالت میں نظر آیا۔ اس کا بدن اتنا لاغر اور کمزور تھا کہ ہڈیاں گنی جا سکتی تھیں یہی وجہ ہے کہ گرمیوں میں پہننے کا ٹوئیڈ سوٹ جو اس نے پہن رکھا تھا۔ بالکل ڈھیلا ڈھالا نظر آتا تھا۔ اس سے زیادہ اگر اس آدمی کے زوال صحت کا کوئی ثبوت اور درکار ہوتا تو وہ نظروں کے سامنے موجود تھا۔ منھ پر دس دن کی اگی ہوئی بدنما داڑھی۔ جس سے اس کے چہرہ کا انداز اور بھی زیادہ بھیانک نظر آتا تھا۔ اس وقت پشت کے بل لیٹا ہوا وہ یوں آنکھیں پھاڑ کر دیکھ رہا تھا۔ گویا وہ آنکھیں خانہ چشم سے باہر نکل پڑنے کو تیار تھیں اس کے علاوہ میں نے دیکھا۔ اس کی استخوانی انگلیاں رہ رہ کر اس کے ہونٹوں کو نوچ رہی تھیں۔

سمتھ نے آگے جھک کر اس لاغر صورت کو دیکھا پھر ایک دبی ہوئی چیخ مار کر پیچھے ہٹ گیا۔ اور گھبرائے ہوئے لہجہ میں کہنے لگا۔

"اف میرے خدا کیا یہ ممکن ہے۔ ۔ ۔ ۔ کیا درحقیقت اس آدمی کو دیکھ کر کسی کو خیال آسکتا ہے۔ کہ سہیل اسی کا نام ہے آخر اسے کیا ہو گیا۔

میں بستر کی پائنتی کی طرف جا کر کھڑا ہو گیا تھا۔ وہاں سے آگے جھک کر میں نے اس تڑپتی ہوئی صورت کو کسی قدر سختی سے اٹھا کر بٹھا دیا۔ یہیں

اس کے پس پشت جا کر سہارے کے لئے چند سرہانے رکھ دیئے لیکن معلوم ہوتا ہے اس کو ہماری موجودگی کا کوئی علم نہ تھا۔ کیونکہ وہ بدستور بڑبڑا تا رہا اور اس کی آنکھیں حسب سابق عجیب و غریب حرکات کرتی رہیں۔ لیکن رفتہ رفتہ ان کی چمک جو پہلے بہت تیز تھی کم ہونی شروع ہوئی۔ فراست کی روشنی اپنی جھلک پیدا کرنے لگی ناگاہ وہ جسم کر دیکھنے کے قابل ہوئی اور نے لینڈ سمتھ کے چہرہ پر لگ گئیں۔ جو آگے کو جھکا ہوا سرگرگری کے منہ کو . . . . اس میں تو شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہی تھی کہ یہ تباہ حال صورت سرگر بگڑی ہیل ہی کی ہے صد ہا حسرتوں کے ساتھ اس کے ... رہی تھی۔

نوکر بیٹھا دروازہ میں کھڑا تھر تھر کانپ رہا تھا۔ میں نے اس کو پینے کا پانی لانے کا حکم دیا۔

وہ ایک کونے میں رکھی ہوئی صراحی میں سے پانی لے آیا لیکن اس کا ہاتھ اس زور سے کانپ رہا تھا کہ پانی کی بہت سی مقدار فرش قالین پر گر گئی۔ جس وقت میں نے وہ پانی ہیل کے منہ سے لگایا تو وہ بدستور سمتھ کے چہرہ کو تکتے ہوئے بے خبری میں اس کو پینے لگا لیکن صرف ایک یا دو گھونٹ پی کر اس نے میرا ہاتھ زور سے پرے ہٹا دیا۔ جس وقت میں گلاس کو بغلی میز پر رکھنے کے لئے مڑا تو اس نے پھر سابق کی مانند بڑبڑانا شروع کر دیا۔ یعنی ایک اس طرح کی حیوانی تقریر جس کا کوئی لفظ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنے ۰ اپنے ہاتھ کی پہلی انگلی سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا۔

"ہچ اہچ اہچ" سمتھ نے دبی آواز سے کہا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے اسکی طاقت

گویائی بالکل جواب دے گئی۔

اس موقعہ پر ٹین ذرا سا آگے بڑھ کر کانپتی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔
"جناب میں عرض کرتا ہوں۔ پچھلے دس منٹ کے عرصہ میں ان کے بولنے کی طاقت سلب ہو چکی ہے۔ وہ فرش زمین پر ہی پڑ کر سو گئے تھے۔"
میں وہاں سے اٹھا کر اس جگہ لایا۔ اور بستر پر لٹا دیا۔ آنکھ کھلی تو یہ حالت تھی۔

اسنے میں سہیل نے بولنا بند کر دیا تھا۔ زور زور سے کسی چیز کو کھینچنے کی کوشش کرتے ہوئے وہ اپنے ہاتھوں سے عجیب حرکات کرنے لگا۔
میں سمجھ گیا" سمتھ نے مدہم آواز سے کہا۔" وہ کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔ جلدی سے ان کے لئے سامان نوشت لا دو۔

پھر انتظار کر کے اس نے خود ہی اپنی نوٹ بک ایک ایسے مقام پر کھول کر جہاں صفحہ کورا تھا۔ اس مرد ستم رسیدہ کے سامنے رکھ دی جس کے لمحات زندگی گنتی کے معلوم ہوتے تھے۔ اور ساتھ ہی پنسل کا ٹکڑا اس کے کانپتے ہوئے ہاتھ میں دے دیا۔

جس وقت جب سر گریگری کو سہارا دے کر کھڑا کیا تھا۔ انہوں نے پنسل کی مدد سے بہت آہستہ اور ناہموار طریقہ پر کچھ لکھنا شروع کیا۔ سمتھ نے آنکھوں ہی آنکھوں میں مجھ سے ایک سوال پوچھا جس کا جواب میں نے سر کی انکاری حرکت سے دیا۔

بستر کے اوپر لٹکا ہوا چھت کا لیمپ یوں ہل رہا تھا گویا کہیں سے ہوا آ کر اس میں لگتی ہے۔ اور مجھ کو یاد آیا کہ جب ہم اس کمرہ میں داخل ہوئے تھے تب بھی وہ متحرک تھا۔ پیشتر کمرہ کے اندر دھند کے نشانات

موجود نہ تھے۔ لیکن اب اس کے تاریک زرد بادل کھلے دروازہ کی راہ سے داخل ہونے لگے تھے۔ گہرا سناٹا ہر طرف چھایا ہوا تھا۔ بدنصیب مرنے والے آدمی کے لمبے لمبے سانس یا بین کے سسکیاں لینے کی آواز کے سوا اور کوئی صدا کانوں میں نہ آتی تھی۔ چھ ناہموار سطریں سر گریگری ہیل نے نوٹ بک کے صفحہ پہ تحریر کیں۔ لیکن اس کے بعد دفعتاً اس کا بدن میری گرفت میں زیادہ وزن دار محسوس ہونے لگا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا شرارہ ہستی کے بجھ جانے سے بدن نے تودہ خاک کی صورت اور اسی کا بوجھ حاصل کر لیا ہے۔ بڑی آہستگی سے میں نے اس کو بستر پہ لٹا دیا۔ بڑی نرمی سے نوٹ بک اس کی گرفت سے نکالی پھر ہم دونوں یعنی میں نے اور سمتھ نے مل کر کسی قدر دقت کے ساتھ اس صفحہ پہ لکھی ہوئی یہ تحریر پڑھی۔

صندوق کی حفاظت کرنا۔۔۔۔۔۔۔ تبتی سرحد۔۔۔۔۔ کلید ہندوستان خبردار رہنا۔۔۔۔۔ لنگڑے آدمی کی طرف سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عظیم زرد خطرہ ۔۔۔۔۔۔ تبت کا خیال رکھنا۔۔۔۔۔ سی فان۔۔۔۔

باہر کسی دور افتادہ مقام سے گر مجھ کو معلوم نہ ہو سکا کہ کس جگہ سے کیا اوپر کی چھت پر یا نچلی منزل میں ایک اس طرح کی آواز پیدا ہوئی معلوم گویا کوئی گھسٹ کر چلتا ہے۔ اور اس کے ساتھ وہی بعید از فہم ٹھک۔۔۔۔۔ ٹھک۔۔۔۔۔ ٹھک کی آواز!

باب ۳

اسرار

آواز جس طرح یکایک آنی شروع ہوئی تھی۔ اسی طرح آن واحد میں سنائی دینی بند ہوئی۔ بدنصیب متوفی کے دونوں طرف کھڑے ہوئے ہم ایک دوسرے کے منہ کو تک رہے تھے۔ دھند کے چھوٹے ٹکڑے اب تک دوش ہوا پر اڑتے ہوئے کمرہ میں داخل ہو رہے تھے۔ بٹن نے اپنے دونوں مالک کے بستر کی پائینتی بڑے زور سے پکڑلی اور جس طرح وہ تھر تھر کانپ رہا تھا اسی طرح وہ بستر بھی کانپتا نظر آنے لگا۔ اس کے سوا کسی طرح کی آواز اب بالکل سنائی نہ دیتی تھی۔ کوئی ایسا طبعی ظہور پیش نہیں آیا۔ جس سے معلوم ہو سکتا کوئی آدمی ہماری طرف کو آرہا ہے۔

لیکن اتنی بے آواز حرکت کے باوجود معلوم ہوتا ہے کسی طرح کے اشمے نے ہمیں اس کی آمد سے آگاہ کر دیا ہوگا۔ کیونکہ کم و بیش ایک ہی وقت میں ہم تینوں یعنی ہم دو کے علاوہ بٹن نے بھی بستر سے نظر ہٹا کر اس کمرہ کی طرف دیکھا۔ جدھر سے دھند کے اندر چلے آتے تھے۔

بٹن دروازہ کے قریب تر کھڑا تھا۔ لیکن گو وہ اس آواز کو سنکر چونکا تاہم باہر نہ نکلا۔ بلکہ ایک ہلکی دبی ہوئی چیخ مارکر مالک کے لاشے کے ساتھ لگ گیا۔ سمتھ نے سب سے پہلے حرکت کی۔ اور اس کے پیچھے پیچھے میں باہر والے کمرہ میں جو نشست گاہ کا کام دیتا تھا اور جس میں مختلف قسم کا سامان پڑا تھا داخل ہوا اس کمرہ کا دروازہ جو باہر کی طرف کھلتا تھا گو فی الحال بند تھا تاہم اس میں چٹخنی لگی ہوئی نہ تھی۔

مگر کچھ تو حالات پر اسرار کا گہرا اثر کچھ ان واقعات عجیب کی یاد جن سے ہم بحال میں گذرے تھے۔ کچھ غالباً اس دھند کا نتیجہ جو کمرہ میں پھیلی ہوئی تھی اور ایک حد تک اس رنگدار روشنی کا اثر جو ریشمی جاپانی سٹینڈ کے ذریعہ سے چھن کر خارج ہوتی تھی۔ بہر حال جو کچھ میرے دیکھنے میں آیا۔ خدا معلوم وہ حقیقی تھا یا ان حالات خاص کے نتیجہ کے طور پر ایسا معلوم ہوا گویا میں نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ مگر آپ پوچھیں گے میں نے کیا دیکھا تو جہاں تک یاد کام کرتی ہے میں بصورت ذیل بیان کرتا ہوں۔

دروازہ کے عین اندر ایک اونچی سی کپڑے کی بنی ہوئی ٹٹی استادہ تھی اس کے ایک سرے پر دھند کی بنی ہوئی مادی صورت کی مانند ایک لاغر زرد صورت جس نے کسی طرح کی ڈھیلی پوشاک پہن رکھی تھی۔ یوں دکھی ہوئی نظر آتی گویا حقیقت سے بہت زیادہ واہمہ کی تخلیق ہو۔ ایک چھوٹی سی ٹوپی کے نیچے سے اطراف میں نکلے ہوئے سیاہ کالے بال ہموار اور لطیف خط و خال نیز چمکتی آنکھیں . . . . . . بس یہ تصویر تھی جو میں نے آن واحد کے لئے دیکھی ہاں صرف اک آن واحد کے لئے کیونکہ اس کے فوراً بعد دروازہ کھلنے یا بند ہونے کی آہٹ کے بغیر ہی وہ اس طرح نظروں سے غائب ہو گئی جیسے کبھی اس کا وجود ہی نہ تھا۔

"دیکھا پٹیری . . . . تم نے اسے دیکھا!" سمتھ نے بے تابانہ پوچھا اور اس سے پہلے کہ میں کچھ جواب دیتا وہ دوڑتا ہوا اس مقام کی طرف گیا اور ٹٹی کو ایک طرف گرا کر دروازہ کھول دیا۔ باہر لمبی غلام گردش میں جہاں روشنی کم اور میلی دھند میں جذب ہو کر کسی حد تک ناپید ہو چکی تھی کسی چیز سے اس کی ٹھوکر لگی۔ اور وہ ہلکی چیخ مار کر سنگ مرمر کے نیچے ہوتے

فرش پر گر پڑا۔ فکر و تشویش کی حالت میں گھبرایا ہوا میں اس کے قریب پہنچا۔ لیکن وہ اتنے ہی میں کھسیانی ہنسی ہنستا اپنی کمر کو سہلاتا اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"کیا چال کھیلی ہے کمبخت نے . . . . . اور وہ کتنی کارگر ثابت ہوئی ہے" اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

میں نے اس کے اشارہ کا مطلب سمجھتے ہوئے غور کر کے دیکھا۔ تو ایک چیز فرش زمین پر پڑی تھی۔ جس سے اس کا پاؤں اٹکا تھا ایک چھوٹی سی دھات کی بنی ہوئی صندوقچی جو چھوٹی ہونے کے باوجود کافی وزن دار تھی۔ اور کمرہ نمبر ۱۴ الف کے عین باہر پڑی تھی۔

"دیکھئے حضور وہ اس چیز کو لینے آیا تھا . . . . . مگر آپ لوگوں کو موقعہ پر موجود پاکر اسے چھوڑنے ہی بن پڑی۔ اور وہ جان بچا کر بھاگ گیا"

یہ الفاظ نوکر ٹن کے منھ سے نکلے تھے جو ہمارے پس پشت کھڑا تھا اور اس کی دہشت سے معمور چمکیلی آنکھیں اس صندوقچے پر لگی ہوئی تھیں۔

"کیا کہتے ہو!" سمتھ نے جلدی سے پیچھے مڑ کر نوکر کو استفہامی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"سرکار میں صرف یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ مالک جب انگلستان واپس آئے۔ تو اس چیز کو بڑی حفاظت کے ساتھ اپنے ہمراہ لائے تھے"

نوکر نے جلد جلد تقریر کرتے ہوئے کہا۔ "پچھلے دو ہفتوں سے عرصہ میں جب سے ہم اس جگہ وارد ہوئے ہیں وہ لگاتار دن رات اس کی حفاظت کرتے رہے۔ اور ایک بھرا ہوا پستول ہر وقت اپنے پاس رکھتے تھے۔

اس کے لئے ان کی جان ضائع ہوئی ہے جب سے یہ چیز ان کے

ہاتھ آئی۔ ان کو شب و روز میں ایک پل بھر چین نصیب نہیں ہوا۔"

اس طرح باتیں کرتے ہوئے ہم تینوں پھر اندر آ گئے تھے صندوقچے کو سمتھ نے خود اٹھا رکھا تھا بٹلن نے اپنے بڑھتے ہوئے جوش کی حالت میں سلسلۂ تقریر جاری رکھا۔

"میں بڑے غور سے دیکھتا رہا ہوں۔ ادھر کئی ہفتوں سے سرگر نگری ایک آدھ گھنٹے سے زیادہ کبھی نہ سوتے تھے جس دن سے ہم اس جگہ پہنچے نہ وہ کسی سے ملنے نہ کسی آدمی سے بات چیت کی۔ بار ہا دیکھا کرتا تھا وہ دن بھر اس صندوقچہ پر چڑھ کر بیٹھ رہتے تھے۔ حتے کہ رات کو بھی اسے تکیہ لگا کر فرش پر بیٹھے بیٹھے دو گھڑی سو جاتے تھے۔ لیکن اس پر بھی یہ عالم ان کی بے تابی اور پریشانی کا تھا کہ "بٹلن وہ بار ہا آدھی رات کے سناٹے میں چونکتے ہوئے کہتے: "بٹلن کیا تم نے اس ملعون عورت کی آواز سنی؟ لیکن گو ان کے بار بار کہنے سے میں خیال کرنے لگا تھا۔ کہ کسی نہ کسی طرح کی آواز ان کو سنائی دیتی ہے۔ لیکن واقعہ میں میرا خیال یہی تھا۔ کہ وہ آواز ان کے تخیل کی پیدا کی ہوئی ہوتی تھی۔ کیونکہ انہیں اپنے اعصاب پر پورا قابو نہ رہا تھا۔

"پھر اس کے علاوہ وہ اکثر لنگڑے آدمی کی چاپ سننے کے منتظر رہا کرتے تھے۔ رات کو وہ پانچ چھ مرتبہ اٹھ کر بیٹھ جاتے۔ اور سراسیمہ نظروں سے دیکھتے ہوئے دبی آواز میں کہتے "بٹلن دیکھو وہ منحوس چلا جاتا ہے کیا تمہیں اس کی لنگڑی چال کی آواز سنائی نہیں دیتی۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنا کان یوں بند دروازہ کے ساتھ چپکا لیتے۔ گویا پوری یک سوئی کے عالم میں سن رہے ہوتے تھے۔

"آپ صاحب خدا کو بہتر معلوم ہے۔ میں نے یہ دن کس طرح

کے حالات میں گذار رہے ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جب سے ہم چین سے روانہ ہوئے میرے دل کو ایک پل بھر کے لئے چین نصیب نہیں ہوا۔ خیال تھا اس جگہ آبادی تک پہنچنے کے بعد ہماری تکلیفوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ لیکن حالت بد سے بدتر ہوتی چلی گئی۔

"کئی لوگ مالک سے ملنے کے لئے آتے اور میرا خیال ہے کہ وہ دفتر ہند سے آیا کرتے تھے۔ لیکن سر گرگری کسی سے ملنا منظور نہ کرتے تھے۔ اوقات بعید میں میں نے صرف یہ الفاظ ان کو کہتے سنا ہے ہیں اگر کسی سے ملوں گا تو مسٹر لینڈ سمتھ سے کسی اور سے بالکل نہیں آج رات سے پہلے وہ کبھی بستر پر پڑ کر نہ سوئے تھے۔ اس دن رات کی بے چینی اور بیداری نے قلت خوراک کے ساتھ مل کر ان کی صحت کا بالکل ستیاناس کر دیا تھا۔ لہٰذا ہر کوئی خفیف تکلیف ایک ایک انچ کر کے ان کی جان ضایع کر رہی تھی۔ ذرا سی دیر پہلے وہ تھک کر گر پڑے تو میں انہیں اٹھا کر بستر پر لے گیا۔ اور اب . . . . . . دیکھیے اُف میرے خدا وہ اس دنیا میں کہاں ہیں!"

اتنا کہہ کر بٹن وہیں آتشدان کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ اور اپنا منہ دونوں ہاتھوں سے ڈھک کر یوں سسکیاں لے لے کر رونے لگا۔ کہ مجھے اس کے شانے زور زور سے ہلتے معلوم ہوتے تھے۔ یقیناً اس کی اپنے آقائے مرحوم سے بہت گہری محبت تھی۔ اس کی موجودہ بے بسی دیکھ کر مجھے بے حد ترس آتا تھا۔ سمتھ نے شفیقانہ انداز سے اپنا ہاتھ اس کے شانوں پر رکھا۔ اور کہا۔

"تمہیں بہت سی کڑی مشکلات سے گذرنا پڑا ہے۔ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے ہر طرح کی رکاوٹوں کے باوجود اپنے فرض کو اس خوش اسلوبی

سے پورا کیا ہے جس سے کوئی دوسرا نہ کرسکتا تھا۔ لیکن انسان غیبی حالات کے تابع ہے۔ تمہارا واسطہ ایسی طاقتوں سے پڑا جن پر کسی کو اختیار نہیں بہرحال اب تم یہ جان کر مطمئن ہو جاؤ۔ کہ میں اس معاملہ کا پورا کھوج لگا کر چھوڑوں گا۔ میرا ہی نام نے لینڈ سمتھ ہے"۔

ٹین کو یہ الفاظ سن کر اتنی حیرت ہوئی کہ بڑے زور سے گھوم کر پیچھے مڑا۔ اس کی آنکھوں کا انداز ظاہر کرتا تھا کہ اس کو یقین نہیں آتا۔ جو کچھ اس نے سنا صحیح ہو سکتا ہے۔

لیکن میرے دوست نے مسکراتے ہوئے سلسلہ تقریر جاری رکھا "اب چونکہ میں آگیا ہوں اس لئے تمہارے آقائے مرحوم کی خواہشات پورا کرنے کے متعلق جو کچھ ممکن ہے۔ کیا جائے گا۔ تم ہر طرح کی فکر و تشویش اپنے دل سے نکال دو۔ فی الحال میں اتنا ہی چاہتا ہوں۔ کہ تم اپنے کمرہ میں جا کر آرام کرو۔ جب ضرورت ہوگی۔ میں خود تم کو بلالوں گا"۔

"صاحب میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں" ٹین نے پریشان نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا "خدا نے بڑی عنایت کی ہے۔ کہ آپ مالک کی پراسرار موت کا بدلہ لینے کے لئے یہاں تشریف لے آتے ہیں"۔

بس اتنا کہہ کر ایک ہاتھ سے اپنی پیشانی کو مضبوط پکڑے ہوئے گویا اس کے دماغ کو اب تک واقعات کی حقیقت کا یقین نہ ہوتا تھا۔ وہ ایک چھوٹی اندرونی خوابگاہ کے اندر جا کر نظروں سے غائب ہو گیا۔

"اب پٹری" سمتھ نے داہنے ہاتھ سے فرش زمین پر بکھرے ہوئے سامان کی طرف اشارہ کرکے کہا "

چونکہ مجھ کو اس کام میں اختیارات کلی حاصل ہیں"

اور میں جس طرح جی چاہے کر سکتا ہوں۔ نیز اس لئے کہ تم ایک پیشہ ور طبیب ہو۔ میں چاہتا ہوں کم و بیش آدھ گھنٹہ ہم اس عجیب و پر اسرار واردات کی اپنے طور پر تحقیقات کریں۔ تمہارا کام یہ ہے کہ لاش کی دیکھ بھال کرکے یہ جاننے کی کوشش کرو۔ کہ موت کن اسباب سے واقع ہوئی ہے میں ان بکھری ہوئی چیزوں کی بنا پر کچھ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔"

میں نے منہ سے کوئی لفظ کہے بغیر سر کے اشارہ سے ہاں کہا۔
اور اس کمرہ کی طرف روانہ ہوا جو ہیل کی خوابگاہ کا کام دیتا تھا۔

پہلی بات جو میں نے دیکھی یہ تھی۔ کہ اس میں بد نصیب مرنے والے کے سامان ضرورت کی کوئی بھی چیز موجود نہ تھی، جس سے ٹلین کے اس بیان کی پوری تصدیق ہوتی تھی۔ کہ سر گریگری نے عرصہ دراز سے اس کمرہ کی سکونت چھوڑ رکھی تھی۔ اس کے بعد ہیل کی لاش پر جھکا جو اپنے پورے لباس میں بستر پر پڑا تھا۔

اس ایک پر اسرار علامت کے سوا جو موت واقع ہونے سے ذرا دیر پہلے نمودار ہوئی تھی۔ یعنی طاقت گویائی کا سلب ہونا اور کوئی نشانی مجھ کو ایسی نظر نہ آتی تھی۔ جو اس کی موت کا ذریعہ قرار دی جا سکتی یہی معلوم ہوتا تھا کہ اس کی موت کافی غذا نہ ملنے اور کافی حد تک آرام نہ کرنے سے واقع ہوئی ہے۔ سرسری معائنہ پر بھی کوئی چیز ایسی نظر نہ آئی جو زہر دینے کا ذریعہ ہوتی۔ چونکہ میں فی الحال زیادہ گہری تحقیقات پسند نہ کرتا تھا اس لئے سمتھ کے پاس جو باہر والے کمرہ کے سامان کو اٹھا کر ادھر ادھر رکھ رہا تھا
واپس جانے کا ارادہ کر ہی رہا تھا۔ کہ میری نگاہ

ایک عجیب چیز پر پڑی۔

بستر پر پڑی ہوئی چادر میں کسی پھول کی چند پتیاں بکھری ہوئی تھیں۔ اور وہیں ایک جانب اس پھول کا بقیہ ڈنڈی کے ساتھ لگی ہوئی تین پتیوں کے ساتھ موجود تھا۔

میں نے ان ننھے پتوں کو اٹھا کر اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ لیا۔ اور تھوڑی دیر بغور ان کو دیکھتا رہا۔ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ اس جگہ اس پھول کی موجودگی کیا معنی رکھتی ہے۔ جلدی ہی مجھ کو اس فیصلہ پر پہنچنا پڑا۔ کہ پتیاں گر کملائی ہوئی نظر آتی تھیں۔ تاہم ان کی حالت ظاہر کرتی تھی۔ کہ انہیں کمرہ میں لاتے ہوئے بہت دیر نہیں گذری ہوگی۔ سوال پیدا ہوا کون اس پھول کو کمرہ کے اندر لایا تھا۔ اور کس مطلب کیلئے۔ اس سے بھی زبردست ایک اور سوال جو میرے جی کو پریشان کرنے لگا یہ تھا۔

کیا اس پھول کی موجودگی کا اس واردات سے جو میری نظروں کے سامنے ہوئی کوئی تعلق ممکن ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

"سمتھ" میں نے وہیں سے آواز دی۔ اور بعد ازاں ان نازک پتیوں کو بدستور ہتھیلی پر لئے اس سے ملنے کے لئے دروازہ کی طرف چلا۔ اور پھر اس جگہ پہنچ کر "دیکھیئے" میں نے سمتھ سے کہا۔ "یہ کیا چیز ہے جو مجھ بدنصیب مرنے والے کے بستر پر پڑی ہوئی ملی"۔؟

نے لینڈ سمتھ کے۔ . . . . ہاتھ میں کوئی چیز اور تھی۔ جسے وہ الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔ اس کو ایک جانب کرسی پر رکھتے ہوئے وہ میری طرف پلٹا اور اسی وقت پہلی مرتبہ اس کی نگاہ پھول کی نازک ڈنڈی اور اس کے ساتھ لگی ہوئی پتیوں پر پڑی۔

اس کے بعد جو کچھ بھی ہوا وہ میری بعید تر توقع سے پرے تھا۔ سچ کہتا ہوں اپنی عمر میں میں نے کبھی کسی آدمی کے چہرہ پر آثار کی اتنی عظیم تبدیلی اس طرح آناً فاناً نہیں دیکھی۔ جیسی اس وقت نے لینڈ سمتھ کے چہرہ پر دیکھی گئی۔ کمرہ کی ناکافی روشنی میں بھی میں نے معلوم کیا کہ اس کا چہرہ آن واحد کے لئے بالکل پیلا پڑ گیا۔ اور آنکھوں میں غیر معمولی چمک پیدا ہو گئی۔ مضطربانہ گلوگرفتہ آواز میں کہنے لگا۔

"رکھ دو۔۔۔۔۔۔ یہیں میز کے اوپر پھینک دو۔۔۔۔ یہ تم کہاں سے اٹھا لائے ہو۔؟"

اس کی بولی آواز اپنے اندر ہیبت عظیم کا اثر رکھتی تھی۔ اصل مطلب نہ سمجھتے ہوئے بھی میں اپنا خون سرد ہوتا محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا۔ تاہم اس کے ارشاد کی تعمیل میں میں نے وہ پھول اور اس کے ساتھ لگی ہوئی ڈنڈی جوں کی توں اس جگہ ڈال دی۔

"تم نے اس ڈنڈی کو توڑا تو نہیں تھا۔"

"بالکل نہیں جسطرح مجھ کو ملی تھی اسی طرح اٹھا لی"

"اس کی پتیوں کو بھی نہیں سونگھا"

میں نے صورت انکار سر ہلا دیا۔

اس وقت عجیب طرح کی نظروں سے میرے منہ کو تکتے ہوئے لینڈ سمتھ نے ایک عجیب بات کہی۔

یعنی مجھ کو ہدایت کی بڑی آہستگی کے ساتھ یہ دو لفظ کہہ سکا کہ ۔۔۔۔ "تمنی"

میں حیرت سے اس کے منہ کو تکنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مگر اس نے متین آواز کے سخت لہجے میں پھر کہا۔ "جلدی کرو۔ جلدی کرو
میں مذاق نہیں کر رہا۔ کہہ ڈالو سائکیہ منی!"

میں نے اس کی تعمیل کرتے ہوئے کہہ دیا۔ "سائکیہ منی" لیکن میری
حیرت رفع ہونے کے بجائے اور زیادہ بڑھ گئی۔

سمتھ ہنسنے لگا۔ لیکن اس کی ہنسی پھیکی اور خوفناک تھی۔

"اب جاؤ" اس کے بعد اس نے کہا "اپنے ہاتھ بڑی احتیاط کے
ساتھ دھو ڈالو۔ یونہی رسمی طریق پر نہیں۔ بلکہ تین بار پانی بدل کر"

اس کے لہجے سے میرے دل کو کم از کم اس بات کا یقین ہو گیا کہ
وہ ہر ایک بات گہری سنجیدگی سے کہتا ہے۔

پھر جس وقت میں تعمیل کے لئے چلا تو اس نے آواز دی

"بیٹن"

بیٹن زرد رو لرزہ براندام اپنے کمرے سے باہر نکلا۔ جس وقت میں
غسل خانے میں کھڑا ہاتھ دھو رہا تھا۔ تو میں نے سمتھ کی آواز سنی جو اس سے
پر اسرار پھول کے متعلق دریافت کر رہا تھا۔

"بیٹن" اس نے کہا "کیا حال میں کسی قسم کے پھول اس جگہ لائے
گئے تھے؟"

"پھول سرکار۔۔۔ پھول؟۔۔۔۔ بالکل نہیں یقین جب سمجھ
لیجئے کہ ان چیزوں کے سوا جو خود باہر سے لیکر آتا ہوں اور کوئی چیز بھی
کسی حال میں اس جگہ نہیں لائی گئی۔"

"یقین کے ساتھ کہتے ہو؟"

"جی ہاں مجھے اس کے متعلق پورا اطمینان ہے۔"

"کھانا کون دینے آتا تھا؟"

"کھانا ۔ ۔ ۔ ۔ اول تو سرکار نے کئی دن سے کھانا پینا یونہی چھوڑ رکھا تھا۔ اور انہیں اس کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی تھی۔ تاہم اگر آپ غور کر کے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ہمارے پاس الماریوں میں خوراک کی اتنی مقدار بوتلوں اور ڈبوں میں بند پڑی ہے جو ہفتوں کام دے سکے یہ تمام چیزیں میں آقا کے کہنے پر اسی دن بازار سے خرید کر لایا تھا۔ جس دن ہم اس جگہ پہنچے ہیں۔ اس گھڑی سے لیکر اس وقت تک کہ آپ یہاں آئے کوئی آدمی نہ ان کمروں میں داخل ہوا۔ نہ کوئی چیز باہر سے لائی گئی"

میں جب غسل خانہ سے نکلا تو دیکھا سے لینڈ سمتھ کھڑا گہری پریشانی کی حالت میں اپنے بائیں کان کی لو کو زور زور سے کھینچ رہا تھا۔ میری طرف مڑ کر اس نے کہا۔

"تکلیف تو بیشک ہوگی لیکن ذرا جا کر ٹیلیفون پر انسپکٹر وسے متھ کو بلاؤ۔ ۔ ۔ ۔ اور ہاں اس کے علاوہ ہوٹل کے مینیجر ایم سامرکن سے کہنا جس قدر جلد ممکن ہو مجھ سے یہاں آکر ملے"

لیکن جس وقت میں رخصت ہونے لگا تو میرے دوست نے پیچھے سے آواز دی۔

"دیکھو سامرکن سے کوئی بات نہ کہنا ۔ ۔ ۔ ۔ یعنی ان واقعات کے متعلق جو اس جگہ پیش آئے ہیں۔ اور نہ اس ہیتیل کے صندوقچہ کے بارہ میں"

لیکن جب میں کافی دور چلا گیا تو یکایک خیال آیا۔ کہ ناحق اتنی زحمت گوارا کی ٹیلیفون تو ہوٹل کے ہر ایک کمرہ میں لگا ہوا موجود تھا۔ اور میں اس کام کو وہیں آسانی سے کر سکتا تھا۔ لیکن پھر سوچا اس میں ایک

بہتری پوشیدہ ہے۔ مجھے تنہائی میں تھوڑی دیر حالات پر غور کرنے کی مہلت تو ملے گی۔ چنانچہ یہی سوچکر میں نے لفٹ کا خیال بھی چھوڑ دیا۔ اور فراخ مرمری زینہ کی راہ سے نیچے اترنے لگا۔

سوچتا جا رہا تھا یہ حیرت انگیز واقعات جو ہمیں پیش آ رہے ہیں کس نے سانحہ کی تمہید ہیں۔ اور کونسے نئے اسرار ہم پر منکشف ہونے والے ہیں اس پتیل کے صندوق میں جس کی سرگرمیاں ہمیں دن رات حفاظت کرتے رہے تھے۔ کیا چیز بند پڑی ہے؛ یقیناً وہ کوئی ایسی چیز ہوگی جو تبت سے تعلق رکھتی ہو۔ یعنی کوئی ایسی چیز جسے بدنصیب مرنے والا ہندوستان کی کلید سمجھتا رہا تھا۔ لیکن جس کی کشش سے وہ مردِ منحوس جسے لنگڑا بیان کیا گیا ہے پیچھے لگ کر اس جگہ تک آیا۔

پھر اس کے آگے سوال پیدا ہوا کہ وہ لنگڑا کون ہے اور سی فان کے کیا معنی ہیں؛ کچھ ایسی محویت ان خیالات کے باعث مجھ پر طاری ہوئی کہ بالکل معلوم نہ کر سکا۔ میں کدھر جا رہا ہوں حتیٰ کہ دفعتاً یہ حقیقت پہلی مرتبہ کھلی۔ کہ ہوٹل کی ڈیوڑھی میں پہنچنے کی بجائے میں کسی غلط موڑ پر ہو کر وسیع عمارت کے ایک ایسے حصہ میں جا نکلا ہوں جو میرا پہلے کا دیکھا ہوا نہ تھا۔"

وہیں کھڑا ہو کر میں اپنے اردگرد دیکھتا یہ سوچنے لگا کہ اب کدھر کو جاؤں ......

باب ۴

بڑھتے ہوئے اسرار

میرے پس پشت لمبی سنگ مرمر کے فرش کی غلام گردش حدنگاہ تک پھیلی ہوئی تھی۔ بے خبری ہی میں اس کو طے کر کے یہاں تک آگیا تھا۔

سامنے نظر ڈالی تو ایک محرابی دروازہ نظر آیا۔ جس کے آگے بھاری پردہ لٹکا ہوا تھا۔ جوش اور پریشانی کی حالت میں آدمی بسا اوقات وہ کام کر بیٹھتا ہے۔ جسے وہ عام حالات میں نہیں کرسکتا۔ نتیجہ کی پروا نہ کرتے ہوئے میں نے آگے بڑھ کر پردہ ایک طرف ہٹا دیا۔ ایک شیشہ کا دروازہ تھا۔ اسے بھی کھول ڈالا۔ کیا دیکھتا ہوں ایک چھوٹا سا نجی صحن ہے۔ اور اس میں دھندلی سی روشنی کسی نامعلوم مقام سے بھاری تیز بو خوشگوار لیکن دماغ پر بوجھ ڈالنے والی آتی معلوم ہو رہی تھی۔

میں بے تحاشا آگے بڑھا۔ لیکن دو ہی قدم چلا تھا کہ رک جانا پڑا یقیناً کوئی مجھ کو آوازیں دے رہا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں داہنی طرف کے ایک دروازہ سے جس کے باہر ویسا ہی بھاری پردہ لٹکا تھا۔ مدھم سی کھٹ کھٹ کی آواز چلی آتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ملی ہوئی کسی چیز کے فرش زمین پر گھسٹنے کی آوازیں یوں کہنا چاہیئے آوازوں کا وہی پراسرار مجموعہ میرے کانوں میں پہنچا۔ جو پیشتر میرے سننے میں آچکا تھا لیکن جس کی صحیح اہمیت میں اب تک معلوم نہ کرسکا تھا۔

فوراً خیال آیا کہ ہو نہ ہو یہ اسی لنگڑے آدمی کے چلنے کی آواز ہے
اصل حقیقت جاننے کے خیال سے میں نے جھٹ آگے بڑھ کر پردے
پر ہاتھ رکھا۔ اور اسے ایک طرف ہٹانا چاہتا تھا۔ کہ ایک عورت باہر نکل
کر میرا راستہ روک کر کھڑی ہو گئی۔

اس کی ظاہری صورت کے متعلق مجھے دھندلے سے طور پر
اتنا ہی یاد ہے۔ کہ اس نے سبز رنگ کا ریشمی شال اوڑھ رکھا تھا جس پر
سفید رنگ کے دھاگے سے پرندوں کی بڑی بڑی تصویریں بنائی گئی
تھیں۔ شال اس طریقہ پر اوڑھا ہوا تھا۔ کہ اس کے چہرے کا بیشتر
حصہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ تاہم میں اس کی تیز اور شعلہ ریز آنکھوں اور
ان کی خشمگین لوز نگاہ کا اندازہ معلوم کئے بغیر نہ رہ سکا۔ موٹی سیاہ
رنگ کی آنکھیں جن میں سچ مچ غصہ کی لپٹی ہوئی بجلیاں ملی تھیں۔

جب اس نے قہر آلود نگاہوں سے میری طرف دیکھا تو میں گویا
چلتے چلتے رک گیا۔ تاہم اس کی وجہ اس کے غصہ کا رعب نہیں بلکہ
صحیح باعث یہ تھا۔ کہ مجھے اس کی صورت کسی پر اسرار طریقہ پر جانی
اور پہچانی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔

چپ چاپ اور بے حرکت ہم آمنے کھڑے ہو گئے
اور ذرا سی دیر یہ کیفیت رہی اس کے بعد

"جاؤ" اس نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی مجھے روکنے
کی غرض سے اپنے دونوں بازو دروازہ میں کھڑے ہو کر اطراف میں
پھیلا دیئے۔ اس جگہ تمہارا کوئی کام نہیں"
اس کی آواز کسی قدر گلوگرفتہ تھی ہاتھ اور بازوؤں کے وہ حصے جو برہ

پرانے عاج کی رنگت کے نظر آتے تھے۔ اور اس نے ادنیٰ قسم کے بازاری زیورات پہن رکھے تھے۔ صریحاً وہ کوئی دو غلی عورت تھی . . . . شاید کسی طرح کی پوزیشن

۔ مجھ رک جانا پڑا۔ اس اثنا میں کھٹ کھٹ اور کسی چیز کے گھسٹنے کی وہ آواز جو مجھے اندر سے آتی سنائی دی تھی۔ بالکل بند ہو گئی۔ مگر اس عجیب مشرق نژاد عورت کی مزاحمت مجھ کو اور زیادہ اندر جانے پر اکساتی اور راز کی تہ تک پہنچنے کے لیے بے تاب کر رہی تھی۔ میں نے اس کی گہری سیاہ آنکھوں سے چار آنکھیں کیں وہ بے حجابانہ میری نگاہ کا مقابلہ کرتی رہی۔

اس کے بعد دفعتاً اس نے اپنا ہاتھ آگے نکال کر اس وارڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جس کی راہ سے میں داخل ہوا تھا کہنے لگی "جاؤ میں التجا کرتی ہوں یہ نجی سکونت کے کمرے ہیں ان میں کسی اجنبی کا کیا کام"؟

ہر چند اس کی انگریزی شکستہ اور بے جوڑ تھی۔ تو بھی مجھے اس کے بیان کی صداقت پر یارائے اعتراض نہ تھا۔ کیونکہ درحقیقت اس جگہ میری موجودگی خلاف قانون تھی۔ خواہ کسی ہوٹل ہی میں ہو کوئی آدمی بلا اجازت کسی دوسرے کے کمرہ میں قدم نہیں رکھ سکتا۔

اس حقیقت کو جانتے ہوئے مگر مجھ کو اچھی طرح معلوم تھا کہ میرا ہر ایک اعتراض لاحاصل و بے سود ہے۔ تاہم کچھ کہنے کی غرض سے میں نے پھر کہا۔

ایک آدمی اس کمرہ میں رہتا ہے۔ میں اس سے ضرور

ملنا چاہتا ہوں۔

"تم کسی سے نہ مل سکو گے" وہ سخت لہجہ میں کہنے لگی۔ جاؤ
میں حکم دیتی ہوں"

اپنی سیدھے ہاتھ کی انگلی بدستور اس دروازہ کی طرف
کئے ہوئے جو میرے پس پشت واقع تھا وہ ایک قدم میری طرف کو آگے
بڑھی میں حیران ہوکر سوچتا تھا۔ یہ شاندار اور خوشنما لیکن وحشی آنکھیں
میں نے اس سے پہلے کہاں دیکھی ہیں۔

اسی الجھن میں کھڑا سوچ رہا تھا کہ اگر کسی طرح یہ عورت اپنے
چہرہ کو ذراسی دیر کے لئے بے نقاب کردے۔ تو میں فوراً اس کو پہچان لوں
اس امید پر میں واپس جانا کبھی نہ چاہتا تھا۔ ناگاہ اس نے اپنے شانہ
کے اوپر سے پچھلی طرف نظر ڈالی اور اس سے پہلے کہ میں اس کے مدعا
سے واقف ہو سکتا وہ جھٹ پیچھے ہٹ کر پردوں کی پشت پر غائب
ہوگئی۔ میں نے پردوں کو زور سے ہلتا دیکھ کر معلوم کیا۔ کہ وہ سخت غصہ
کی حالت میں رخصت ہوئی ہے۔

تھوڑی دیر مجھے اس کے ہٹتے ہوئے قدموں کی چاپ
سنائی دیتی رہی۔ پھر کسی نظر نہ آنے والے دروازہ کے زور سے بند ہونے
کی صدا کانوں میں آئی۔ تب بعد از وقت مجھ کو خیال آیا کہ اس نے کتنی بردباری مجھ سے کی۔ اگر اس کا مقصد کسی آدمی کو جو آہستگی سے چلنے پر مجبور تھا
مقام محفوظ پر پہنچنے کی مہلت دینا تھا۔ تو وہ کس خوش اسلوبی کے
ساتھ اس میں کامیاب ہوئی۔

اب میرا اس جگہ کھڑے رہنا بے سود تھا اپنی شکست اور

حماقت پر افسوس کرتا پیچھے ہٹا۔ یاد نہیں میں کن کن رستوں سے ہو کر انجام کار مجھے زینہ تک پہنچنے میں کامیاب ہوا۔ داش کی روان دو چمکیلی سیاہ آنکھوں کی طرف لگی ہوئی تھی۔ جو سبز رنگ کے کشیدہ کاری کے شال کی راہ سے طعن آمیز طریقہ پر میری طرف گھور رہی تھیں۔ ان آنکھوں کی نگاہ یقیناً کسی موقعہ پر دیکھی ہوئی تھی۔ لیکن کب اور کہاں؟ اس کا کوئی جواب نہ ملتا تھا۔ بے حد دماغ لڑانے پر بھی میں اس سوال کا جواب پانے کے قابل نہ ہو سکا۔

خیر میں جس کام کے لئے آیا تھا۔ اس کو کیا یعنی نیو سکاٹ لینڈ یارڈ کو ٹیلی فون پہ اطلاع دی پھر ایم سامرکن سے ملا جنہوں نے ایک کامیاب مصر کی حیثیت میں قاہرہ میں بڑی شہرت حاصل کی تھی۔ اور جن کی اس کامیابی کے باعث انہیں لندن کے جدید ترین شاندار ہوٹل کا اہتمام سپرد کیا گیا تھا۔

ایم سامرکن بھاری بھرکم وجود کا خوش اخلاق آدمی تھا۔ گہرے رنگ کی مختصر امپیریل داڑھی آداب کسی درباری کے سے ملتے ہوئے اور تبسم خالص یونانیوں کا تھا۔

جس قدر حالات بیان طلب تھے۔ میں نے مجمل اتنے ہی اس کے روبرو بیان کئے اور اس کے ساتھ یہ بھی تاکید کی کہ جتنا جلد ممکن ہو نمبر ۱۸۹ الف کمرہ میں تشریف لے جائیے۔ اور اس کا خیال رکھیئے کہ کسی کو آپ کے وہاں جانے کا حال معلوم نہ ہو۔

میں نے بالکل اس کا ذکر نہ کیا تھا۔ کہ سر گریگوری ہیل کی موت غیر قدرتی حالات میں واقع ہوئی ہے۔ بہرحال ان کی موت کی خبر پا کر ایم سامرکن کے

کسی طرح کے زور دار اشارے کرتے ہوئے اس بات پر گہرا رنج والم ظاہر کیا کہ ایک ایسے نامور (گو غیر نفع بخش) مہمان اور مربی کی زندگی کا خاتمہ نیو لوور ہوٹل کے دور ہستی کے آغاز ہی میں ہوا۔

"لیکن یہ تو فرمایئے" میں نے یکایک ایک خیال کے زیر اثر پوچھا "کیا کچھ مشرقی سیاح بھی آپ کے ہاں ان دنوں فروکش ہیں؟"

ایم سامرکن نے حیرت سے اپنی بھوؤں کو اونچا اٹھا لیا اس کے بعد "نہیں موسیو" اس نے تسلی بخش لہجہ میں جواب دیا۔

"ایک خاص طرز کی مشرقی عورت .... کیوں؟ میں نے اپنے سوال کو دوسرا رنگ دے کر پوچھا۔

لیکن ایم سامرکن نے جواب کے طور پر نہایت موثر طریقہ سے سر کو انکاری حرکت دی۔

اس کے بعد کہا۔ "میرے خیال میں صاحب نے کسی آیا کو دیکھا ہے۔ فی الحال آپ کے ہوٹل میں کئی اینگلو انڈین کنبے فروکش ہیں اور ان کے ساتھ آیا عورتیں بھی رہتی ہیں۔"

آیا! ..... شاید ایسا ہو لیکن ......

باب ۵

خاموشی کا پھول

نے لینڈ سمتھ اپنے رہنے کے کمرہ میں بے تابانہ ادھر سے ادھر ٹہلتا پھر رہا تھا۔

دفعتاً ایک مقام پر رک کر کہنے لگا "پیٹرک! ایک بات جو ہمیں اس سلسلہ میں ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے یہ ہے کہ فی الحال ہمارا واسطہ ڈاکٹر فو مانچو سے نہیں بلکہ ایک بالکل ہی نا معلوم ہستی کے ساتھ ہے جس کو سی فان کہتے ہیں"۔

"پھر وہی پر اسرار پہیلیاں" میں نے گھبرائے ہوئے لہجہ میں کہا۔ "آخر یہ سی فان کس بلا کا نام ہے؟"

"کہتے ہیں سارے عالم میں سب سے زیادہ پر اسرار مشرق ہے اور مشرق میں سب سے زیادہ پر اسرار چیز وہ جس کا نام سی فان رکھا گیا ہے تم کو یاد ہو گا پچھلی مرتبہ جس ہستی ناپاک ڈاکٹر فو مانچو سے ہمارا مقابلہ شروع ہوا وہ انگلستان میں فقط ایک تحریک کا راستہ تیار کرنے کے لئے آیا تھا۔ اور یہ تحریک وہی تھی جسے عرف عام میں زرد خطرہ کہتے ہیں۔ یعنی سارے عالم کو ایک زرد سلطنت کی صورت میں متحد کرنے کی تحریک اس کے آگے سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک اتنی بڑی سلطنت کا انتظام کرنے کے لئے کسی بادشاہ کی بھی ضرورت ہے"۔

نے لینڈ سمتھ میرے لفظوں کو سن کر چلتے چلتے میرے عین بالمقابل کھڑا ہو گیا۔ اور اس کے بعد کہنے لگا۔

"بیڑی بات تو تم نے بہت دور کی سوچی لیکن آدھی غلط"
"یعنی کس طرح؟"
"تم بادشاہ کہتے ہو...... بیگم کیوں نہیں؟"
مجھ کو ایسا معلوم ہوا گویا کسی نے بم کا گولہ میرے سر پر دے مارا ہو — سوال کا یہ ایک ایسا پہلو تھا۔ جس کا مجھ کو خیال تک نہ آ سکتا تھا تھوڑی دیر یہ عالم میری سراسیمگی کا رہا۔ کہ کوئی موزوں جواب بن آ سکا۔

اس وقفہ سکوت سے فایدہ حاصل کر کے میرے دوست نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "شاید تمہارا اعتراض یہ ہو کہ اہل مشرق میں عورت کو بہت ادنیٰ درجہ حاصل ہے۔ بیشک میں اس اعتراض کی اہمیت کو مانتا ہوں مگر اس کے باوجود قدیم وجدید ہر دو زمانوں میں قابل ذکر مستثنیات بھی پائے جاتے ہیں کیا مشرق کے ہر ایک ملک پر کسی نہ کسی زمانہ میں عورتوں نے حکومت نہیں کی؟ اب بھی یہ ایک مشہور روایت چلی آتی ہے۔ کہ انجام کار جب ساری دنیا کے ملک ایک متحدہ سلطنت کی صورت اختیار کر لیں گے تو اس سلطنت کی حکومت ایک عورت ہی کے ہاتھ میں ہوگی۔ ہندوستان کے ایک بڑے فاضل پنڈت نے مجھ کو بتایا تھا۔ کہ اس طرح کی ایک شہزادی جو نہایت قدیم شاہی خاندان سے تعلق رکھتی ہے تبت یا تاتار کی خانقاہ میں زاویہ نشین ہے۔ وہی آگے چل کر ملکہ عالم بنے گی۔ جو لوگ اس روایت کو عملی صورت دینا چاہتے ہیں ان ہی کی انجمن کا نام ....؟ وان ہے۔

میری حیرت لحظہ بہ لحظہ بڑھتی جا رہی تھی۔ آخر کار میں نے کہا

"اگر واقعی یہ بات ہے تو وہ عورت جسے ان لوگوں نے عالم گرجا کا خواب پورا کرنے کے لئے رکھا ہے۔ یقیناً جوان نہ ہو گی"

"اس کے برعکس بیٹری اس کا ساب کبھی زائل نہیں ہوتا۔ آوا گون کے آئی ختم ہونے والے سلسلہ کی بدولت وہ ہمیشہ جوان رہتا ہے۔ اور بڑی بات یہ ہے کہ تمہارا زمانوں کی حکمت اور دانائی اس کو حاصل ہے کہ تم اسے لامذے تبت کا لمونہ سمجھ لو۔ وہ ہر وقت پرستاروں کی ایک جماعت میں کھڑی رہتی ہے۔ جو سب کی سب اعلےٰ خاندان کی لڑکیاں جنہیں ان کے حسن بے تمثال کی وجہ سے اس خدمت کے لئے منتخب کیا جاتا ہے اور جنہیں اس خیال سے قصداً گونگا بنا دیا جاتا ہے کہ جو کچھ وہ دیکھیں یا سنیں کسی سے بیان نہ کر سکیں"

"کیا کہتے ہو....... اس بیسویں صدی میں یہ قرون وسطےٰ کی سی باتیں کیا سچ مچ صحیح ہو سکتی ہیں؟"

"شہرو میں بیان کر رہا تھا۔ کہ اس کی خادمائیں سب کی سب گونگی ہیں۔ لیکن جان لو کہ اس کے ساتھ ان کو نابینا بھی کر دیا گیا ہے۔ حکم شاہی یہ ہے کہ جو کوئی اس ملکہ پر اسرار کو بے نقاب دیکھے اسکی سزا موت ہے!"

میں ان تفصیلات کو سن سن کر حیران ہو رہا تھا۔ آخر میں نے کہا۔

"یقیناً تم مذاق کر رہے ہو۔ یہ ماننے کی باتیں نہیں ہیں"

نے لینڈسمتھ نے جیسا وہ کبھی کبھی حالت جوش میں کیا کرتا تھا اپنے دونوں ہاتھ میرے شانہ پر رکھ دیئے اور میری آنکھوں میں آنکھیں

ڈال کر کہنے لگا۔
"معاف کرنا میں بہت سی ایسی باتیں کہہ گیا جن پر خود مجھ کو اعتقاد نہیں تاہم اتنا ضرور کہوں گا۔ کہ میرے بیان کا کچھ حصہ گو روایت سے تعلق رکھتا ہے تاہم کچھ حصہ بالکل صحیح اور حقیقی بھی ہے۔"
میں نے اس کے لاغر اور گرمی سے ڈھلے ہوئے گندم رنگ چہرہ کی طرف دیکھا۔ لیکن تبسم کے کوئی آثار مجھے اس کی آنکھوں کے کناروں یا لبوں کے اطراف میں نظر نہ آئے۔
"پیڈری" اس نے پھر ایک بار کہنا شروع کیا: "یہ وہ عورت ہے جسے ہم اس سازش عظیم کا مرکز قرار دے سکتے ہیں۔ ڈاکٹر فوما نچو جس کا صرف ایک حصہ تھا۔ میرا خیال ہے ہیل اپنی سیاحت کے دوران میں اس رازِ عظیم کا کچھ حصہ معلوم کرنے کے قابل ہوگیا تھا۔ جو کچھ مجھ کو بٹن کی زبانی معلوم ہوا ہے نیز جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اس کی بنا پر میں خیال کرنے لگا ہوں کہ اسی پیتل کی بنی ہوئی صندوقچی میں" یہ کہتے ہوئے اس نے اس کی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔ "ہیل نے کوئی ایسی چیز حاصل کرکے بند کی ہے۔ جو اس عظیم زرد سازش کی کامیابی کا جزو لازم تھی۔ یہی باعث تھا۔ کہ اس سازش پر اسرار کے کارکن اس کے پیچھے پیچھے اس جگہ تک آئے۔ لیکن اتنا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ اب تک اس کی بازیابی کی کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکے۔"
صدہا امکانات کا تصور جن میں سے بیشتر مبہم اور ناقابل یقین تھے میرے ذہن میں پیدا ہونے لگا۔
"سمتھ" میں نے جلدی سے کہا۔ "کیا اس کا مطلب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ڈ

دوغیلی عورت جس کو میں نے ہوٹل کے ایک نہ جانے ہوئے حصہ میں دیکھا تھا۔۔۔۔"

مگر نے لینڈ سمتھ نے شانوں کو حرکت دے کر سرسری لہجہ میں کہا۔ "وہ جیسا ایلم سامرکن نے بیان کیا غالباً کوئی آیا ہوگی"

مگر میں نے دیکھا اس کا لہجہ عجیب طرح بدلا ہوا تھا۔ اور نگاہ کے انداز میں بھی ایک نئی تبدیلی نمایاں تھی۔

"چلو اس کو بھی جانے دو" میں نے اپنے بیان کی اہمیت واضح کرنے کے خیال سے کہا۔ "مجھے پورا یقین ہو چکا ہے۔ کہ بدنصیب ہیل نے جو الفاظ کسی لنگڑے آدمی کے متعلق کہے۔ وہ فرضی اور خیالی نہ تھے۔ اس آدمی کا وجود حقیقی ہے۔ اور اگر میرا اندازہ بالکل ہی غلط نہیں تو وہ اسی ہوٹل کے اندر موجود ہے۔۔۔۔۔ تاہم یہ بتاؤ۔ (ر) ہیل کے صندوقچہ کو کھولنے کا کب ارادہ ہے۔؟"

"فی الحال نہیں" میرے دوست نے جواب دیا۔ "ہیل کی عبرت ناک موت ایک اس طرح کا سانحہ ہے۔ جس کی باطنی اہمیت کو نظر انداز کرنا میرے لئے خطرناک ہوگا۔ کیونکہ میں وہم آخر میں اس کے پاس موجود تھا۔ وہ لوگ نہیں جان سکتے کہ مجھے کس قدر معلومات حاصل ہیں لیکن سوال جو رہ رہ کر میرے جی کو پریشان کر رہا ہے۔ یہ ہے کہ ہیل کی موت کیونکر واقعہ ہوئی اور وہ کونسا ذریعہ تھا۔ جس سے خاموشی کا پھول اس کے محفوظ کمرہ میں داخل کیا جا سکا؟"

"خاموشی کا پھول!" میں نے حیرت آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہی جسے تم نے اس کے بستر سے اٹھایا تھا" سمتھ نے ایک ہلکا لیکن بے لطف قہقہہ لگا کر کہا۔ اور اس کے بعد سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہنے لگا۔

"جن دنوں میں پالانی پر یہاں مقیم تھا۔ تو ایک موقعہ پر مجھے بدھ مذہب کے ایک بھکشو کو دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ وہ منی پور کے ملحقات میں جہاں کوہستانی علاقہ ہے۔ ایک شکستہ حال جھونپڑی کے اندر قریب المرگ پڑا تھا۔ اور معلوم ہوا کہ وہ آخر میں کوئی پیغام دینا چاہتا ہے میں نے جاتے ہی معلوم کر لیا۔ کہ وہ تبت کا رہنے والا کوئی فقیر تھا۔ اور غالباً دریا کو عبور کر کے آسام کی راہ سے اس مقام تک آیا تھا لیکن گو میرے پہنچنے کے وقت تک زندہ تھا تاہم میں بالکل معلوم نہ کر سکا کہ وہ کیا پیغام دینا چاہتا تھا۔ وجہ یہ کہ اس کی طاقت گویائی بالکل مسلوب ہو چکی تھی۔ اسی طرح ہیل کی مانند وہ کچھ بڑبڑا سکتا تھا لیکن اس کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کسی کی سمجھ میں نہ آسکتے تھے۔ میرے پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد وہ مر گیا۔ اسی وقت وہ آدمی جو میری رہنمائی کرتے اس جگہ تک ساتھ لایا تھا۔ اور میرے قریب ہی سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ یوں گھبرا کر پیچھے ہٹا گویا سانپ نے اس کو ڈسا ہو"

"سخت وحشت اور سراسیمگی کے عالم میں وہ زور زور سے چلانے لگا" اس کے ہاتھ میں خاموشی کا پھول ہے! ۔ ۔ ۔ ۔ اوہ سی فان ۔ ۔ ۔ ۔ سی فان!"

بس اتنا کہہ کر وہ بے تحاشہ دوڑتا ہوا جھونپڑی سے نکل کر کسی طرف کو غائب ہو گیا۔

"میں نے جب آگے جھک کر اس بدنصیب کی لاش کا معائنہ شروع کیا۔ تو معلوم ہوا اس کے ایک ہاتھ میں کسی قسم کا کچلا ہوا پھول تھا میں نے اس کو چھونا تو پسند نہ کیا البتہ یہ معلوم کرنے کی غرض سے کہ وہ کس قسم کا پھول ہے اور کیا تاثیر ہے۔ رسی کا ایک پھندا ڈال کر اس کے ذریعہ سے بڑی احتیاط کے ساتھ پھول کو جوڑ کا توں اس کی گرفت سے نکال لیا۔ انہی ایام میں ایک شخص جو پھولوں کی اقسام کا ماہر کامل تھا۔ اور بغرض سیاحت سنی پور آیا ہوا تھا۔ میں نے وہ پھول اس کو دکھایا۔

گراہم اس کا نام تھا۔ اس نے پھول کے متعلق کچھ اصطلاحی معلومات بیان کیں یعنی بتایا کہ وہ کس قسم کے پھولوں سے تعلق رکھتا ہے لیکن ایک خاص بات جو مجھے اس کی زبانی معلوم ہوئی یہ تھی کہ اس پھول کے اندر ایک پولا سا کانٹا لگا ہوا ہوتا ہے۔ جو پتیوں کے اندر اس خوبی سے چھپا ہوا رہتا ہے کہ سرسری دیکھنے والا اس کو یقیناً نظر انداز کر دے گا۔ لیکن اس کانٹے کی صحیح اہمیت وہ بھی معلوم نہ کر سکا۔ بعد ازاں میری تحریک پر اس نے اس قسم کے چند پھول منگا کر ان کی روح کشید کی جو میرے خیال میں اتنی زہریلی تھی کہ آدمیوں کی ایک کافی بڑی جماعت کو اس کی مدد سے ہلاک کیا جا سکتا تھا۔

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھول کو توڑنے کے وقت ....."

"ہاں میں بھی اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جب پھول کو توڑا جائے تو وہ اس پودے کانٹے کی راہ سے کسی قسم کا زہریلا مادہ خارج کرتا ہے۔ بالکل اس طرح سمجھنا چاہیئے جیسے ہم کسی زہریلے جانور کو چھیڑیں اور وہ فوراً ڈنگ مار دے اسی طرح اس پھول کی بھی تاثیر ہے۔

مشرق کے لوگ اس پھول سے کئی کئی طرح کے کام لیتے ہیں اور اس کو خودکشی کا نہایت سہل طریقہ خیال کرتے ہیں۔ لیکن اطمینان رکھو میرے دل کو تب تک چین نہ آئے گا۔ جب تک یہ معلوم نہ کر لوں کہ وہ کون سے ذرائع تھے۔ جن سے سرگریگری کو یہ پھول ہاتھ میں لینے پر مجبور کیا گیا نیز کس نے یہ مہلک پھول اس کے کمرہ میں پہنچایا۔"

"لیکن ٹھہرو میں لگے ہاتھوں یہ بھی معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ جو دو لفظ سا کیہ منی آپ نے مجھ سے کہلوائے تھے ان کی اہمیت کیا ہے؟"

پھیکی مسکراہٹ سمتھ کے چہرہ پر نمودار ہوئی کہنے لگا۔ "میں نے جو واقعہ ابھی تم سے بیان کیا ہے اس کے تھوڑا ہی عرصہ بعد میری ملاقات اس نادر پنڈت سے ہوئی جس کا کچھ حال میں پیشتر بیان کر چکا ہوں۔ اس نے مجھ کو بتایا۔ کہ ایک خاص جماعت اس مہلک پھول سے اکثر کام لیتی ہے۔ اس کی زبانی یہ بھی معلوم ہوا کہ جو آدمی اس پھول کو چھوئے وہ اگر بدھ کا پاک نام لے تو زندہ بچ جاتا ہے۔ شروع میں میں نے اس کے بیان کو دل لگی پر محمول کیا تھا۔ لیکن بعد ازاں جب اس نے اصل حقیقت بیان کی تو مجھے اس کی بات کا پورا یقین ہو گیا۔

وہ کہنے لگا آپ اس پاک نام کی تاثیر کے قائل ہوں یا نہ ہوں بات درحقیقت کچھ اور ہے۔ وہ شخص جس کی قوت گویائی صحیح حالت میں نہ ہو ساکیہ منی کے لفظوں کو درستی سے ادا نہیں کر سکتا ان حالات میں چونکہ اس خطرناک پھول کی پہلی تاثیر یہ ہے کہ زبان میں

لکنت پیدا ہو اس لئے ایسے آدمی کے منہ سے ساکیہ منی کے الفاظ کہلوانا جو اپنے اندر زہر کی ہر ایک حرکت رکھتے ہیں۔ اس بات کا ... سننے کے برابر ہے۔ یہ زہر اس کے بدن میں سرایت کر گیا یا نہیں؟ اب سمجھ گئے تم؟

دہشت کی تھرتھری مجھے اپنے بدن میں پھرتی معلوم ہوئی ایک نئی طرح کی خوفناک فضا ہمیں لندن کی دھند کی مانند اپنی گرفت میں لیتی جا رہی تھی۔

"سمتور" میں نے آہستہ سے آخر کار کہا۔ "ہمیں ہر حال میں محتاط رہنا چاہئیے۔ اور اب جو میں غور کرتا ہوں تو یہ بھی یاد آگیا ہے کہ اس عورت کی صورت کس لئے مجھ کو پہچانی ہوئی معلوم ہوئی تھی۔ بات دراصل یہ ہے کہ ہم نے جس آدمی کو ہیل کے کمرہ میں ذرا سی دیر کے لئے کھڑے دیکھا تھا وہ درحقیقت مردانہ لباس پہنے ہوئے یہی آیا تھی اور اس کے معنی یہ بھی ہوتے کہ کم از کم اس خطرناک زرد جماعت کے دو افراد ایک یہ عورت اور دوسرا وہ پراسرار لنگڑا آدمی جس کی آواز میں نے سنی ہے اس ہوٹل کی چار دیواری کے اندر موجود ہیں۔

باب ۶

ایک رات کے واقعات

پیتل کا بنا ہوا وہ بیش قیمت صندوق جس میں کوئی عالمگیر اہمیت رکھنے والا عظیم الشان راز بند تھا میرے پاس میز پر پڑا تھا۔ اور شیڈ دار لیمپ کی روشنی اس کو پورے طور پر نمایاں کر رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کثیف دھند جو تھوڑی دیر پہلے کمرہ کے اطراف میں پھیلی ہوئی تھی اب کسی حد تک زائل ہو چکی ہے۔ لیکن جب کبھی آدھی رات کے سناٹے میں دریا پر سٹیمروں کے سائرن کی آوازیں یا ریلوں کے سگنل کی پرشور صدائیں کانوں میں آتیں تو مجھے ناچار اس نتیجہ پر پہنچنا پڑتا۔ کہ لندن اس بلائے قدیم سے جو ہر وقت سردیوں میں اسکی گردن دبائے رکھتی ہے مخلصی پانے کے قابل نہیں ہوا نے لینڈ سمتھ کے ساتھ میرا یہ سمجھوتہ ہو چکا تھا کہ اس قیمتی خزانہ پر جس کی نوعیت نہ جانتے ہوئے بھی اس کی اہمیت ہم پر پوری طرح واضح ہو چکی تھی۔ اور جسے میرے دوست نے کلیہ بند قرار دیا تھا۔ رات کو باری باری نظروں کے سامنے رکھ کر پہرہ دیا جائے۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم اس صندوقچہ کی قدر و قیمت جانتے ہوئے اس بات کے پیش نظر کہ دشمن اس پر قبضہ پانے کے لئے کوئی کوشش اٹھا نہ رکھے گا۔ ایک پل کے لئے غافل ہونا نہ چاہتے تھے اس کے تھوڑی دیر بعد میں نے گھڑی نکال کر دیکھی تو چار کا عمل ہو چکا تھا۔ پونے چار پر میری باری ختم ہوتی تھی۔ اور فیصلہ یہ تھا کہ اس وقت سمتھ کو جگا کر صندوقچہ کے پاس بٹھا دوں اور خود جا کر سو رہوں۔

میرے پہرہ کے دوران میں کوئی مشکوک بات دیکھنے میں نہ آئی تھی . . . . . یا اس طرح کہنا چاہیئے۔ کوئی ایسی بات جو پر لقین ہو یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ قریباً آدھ گھنٹہ پیشتر مجھے اوپر کی چھت پر کسی جگہ وہی پراسرار ٹھک ٹھک کی آواز اور گھسٹتے ہوئے قدموں کی صدا سنائی دی تھی چونکہ اوپر کی غلام گردش ابھی تک پوری تیار نہ ہوئی تھی اور نہ اس کے اطراف کے کمرے قابل سکونت تھے۔ اس لئے مجھ کو یہی نتیجہ نکالنا پڑا کہ آواز جو میں نے سنی واہمہ کا نتیجہ ہوگی۔ علاوہ بریں اس منزل سے کہ جس پر ہمارا کمرہ واقع تھا۔ اوپر تک جانے کا زینہ چونکہ غیر مستعمل پڑا تھا اس لئے معماروں نے اس میں سنگ مرمر کی ٹکڑیاں سمینٹ کے بھرے ہوئے تھیلے اور ایسی ہی بہت سی اور عمارتی ضرورت کی چیزیں جمع کر رکھی تھیں مختصر یہ کہ اس کی راہ سے کسی کے لئے اوپر جانا عملی طور پر ناممکن تھا۔

اتنے میں لندن کی بے شمار گھڑیوں نے اپنی تیز آہنی زبانوں سے چار کا اعلان کرنا شروع کیا۔ لیکن میں پھر بھی وہیں اس پر اسرار صندوقچہ کے پاس اپنی جگہ پہ بیٹھا رہا۔ اور چونکہ میری اپنی آنکھوں میں نیند کا اثر غالب نہ تھا۔ اس لئے میں لاحاصل اپنے دوست کو جگا کر پریشان کرنا نہ چاہتا تھا۔

واقعہ میں یہ میری حماقت تھی۔ مجھے اس رات ایک نہایت تلخ سبق سیکھنا پڑا۔ جو یہ تھا۔ کہ آدمی کو آپس کی قرار داد پر ضرور عمل پیرا ہونا چاہیئے۔

جیسا میں نے لکھا ہے فیصلہ یہ تھا کہ ٹھیک چار بجے نے لینڈ سمتھ

کو بیدار کر دیا جائے۔ لیکن چونکہ میں نے اس میں تاخیر کی۔ اور دل سے سمجھانے کو یہ کہہ لیا کہ اس کے کمرہ میں جانے سے پہلے اپنا پائپ پوری طرح پی لوں۔ اس لئے قسمت کی دیوی نے جو اس طرح کے موقعوں پر سخت بے رحم ثابت ہوتی ہے۔ فیصلہ کر لیا کہ اب میں اس کو جگانے جاؤنگا ہی نہیں۔

چار پر دس منٹ گزرے تھے۔ اتنی گہری خاموشی کے درمیان کہ میرے اپنے سلیپروں کے چرچرانے کی آواز پر شور سنائی دیتی تھی میں اٹھ کر سمتؔ کی خواب گاہ کے دروازہ تک گیا، اور اس کے پٹ بے آواز کھولے اندر ہر طرف تاریکی تھی۔ میں نے جاکر اس بجلی کے بٹن کو دبا دیا جو دروازہ کے بالکل پاس دیوار میں لگا تھا۔ اور جس سے وہ لیمپ روشن ہوتا تھا۔ جو چھت کے وسطی حصے سے معلق تھا۔

جونہی میری نظر بستر کی طرف گئی۔ میں نے فوراً معلوم کر لیا کہ اس کی عام حالت بدلی ہوئی سی ہے۔ گو میں یہ معلوم نہ کر سکا کہ کونسی نئی تبدیلی عمل میں آئی ہے۔ قریباً ایک لمحہ میں شک کی حالت میں کھڑا دیکھتا رہا اس کے بعد معلوم ہوا کہ تبدیلی کی صورت کیا ہے۔

وہ لیمپ جو عین بستر کے اوپر معلق تھا ایک قابل حرکت آلہ کے ساتھ لگا ہوا ہونے کے باعث رہنے والے کی مرضی کے مطابق نیچے یا اوپر کیا جا سکتا تھا۔ جس وقت سمتؔ اس جگہ سونے کے لئے آیا تو اس کی خواہش کچھ پڑھنے کی تھی۔ اس لئے اس نے لیمپ روشن نہ کیا تھا بلکہ اسے اونچا کر دیا تھا کہ وہ چھت کے ساتھ جا لگا۔

فی الحال اس لیمپ کی بدلی ہوئی حالت میری نظروں کے سامنے تھی

وہ اس قدر نیچا اترا ہوا تھا کہ شیڈ کی ریشمی جھالر میرے دوست کے چہرہ کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ اور وہ اپنا ایک لاغر استخوانی بازو کمبل سے باہر نکالے بے خبر پڑا ہوا تھا۔

وہیں کمرہ کے دروازہ میں کھڑا میں تھوڑی دیر حیرت آمیز نظروں سے لمپ کی تبدیل شدہ حالت کو دیکھتا رہا۔ نہیں معلوم میں کب تک اسی حالت میں کھڑا رہتا۔ اور بات میری سمجھ میں نہ آتی۔ اور اس عرصہ میں خدا کو بہتر معلوم ہے کہ کیا ہو جاتا۔ لیکن حسن اتفاق سے میری نگاہ اوپر چھت کی طرف گئی۔ تو کیا دیکھتا ہوں جس چوبی تختہ سے لمپ کا سرا معلق تھا وہ غائب ہے! اور اس کی جگہ ایک گول سا تاریک خالی مقام نظر آتا ہے۔

یکایک ایک گلوگرفتہ چیخ میرے منہ سے نکلی۔ اور میں دوڑتا ہوا آگے بڑھا۔ اس لئے کہ اب میں نے ایک اور چیز بھی دیکھ لی تھی۔:

........!

لمپ کے شیڈ کے ساتھ زیبائش کی غرض سے چار ریشمی پھندے لگے تھے۔ اور ان میں سے ایک کے ساتھ اس طریقہ پر بندھا ہوا کہ وہ سونے والے کے رخسار کے ساتھ چھو جائے وہی خاموشی کا پھول تھا!

شیڈ کو بائیں ہاتھ سے پکڑ کر میں نے بجلی کی رسی کو دائیں ہاتھ سے تھام لیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ میری مضطربانہ حرکات سے کچھ آہٹ پیدا ہوئی ہوگی۔ کیونکہ اس موقعہ پر سمتھ گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ اور وہاں بستر پر سیدھا بیٹھ کر وحشت آمیز آنکھوں سے میرے منہ کو تکنے لگا۔

میں نے اس کی استفہامی نظروں کا جواب نہ دے کر بجلی کی رسی کو بڑے زور
کے ساتھ کھینچا۔ اور جب اس کے ساتھ ہی اوپر کی سمت میں نظر
ڈالی تو ایک زرد رنگ کا ہاتھ نظر آیا۔ جس کی انگلیوں پر لمبے نوکدار
ناخن تھے۔ رسی ٹوٹ گئی۔ ایک برقی شرارہ نمودار ہوا۔ لیمپ اور رسی
کو اپنی گرفت میں مضبوط تھامے ہوئے میں دھکا کھا کر پیچھے گرا۔
اور فرش قالین پر لڑھک گیا اس کے ساتھ ہی بجلی فیوز
ہونے سے دوسرا لیمپ بھی بجھ گیا۔

اندھیرے میں میں نے دیکھا۔ کہ سمتھ اپنے شب خوابی
کے لباس میں گھبرا کر بستر سے اٹھا۔ اور پلنگ کے دوسری جانب کھڑا
ہو کر بے تابانہ ہانپنے لگا۔

"پیٹری پیٹری تم کہاں ہو اور کیا واقعہ ظہور میں آیا ہے"
میرے منہ سے کسی دیوانے کی طرح ہنسی کی آواز نکلی۔ میں
جلدی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور باہر والے کمرہ نشست کی طرف
جاتے ہوئے جس میں روشنی بدستور تھی میں نے آواز دی۔

"سمتھ جلدی کرو۔ خدا کے لئے اس کمرہ سے باہر نکل آؤ"
بڑھے ہوئے جوش کے باعث یہ حالت میری اس وقت
تھی کہ خود اپنی آواز کانوں کو نہایت عجیب معلوم ہوتی تھی۔

نشست گاہ میں پہنچ کر میں صوفے کی طرف گیا۔ اور تھر تھر
کانپتے ہوئے بے تحاشہ اس پر گر پڑا۔ نے لینڈ سمتھ جس کی آنکھیں ڈر اور
دہشت سے چوڑی اور چہرہ وحشت کے آثار لئے تھا۔ میرے پیچھے
پیچھے وہاں آ کر میرے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور اپنے بائیں کان کی لو کو

زور زور سے کھینچتے اور چندھی آنکھوں سے کمرہ کے اطراف کو دیکھتے
ہوئے کہنے لگا۔

"پیٹری! میں اب تک نہیں سمجھا۔ کہ معاملہ کیا ہے خدا کیلئے
کچھ تو بیان کرو"

"وہی خاموشی کا پھول" میں نے ہولی آواز سے کہا۔ "کسی نے
اب کی مرتبہ اس کو امبر کی چھت میں شگاف کر کے لٹکایا ہے اور میرا خیال
ہے۔ کہ ایسی ہی ترکیب بدنصیب ہیل کے معاملہ میں برتی گئی ہوگی دشمن
کا خیال یہ تھا۔ کہ جب تم پھول کی سرسراہٹ محسوس کرو گے تو اسے
سوتے میں پکڑ کر ایک طرف ہٹانے لگو گے جس کے بعد۔۔۔۔۔"

اصلی حقیقت معلوم کرنے پر میرے دوست کے چہرہ پر
آثار کی عظیم تبدیلی ہوئی معاملہ کی اہمیت اب پہلی مرتبہ اس کی سمجھ میں
آئی قامت کی پوری درازی اختیار کرتے ہوئے اس نے بڑی آہستگی لیکن
وضاحت کے ساتھ کہا۔ "ساکیہ منی" اور اور اس کے بعد پھر ایک مرتبہ
"ساکیہ منی"

"خدا کا شکر ہے" میرے منہ سے بے اختیار نکلا "کہ میں
بعد از وقت نہیں پہنچا"

سینٹ لینڈ سمتھ کے ہاتھ اس کے ظاہری سکون کے باوجود زور
زور سے ہل رہے تھے۔ کیونکہ جب اس نے گلاس پکڑا اور میز پر رکھا
تو کئی بار اس کے بجنے کی آواز پیدا ہوئی۔ بہرحال اس نے پے در پے
شراب کے دو پیگ نوش کئے اور اس کے بعد دفعتاً چونکا ہو کر کہنے لگا
"ستا یہ کیا آواز تھی!"

سر کو ذرا سا خم کئے وہ گہری توجہ سے کسی آواز کو سننے کی کوشش کر رہا تھا۔

ایک نہایت مدھم آواز کھٹ کھٹ کی اور کسی گھسٹتی ہوئی چیز کی نامکمل زینہ کی سمت سے جو اوپر کی چھت کی طرف جاتا تھا سنائی دینے لگی۔

"ضرور یہ اسی انگریز کی آواز ہے" سمتھ نے دبی زبان سے کہا وہ دوڑتا ہوا دروازہ کی طرف گیا۔ اس کو کھولنے کی غرض سے اس نے ایک ہاتھ چٹخنی پر رکھ بھی دیا تھا۔ لیکن پھر کچھ سوچ کر پیچھے مڑا۔ اور پیتل کے صندوق کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"نہیں آدمی کی زندگی میں بعض موقعے ایسے بھی پیش آتے ہیں جب اسے عمل کو مصلحت پر قربان کر دینا پڑتا ہے خواہ کچھ ہو ہمیں آج کی رات اس کمرہ کو چھوڑ کر باہر نہ جانا چاہیئے"

باب ۷
مرکز راحت

"یہ تو فرمائیے سی فان کے معنی کیا ہیں؟" یہ سوال تھا جو نیو سکاٹ لینڈ یارڈ کے جاسوس سارجنٹ فلیچر نے میرے دوست سے پوچھا۔

وہ کھڑکی کے پاس کھڑا باہر کا نظارہ دیکھ رہا تھا مگر جہاں اس کے خیالات کی رو بہت دور کے معاملات پر پہنچی ہوئی تھی۔ تاہم نگاہ

لب دریا اُگے ہوئے درختوں اور اس قدیم سنگی لاٹ پر لگی تھی۔ جو عہد قدیم میں نہ جانے کتنا عرصہ صحرائی ریگستان کے اوپر سے نیل کے گہرے پانیوں کو تکتی رہی۔ اور اب اسرار عظیم کے مسکن ٹیمز کے گدلے پانیوں کو دیکھا کرتی ہے۔ معلوم ہوتا تھا۔ وہ ان مناظر کی کیفیت میں کھویا ہوا ہے کیونکہ سوال جو اس نے پوچھا۔ وہ پیچھے مڑنے کے بغیر ہی پوچھا گیا تھا۔

میرا دوست ہنسنے لگا پھر بولا۔

"مشرقی تبت کے رہنے والوں کو سی وان کہتے ہیں"

"ٹھیک ہوگا" سارجنٹ فلیچر نے کہا۔ "لیکن اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو اس لفظ کی معنوی اہمیت کچھ اور بھی ہے"

"بے شک ہے" لینڈ سمتھ نے آہستہ سے تسلیم کیا۔ میرے خیال میں یہ ایک وسیع خفیہ سوسائٹی کا نام ہے جس کی شاخیں مشرق کے کونے کونے میں پھیلی ہوئی ہیں"

اس کے بعد تھوڑی دیر کے لئے خاموشی چھا گئی۔ انسپکٹر ویسے متھ جو کھڑکی کے پاس کرسی پر بیٹھا تھا۔ اپنے نائب کی پیٹھ کی طرف جواب تک کھڑا باہر تک رہا تھا۔ تعریفی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ جاسوس سارجنٹ فلیچر سکاٹ لینڈ یارڈ کے ان گنتی کے چند نوجوانوں میں سے ایک تھا۔ جن کی نسبت افسر اپنے دلوں میں بڑی بڑی امیدیں رکھتے ہیں۔ فی الحال وہ کسی طرح کی قیمتی معلومات مہیا کرنے کے لئے آیا تھا۔ اور اس سے ملنے کی غرض سے ہی لینڈ سمتھ نے جو ایک اشد ضروری کام پر جا رہا تھا۔ اپنی روانگی وقتی طور پر ملتوی کر دی تھی۔

اتنے میں فلیچر دونوں ہاتھ پس پشت ملائے کھڑکی سے باہر تکتے ہوئے پھر ایک بار کہنے لگا "مسٹر سمتھ اگر میں صحیح سمجھا ہوں تو آپ کے بیان کردہ واقعات کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ ایک پیتل کا بنا ہوا صندوق جس کی نسبت بالکل معلوم نہیں۔ کہ اس میں کیا ہے۔ بعض غیر معمولی حالات میں آپ کے قبضہ میں آچکا ہے۔ یہی صندوق فی الحال سامنے میز پر پڑا ہے۔ تبت سے ایک آدمی اس کو اڑا کر لایا تھا۔ اور اس کا خیال تھا۔ کہ اس کا تعلق کسی نہ کسی طریقہ پر سی فان سے ہے وہ آدمی اب مرچکا ہے۔ اور قیاس یہ ہے۔ کہ اس جماعت کے افراد نے اس کو ہلاک کیا ہے۔ اس وقت تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی اور آپ کی دانست میں اس شہر لندن میں اب بھی کچھ ایسے آدمی موجود ہیں جو کسی نہ کسی طریقہ پر اس صندوق پر قبضہ پانے کو بے تاب ہیں۔ ان میں سے بعض کی نسبت آپ کے دل میں شکوک پیدا ہو چکے ہیں۔ تاہم یقینی طور پر اب تک کوئی بات معلوم نہیں ہوئی۔ . . . کیا میرا بیان کردہ خلاصہ صحیح ہے؟"

سے نے لینڈ سمتھ نے صورت اثبات سر ہلایا۔ اور اس کے ساتھ ہی کہا "بے شک صحیح ہے۔"

اس پر فلیچر تقریر کرتے ہوئے کہنے لگا۔ "میرے عنایت فرما انسپکٹر ملورے منتھ نے اپنی طرف سے کچھ معلومات مجھ کو مہیا کی ہیں اور ساری باتوں کو سامنے رکھ کر میں اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ایک نہایت قیمتی سراغ مجھ کو مل گیا ہے"

"کیا خوب" سمتھ نے اظہار مسرت کرتے ہوئے کہا "سارجنٹ فلیچر

بیان کیجئے وہ سراغ کیا ہے ؟"

"میں آپ کو بتاتا ہوں" نوجوان جاسوس نے جلدی سے ہماری طرف مڑ کر دیکھا۔

اس کے داڑھی اور مونچھوں سے بالکل صاف چہرہ کی رنگت کسی قدر سنولائی ہوئی لیکن آنکھیں تیز اور شعلہ بار تھیں، اس کی مضبوط چپٹی ہوئی ٹھوڑی اور موزوں خط و خال اس کے عزم مصمم پر دلالت کرتے تھے پھرتی اس کی ہر ادا میں پائی جاتی تھی کہنے لگا۔

"میں نے چینی جرائم کا خصوصیت کے ساتھ مطالعہ کیا ہے اور میرے وقت کا بیشتر حصہ ہمارے ان ایشیائی دوستوں کی صحبت ہی میں گزرا ہے۔ میں ان مشرق نژاد لوگوں سے پوری طرح واقف ہوں جو لندن کی بندرگاہ میں آکر اترتے ہیں اور ان میں سے کئی ایسے بھی ہیں جن سے میری ذاتی جان پہچان ہے۔

نے لینڈ سمتھ نے آہستہ سے اپنے سر کو صورت اثبات حرکت دی کچھ شک نہیں سارجنٹ فلیچر کے دعوے کچھ بے بنیاد نہ تھے۔"

"سب سے بڑا افسوس میرے دل کو صرف اس بات کا ہے کہ مجھ کو ڈاکٹر فومانچو آنجہانی کا نیاز حاصل نہ ہو سکا۔" فلیچر نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا۔ "تاہم آپ کا خیال یہ ہے کہ وہ اس عظیم خفیہ سوسائٹی کا رکن اعظم تھا لیکن میرا خیال ہے۔ کہ اس کی عدم موجودگی میں عنقریب ہمارا واسطہ بعض اور مشاہیر سے پڑیگا۔ مثال کے طور پر مجھ کو بتایا گیا ہے کہ جن شخصوں کی آپ کو تلاش ہے۔ ان میں سے ایک لنگڑا کر

چلتا ہے :

سمتھ نے جو اپنا پائپ سلگانے لگا تھا۔ اس اطلاع کو پاکر
اتنا متحیر ہوا کہ جلتی ہوئی دیا سلائی اس کے ہاتھ سے فرش قالین پر گر پڑی
اور اس نے پیر سے داب کر اس کو بجھا دیا۔ اس کی آنکھوں میں فولاد
کی سی چمک پائی جاتی تھی۔

" ایک آدمی جو لنگڑا کر چلتا ہے "، اس نے انہی لفظوں کو
دوہرا کر کہا " کیا آپ اس کے متعلق کسی طرح کے حالات بیان کر سکتے ہیں؟"

فلیچر کے چہرہ پر مسرت کی سرخی پھیل گئی۔ اس کے الفاظ
صریحاً اس سے بہت زیادہ موثر ہوتے تھے۔ جتنا اس کا خیال تھا۔

سوال کا براہ راست جواب نہ دیتے ہوئے اس نے کہنا
شروع کیا: " اطراف شیڈول میں ایک جگہ ہے جس کا حال شاید آپ کے
سننے میں کبھی آیا ہوگا وہاں کا صحیح نام تو مجھ کو معلوم نہیں لیکن اس کے سرپرست
اس کو مرکز راحت کے نام سے موسوم کیا کرتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

انسپکٹر ویسے متھ دفعتاً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی بلند و
بالا قامت اس کے لاغر اندام نائب کے مقابلہ میں غیر معمولی بڑی نظر آتی
تھی گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہنے لگا۔

" میرا خیال ہے مسٹر سمتھ نے جان کی کا نام نہ سنا ہوگا ہم
ایسے مقامات کی پوری نگرانی کرتے رہتے ہیں: وہ میں یقین کے ساتھ کہہ
سکتا ہوں کہ اس وقت تک جان کی والوں نے ہمیں کسی موقعہ پر تکلیف
بھی نہیں دی۔"

" لیکن یہ " مرکز راحت " کیا چیز ہے ؟ " میں نے جلدی سے پوچھا

"ایک چھوٹی سی دوکان جس میں مشتبہ شخصیت کے لوگ زیادہ تر ایشیائی جمع ہوتے ہیں۔ اس میں جوا بھی کھیلا جاتا ہے۔ بغیر لائسنس کے شراب بھی فروخت ہوتی ہے۔ اور اس سے بھی بری کئی اور باتیں اس میں ہوتی ہیں۔ لیکن ہم سب کچھ جانتے ہوئے بھی اسے بند نہیں کرتے کیونکہ اس کا کھلا رہنا بند ہونے کے مقابلہ میں بدرجہا فائدہ مند ہے۔"

"میرے فرض کا ایک حصہ یہ ہے۔ کہ جو لوگ اس مکان میں جاتے ہیں ان کی نگرانی کرتا ہوں۔" فلیچر نے اپنی طرف سے کہا۔ "دوکان کے بہت سے سرپرست میرے شناساؤں میں سے ہیں گو جیسا کہ آپ سمجھ سکتے ہیں ان کو میری اصل حقیقت معلوم نہیں تھوڑے سے عرصہ سے ان میں سے بعض لوگوں نے مجھ سے یہ سوال پوچھا ہے کہ وہ آدمی کون ہے۔ جو کبھی کبھی اس دوکان میں بھیا کھیوں کی مدد چلتا دیکھا گیا ہے اس کا ذکر تو بہتوں نے سنا ہے مگر اس کی صورت کسی نے نہیں دیکھی۔

نے لینڈ سمتھ نے کمرہ کے طول میں بے تابانہ ٹہلنا شروع کر دیا۔

"میں نے خود بھی اس طرح کی آوازیں سنی ہیں" سارجنٹ کہتا گیا "لیکن صورت دیکھنے کا شوق اب تک قائم ہے جب میں نے بھی خان کا یہ قصہ سنا تو اسی وقت خیال آیا تھا کہ ممکن ہے یہی وہ آدمی ہو جس کی آپ کو تلاش ہے۔ حسن اتفاق سے آج اس بات کا موقع بھی نکل آیا ہے کہ آپ اس دوکان تک ہو آئیں جسے "مرکز۔ امن" کہتے ہیں۔ اگر

قسمت یاور ہوئی تو آپ کو بس پر دہ کچھ عجیب نظارے دیکھنے کا موقعہ مل سکے گا "

"میں تیار ہوں" سمتھ نے جلدی سے کہا۔

" اچھا تو سنئے۔ زرمی نام کی ایک عورت حال میں نئی نئی اس دوکان میں آئی ہے۔ اور عجیب تر بات یہ ہے۔ کہ اس کی آمد قریب قریب اسی موقعہ پر ہوئی ہے جب یہ کا نکر نہ آنے والا لنگڑا آدمی اس جگہ وارد ہوا۔ . . . "

نے لینڈ سمتھ کی آنکھیں دبے ہوئے جوش کے باعث چمکنے لگی تھیں وہ جیسا اس کی عادت تھی اپنے بائیں کان کی لو کو زور زور سے کھینچتا ہوا گہری بے تابی کے عالم میں کمرہ کے اندر ٹہلتا پھر رہا تھا۔

" وہ کوئی عجیب طرح کی عورت ہے" خلیجر نے تقریر جاری رکھ کر کہا۔ " ویسے اس سے پہلے کبھی مجھ کو اس دوکان میں نظر نہیں آئی۔ لنگل کی پوزیشن معلوم ہوتی ہے۔ اور یوں بھی قبول صورت ہے۔ . . . . کسی چکنی چپڑی بلی کی مانند" پھر کچھ مسکراتے ہوئے اس نے کہا۔ " میں نے اس کا مقبول نظر بننے کی بہت کوشش کی اور ایک حد تک اپنی اس کوشش میں کامیاب بھی ہوا ہوں کل رات جب میں اس دوکان میں گیا تو زرمی نے مسکراتے ہوئے یہ عجیب سوال پوچھا تھا۔

" کیا تمہارے شناساؤں میں کوئی ایسا آدمی جس کو صحیح معنوں میں مرد کہا جا سکے ہے"

" اور جب میں نے نظر حیرت سے اس کے منہ کی طرف دیکھا تو وہ

حاضرین کی سمت میں حقارت سے اشارہ کر کے کہنے لگی۔" یہ سب نہایت
کمزور آدمی ہیں ان میں سے کسی کو بھی پورے پیمانہ کا نہیں ۔۔۔
" اس وقت تو میں نے اس معاملہ کو کوئی اہمیت نہ دی ۔۔۔
آپ کے لندن آنے کا حال اس وقت تک معلوم ہی تھا تاہم ۔۔۔
کے ایک کارکن کی طرح اپنا شوق استعجاب رفع کرنے کی غرض
میں نے یونہی اس سے وعدہ کر لیا کہ میں اپنے ایک دوست کو آج
رات ساتھ لاؤں گا مجھ کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ وہ کیا کام لینا چاہتا
ہے تاہم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ "
" کچھ بھی ہو میں ضرور آپ کے ساتھ چلوں گا۔" سمتھ
نے مستعدی سے جواب دیا۔" تفصیلات آپ خود دوسے متھ کے سا
مل کر طے کر سکتے ہیں۔ میں بہر حال شام کو نیو سکاٹ لینڈ یارڈ پہنچ جا
اور وہیں مناسب کپڑے بدلنے کا عمل پورا کیا جائے گا۔ پیٹری" اس
نے یکایک میری طرف مڑ کر کہا۔" افسوس میں تمہیں اپنے سا
لے جا سکوں گا۔ لیکن ڈرنا نہیں اس لئے کہ میرے سا تھ
ضرورت پر مدد دینے کے لئے کافی دوست موجود ہوں گے۔ میرا
ہے۔ سارجنٹ فلیچر کے علاوہ سٹرو سے منتھ بھی کوئی نہ کوئی
اس جگہ پہنچنے کی پیدا کر لیں گے ۔"
اس نے کلائی میں بندھی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھا

پھر کہنے لگا۔
" کام کئی ایک کرنے باقی ہیں اس لئے میں رخصت
ہوں۔ تم پیٹری اس میٹل کے صندوقچہ کو چھوٹے دستی بیگ میں ڈال

اتنے میں اوورکوٹ پہنتا ہوں۔ راستہ میں ہمارا دوست ٹیڑے منہ کسی ٹیکسی والے کو بھیجتا جائے گا۔ میں خیال کرتا ہوں مجھے تبھی چین کی نیند آئیگی جب میں اس ناخوشگوار بار امانت کو ..... " اس کا اشارہ ہیتیل کے صندوق کی طرف تھا۔ "کسی بنک کے تہ خانہ میں رکھوا کر فارغ ہولوں گا۔"

باب ۸

پنجہ خونیں

رم جھم رم جھم ہلکی بارش کا سلسلہ جاری تھا۔

دن بھر کے مینہ نے اب ہلکی پھوار کی صورت اختیار کر لی تھی ہوا کے زور کے باعث بھیگے ہوئے درختوں سے پانی کی بوندیں ٹپک رہی تھیں لیکن گھٹا قائم تھی۔ ابر کی نہ ختم ہونے والی قطاریں اب بھی بین الاقوامی فوجوں کی رنگ برنگی وردیاں پہنے آسمان پر قواعد کرتی نظر آتی تھیں۔ ایسے میں نے لینڈ سمتھ اس کرایہ کی موٹر پر سوار ہوا وربان نے جس کی اطلاع لا کر دی تھی سمتھ کے ہاتھ میں ایک براؤن رنگ کا بیگ تھا۔ اور اسی میں وہ ہیتیل کا قیمتی صندوقچہ رکھا تھا۔ جس سے ہماری تمام دلچسپیاں وابستہ تھیں بند کھڑکی کے بھیگے ہوئے شیشہ کی راہ سے اپنے دوست کی آخری جھلک جو میں نے دیکھی وہ اس کے پائپ سلگانے کے لئے دیا سلائی روشن کرنے کی تھی کیونکہ وہ ان عادی تمبا کو نوشوں میں سے ایک تھا جو کبھی ایک پل کے لئے

اپنے پائپ کو ٹھنڈا ہونے نہیں دیتے۔

تنہا رہ جانے پر میں برآمدہ میں کھڑا ہوگیا۔ اور اس افسردہ کن منظر کو دیکھنے لگا جو ماہ نومبر میں لندن کا شہر عموماً پیش کیا کرتا ہے۔ لیکن آدمی کے دماغ کو خدا نے عجیب قدرت عطا کی ہے یا تو میں ہوٹل کے برآمدہ میں کھڑا لندن کی بھیگی ہوئی سڑکوں اور نہ ختم ہونے والی ہلکی ہلکی بارش کو دیکھ رہا تھا۔ یا دفعتاً اب معلوم ہوا کہ میں ایک بالکل ہی نئی جگہ دور افتادہ شہر میں کسی دوسرے ہی ہوٹل کی بالکونی پر کھڑا دریائے نیل کی سمت میں تک رہا ہوں میرے سامنے بارش سے دھوئے ہوئے درختوں کی بجائے گرد آلود تاڑ کی کھجوریں کھڑی ہیں ایک سفید رنگ کی اونچی دیوار پر ارغوانی رنگ کے شگوفے کھلے ہوئے اور اس سے بھی پرے مکانوں کی گندی چھتیں نظر آتی ہیں رفتہ رفتہ میری چشم تخیل نے ایک حسین اور پرکیف صورت پیش کی یعنی میری جان سے بڑھ کر پیاری کرامنا کی جس کی خوشنما چمکیلی آنکھوں میں اوداسی کی جھلک پیدا تھی۔ باریک یاقوتی ہونٹ تھرتھراتے نظر آتے تھے۔ اور وہ رنج و یاس کی زندہ تصویر بنی ہوئی میری طرف دیکھ رہی تھی۔ یہ کیفیت تھوڑا عرصہ رہی اس عرصہ قلیل کے لئے میں لندن اور اس کے اوداسی پیدا کرنے والے مناظر کو بالکل ہی فراموش کرکے مصر کے نکھرے ہوئے آسمان کے نیچے سرزمین جزیرہ کے پُر کیف مناظر دیکھنے میں محو رہا۔ لیکن فوراً ہی اس کے بعد۔ ۔ ۔ ۔

میں اس خواب بیداری سے چونکا کر دونواح کے حالات پر نظر ڈالی اور اپنے آپ پر اس لئے خفا ہوا کہ میں نے اس طرح کی کمزوری

ظاہر ہونے دی۔ کیچڑ سے بھری ہوئی سڑکوں پر پیدل ہی چلتا چیرنگ کراس کی سمت میں روانہ ہوا۔ میں جب واقعات گذشتہ کے بعد جن کا ذکر میں نے اپنی کتاب "ڈاکٹر فومانچو" اور اس کا "انتقام" میں کیا ہے لندن سے روانہ ہونے لگا۔ تو خیال تھا اس شہر اور اس ملک کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ رہا ہوں اس لئے میں نے اپنی لمبی پریکٹس ڈاکٹر مرے نام کے ایک طبیب کے ہاتھ فروخت کر دی تھی اور اب فی الحال میرا ارادہ اسی سے ملنے کا تھا۔

اسی ملاقات میں سہ پہر کا وقت گذر گیا۔ پانچ بجے کے تھوڑی دیر بعد میں نیولوور ہوٹل میں واپس آیا۔ ڈیوڑھی میں ایسا کوئی آدمی نہ ملا جس سے میری جان پہچان ہو۔ اس لئے سیدھا اپنے کمرے کا رخ کیا خیال تھا۔ نے لینیڈ سمتھ واپس آگیا ہوگا۔ لیکن وہ اس جگہ موجود تھا میں نے پانی سے تر کپڑے تبدیل کئے۔ اور پھر ایک مرتبہ یہ معلوم کرنے کی غرض سے نیچے اترا کہ شاید وہ اس جگہ سے واپس آنے کے بعد کہیں اور چلا گیا ہو۔ اور میرے نام کسی طرح کا پیغام لکھ کر چھوڑ گیا ہو۔

لیکن جس محرر کے ذمہ بکنگ کا کام تھا اس نے مجھ کو بتایا کہ آپ کے نام کا کوئی رقعہ موجود نہیں پس میرے لئے بیٹھ کر صبر سے انتظار کرنے کے کوئی چارہ نہ تھا۔ میں نے ایک شام کو چھپنے والا پرچہ خرید لیا اور ایسے مقام پر بیٹھ کر جہاں سے باہر کا پھاٹک عین میری نظروں کے سامنے تھا اخبار پڑھنے لگا۔

لیکن وقت گذرتا گیا حتیٰ کہ رات ہو گئی سونے کا وقت قریب

آیا لیکن مسٹر لینڈ سمتھ کا اب تک کہیں پتہ نہ تھا۔ کسی قدر بے صبری کی حالت
میں میں اٹھ کر اس مقام تک گیا۔ جہاں ٹیلی فون کا آلہ لگا ہوا تھا۔ ا...
دسے سمتھ کو فون کر کے پوچھا۔

لیکن اب ایک اور اچنبھا میرے سننے میں آیا۔ دسے سمتھ کی
زبانی معلوم ہوا کہ ہوٹل سے رخصت ہونے کے بعد سمتھ اس وقت تک سکاٹ
لینڈ یارڈ نہیں پہنچا۔ الٹا وہ لوگ بڑی بے صبری سے اس کا انتظار
کر رہے تھے۔

ظاہر میں یہ ایک نہایت معمولی بات تھی۔ کیونکہ مسٹر لینڈ سمتھ
کوئی خورد سال بچہ نہ تھا۔ کہ مجھے اس کے لندن کے بازاروں میں گم ہو جانے
کا اندیشہ لگا ہوا ہوتا۔ لیکن میں چونکہ اپنے دوست کی پابندی اوقات کی
عادات سے پوری طرح واقف تھا۔ اس لئے مجھے ان واقعات سے نہ
صرف تعجب بلکہ ایک طرح کی بے قراری لاحق ہونے لگی اس خیال کے
باوجود کہ میری حرکات لوگوں کی نظر میں مضحکہ انگیز معلوم ہوں میں نے
اپنے بڑھتے ہوئے فکر اور بے چینی کی وجہ سے تحقیق کرنے کی کوشش شروع
کی۔ کہ وہ کس کی موٹر تھی۔ جس پر سوار ہو کر مسٹر لینڈ سمتھ رخصت ہوا تھا۔
اس سے جو معلومات مجھ کو حاصل ہوئیں وہ میری تشویش کو کم کرنے کی
بجائے اور زیادہ بڑھانیوالی تھیں۔

دربان نے بیان کیا کہ "میں ٹیکسی چلانے والے کو پہلے سے
نہیں جانتا نہ وہ ان لوگوں میں سے تھا جن کی کرایہ کی موٹریں عام طور
پر ہوٹل کے دروازہ کے پاس کھڑی رہتی ہیں۔" مصیبت یہ ہوئی کہ کسی نے
موٹر کار کا نمبر بھی نہیں دیکھا تھا۔

عجیب و غریب شبہات اب میرے دل میں پیدا ہونے شروع ہو گئے۔ ایک بار کسی طرح کا شک جی میں داخل ہو جاتے تو چھوٹی چھوٹی تائیدی تفصیلات خود بخود مہیا ہوتی چلی جاتی ہیں یاد آیا کہ موٹر چلانے والا ایک پستہ قد گندم رنگ آدمی تھا۔ اور اس نے آنکھوں پر رنگدار چشمہ لگا رکھا تھا۔ شکل و شباہت اس کی کسی گندم رنگ مشرقی حسینہ سے ملتی جلتی تھی۔ یعنی نسوانیت کی جھلک اس کی ہر ادا میں پائی جاتی تھی۔

جتنا زیادہ میں نے اس معاملے پر غور کیا اتنا ہی پختگی سے یہ یقین میرے دل میں بیٹھ گیا۔ کہ وہ شخص۔ موٹر چلانیوالا کم از کم انگلستان کا رہنے والا نہیں تھا۔ ان ساری باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میرے لئے اس نتیجہ پر پہنچنا زیادہ مشکل نہ ہوا۔ کہ ہو نہ ہو کوئی سانحہ میرے دوست کو پیش آیا ہے۔ کس ہوشیاری سے ہم دشمن کی ہر ایک چال کا مقابلہ کرتے رہے تھے۔ لیکن اپنی بیوقوفی سے ہم نے ذرا سی ڈھیل اس کو دی۔ ۔ ۔ ۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلا۔

لندن کے اکثر بنکوں میں ایک آدمی رات دن ایسا موجود رہتا ہے جو ہر قسم کے استفسارات کا تسلی بخش جواب دے سکتا ہے خیال پیدا ہوا کہ سمتھ کا ارادہ رستہ میں وہ پنسل کا صندوق جس بنک کے تہ خانہ میں چھوڑنے کا تھا۔ شاید وہاں کسی آدمی کو اس کے بارہ میں کچھ حالات معلوم ہوں لیکن یہ تبھی ممکن تھا۔ کہ ایک تو وہ آدمی میرے دوست سے ذاتی طور پر واقف ہو۔ اور دوسرے اس نے آج اسے دیکھا ہو تاہم کوشش کرنے میں کسی طرح کا ہرج نہ تھا پس میں نے

پھر ایک مرتبہ فون کرنا شروع کیا۔ اب کی بار اس بنک کو جس سے نپے لیئے سمتھ کا لین دین تھا۔

کچھ عرصہ کے بعد دوسری طرف سے ایک آدمی بولا۔ کہنے لگا "میں مسٹر نے لنبڈ سمتھ کو پہچانتا ہوں - اور جب کا آپ ذکر کر رہے ہیں اس وقت بنک میں میری ہی ڈیوٹی لگی تھی۔ لیکن میں نے ان کو اسکے ساتھ نہیں دیکھا"

"علاوہ بریں" اس نے بدستور ٹیلی فون پر بات کرتے ہوئے کہا "آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ کسی قیمتی چیز کو ڈیپازٹ کرنے کیلئے اپنے ساتھ لاتے تھے"

"ہاں بیشک" میں نے پر شوق لہجہ میں کہا -

"نوجوان سمجھئے کہ رات کو نائب منیجر صاحب کے زیر نگرانی میں ہی ایسی چیزوں کو لفٹ کے ذریعہ تہ خانوں میں لے جایا کرتا ہوں اور اس قسم کا کوئی صندوق جس کا حال آپ بیان کرتے ہیں کم از کم آج ہمارے ہاں نہیں رکھوایا گیا۔"

میں نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے ٹیلی فون کا چونگا رکھ دیا سر چکرا تا تھا آنکھوں میں اندھیر ہوئی جاتی تھی۔ بڑی مشکل سے دروازہ کا سہارا لیکر میں گرنے گرتے بچا۔

اسی دن صبح کو جاسوس سارجنٹ ٹیلچر نے ایک سوال پوچھا تھا کہ سی فان کیا چیز ہے اور ہم میں سے کوئی اس کا جواب نہ دے سکا تھا نہ کسی کو اس بارہ میں معلومات حاصل تھیں اس وقت جب ایک خونی دھند میری نظروں کے سامنے پھیلی ہوئی تھی۔ اور ہوٹل کی فراخ

ڈیوڑھی میں سے گزرتے ہوئے لوگ خواب میں حرکت کرتی ہوئی پتلیوں کی مانند دکھائی دیتے تھے۔ میں نے پہلی مرتبہ اس سوال کا ہیبت ناک جواب معلوم کیا۔ کیونکہ وہ سی فان کا نظر نہ آنے والا ہولناک خونی پنجہ تھا۔ جس نے میرے عزیز از جان دوست کو لندن کی بارونق دنیا سے دفعتاً نکال کر اپنے پراسرار طریقہ پر گم کر دیا تھا کہ بظاہر اس کا سراغ پانے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔

باب ۹
مہم کی تیاری

قصہ کا منظر نیو سکاٹ لینڈ یارڈ میں تبدیل ہوتا ہے۔

آخری فیصلہ جو ہم نے ..... کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں نے انسپکٹر ویمتھ اور سارجنٹ فلیچر نے مل کر کیا یہ تھا۔ کہ پولیس کی ایک مہمی جماعت سراغ لینے جان کی وانی "مرکز راحت" دوکان کا پھیرا کرے اور میں خود بھی ان لوگوں کے ساتھ جلوں۔ اس مطلب کے لئے میری صورت میں تبدیل لباس کے ذریعہ سے ایسا عظیم تغیر عمل میں لایا جا چکا تھا۔ کہ میری اپنی ماں بھی دیکھتی تو مجھ کو پہچان نہ سکتی تھی۔ فلیچر نے نرمی سے جو وعدہ کیا تھا۔ کہ میں کسی "مرد" کو اپنے ہمراہ لاؤں گا۔ اور اس وعدہ کی تکمیل میں نے لینڈ سمتھ کو ہمراہ لے جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اسی وعدہ اور قرارداد کے سلسلہ میں اب میں اب میں سمتھ کی بجائے اس کے ہمراہ چلنے کو تیار ہوا تھا۔ چونکہ مجھے اپنے عدم پتہ دوست کا کوئی سراغ اور کسی ذریعہ سے اب تک نہ ملا تھا۔

اور خفیہ پولیس کے لائق کارکن اپنے وسیع وعظیم وسائل کے باوجود کسی طرح کی کامیابی کی امید نہ دلا سکے تھے۔ اس لئے امید کے خلاف امید کو دل میں جگہ دیتے ہوئے میں نے یہی سوچا تھا شاید نے لینڈ سے بارہ میں کوئی بات اس چینی خرابات خانہ کی چار دیواری کے اندر عمل کی جا سکے جس بہانے اس نے سارجنٹ فلیچر کے ہمراہ جانے کا ارادہ کیا تھا۔

انسپکٹر وے متھ جس نے ہر ممکن طریق پر میری حوصلہ افزائی کی تھی لیکن جو اپنے ظاہری سکون واطمینان کے باوجود افسردگی اور رنج کے اثرات اپنے چہرہ سے زائل نہ کر سکا تھا۔ ایک کرسی پر چپ چاپ بیٹھا تھا دفعتاً کہنے لگا۔

"بڑی مشکل یہ ہے کہ جان کی والی دوکان کے کارکن بے حد عیار واقع ہوئے ہیں۔ اور ہم کتنی بھی احتیاط برتیں۔ ان لوگوں کا ہماری موجودگی سے واقف ہو جانا عین ممکن ہے۔ داخل ہونے کا پھاٹک جو کہ آپ دیکھیں گے۔ ایک لمبی تنگ گلی کے اندر واقع ہے جو دریا سے قائمہ زاویہ پر قائم بنائی ہے۔ جہاں تک مجھ کو علم ہے کوئی مقام ایسا نہیں جس میں کھڑے ہو کر اس عمارت کے اندرونی حصہ کا جائزہ لیا جائے اس کی پشت پر ایک کارخانہ کی شکستہ عمارت ہے جو عرصہ ہوا بند پڑی ہے لیکن اس طرف سے بھی۔ . . ."

معلوم نہیں اس کے آگے اس نے کیا کہا۔ اس لئے کہ میرے خیالات کی رو دور پہنچی ہوئی تھی۔ اور میں اس کی تقریر کو بالکل ان سنا کر رہا لیکن اس موقعہ پر فلیچر نے جو کسی دوغیلی نسل کے ملاح کی بناوٹی صورت

ظاہر ہونے دی۔ کیچڑ سے بھری ہوئی سڑکوں پر پیدل ہی چلتا چیرنگ
کراس کی سمت میں روانہ ہوا۔ میں جب واقعات گذشتہ کے بعد
جن کا ذکر میں نے اپنی کتاب "ڈاکٹر فومانچو" اور اس کا "انتقام" میں کیا
ہے لندن سے روانہ ہونے لگا۔ تو خیال تھا اس شہر اور اس ملک
کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ رہا ہوں اس لئے میں نے اپنی لمبی پریکٹس
ڈاکٹر مرے نام کے ایک طبیب کے ہاتھ فروخت کر دی تھی اور اب
فی الحال میرا ارادہ اسی سے ملنے کا تھا۔

اسی ملاقات میں سہ پہر کا وقت گذر گیا۔ پانچ بجے کے تھوڑی
دیر بعد میں نیولوور ہوٹل میں واپس آیا۔ ڈیوڑھی میں ایسا کوئی آدمی نہ
ملا جس سے میری جان پہچان ہو۔ اس لئے سیدھا اپنے کمرے کا رخ
کیا خیال تھا ۔۔نے لینڈ سمتھ واپس آگیا ہوگا۔ لیکن وہ اس جگہ موجود
تھا میں نے پانی سے تر کپڑے تبدیل کئے۔ اور پھر ایک مرتبہ یہ معلوم کرنے
کی غرض سے نیچے اترا کہ شاید وہ اس جگہ سے واپس آنے کے بعد
کہیں اور چلا گیا ہو۔ اور میرے نام کسی طرح کا پیغام لکھ کر چھوڑ
گیا ہو۔

لیکن جس محرر کے ذمہ بکنگ کا کام سپرد تھا اس نے
مجھ کو بتایا کہ آپ کے نام کا کوئی رقعہ موجود نہیں پس میرے لئے بیٹھ کر
صبر سے انتظار کرنے کے کوئی چارہ نہ تھا۔ میں نے ایک شام کو چھپنے والا پرچہ
خرید لیا اور ایسے مقام پر بیٹھ کر جہاں سے باہر کا پھاٹک عین میری
نظروں کے سامنے تھا اخبار پڑھنے لگا۔

لیکن وقت گذرتا گیا حتیٰ کہ رات ہوگئی سونے کا وقت قریب

آیا لیکن سنے لینڈسمتھ کا اب تک کہیں پتہ نہ تھا۔ کسی قدر بے صبری کی
میں میں اٹھ کر اس مقام تک گیا۔ جہاں ٹیلی فون کا آلہ لگا ہوا تھا۔ ا
دے سمتھ کو فون کر کے پوچھا۔

لیکن اب ایک اور اچنبھا میرے سننے میں آیا۔ دے سمتھ کی
زبانی معلوم ہوا کہ ہوٹل سے رخصت ہونے کے بعد سمتھ اس وقت تک سکاٹ
لینڈ یارڈ نہیں پہنچا۔ الٹا وہ لوگ بڑی بے صبری سے اس کا انتظار
کر رہے تھے۔

ظاہر میں یہ ایک نہایت معمولی بات تھی۔ کیونکہ نے لینڈسمتھ
کوئی خوردسال بچہ نہ تھا۔ کہ مجھے اس کے لندن کے بازاروں میں گم ہونے
کا اندیشہ لگا ہوا ہوتا۔ لیکن میں چونکہ اپنے دوست کی پابندی اوقات کے
عادات سے پوری طرح واقف تھا۔ اس لئے مجھے ان واقعات سے نہ
صرف تعجب بلکہ ایک طرح کی بے قراری لاحق ہونے لگی اس خیال کے
باوجود کہ میری حرکات لوگوں کی نظر میں مضحکہ انگیز معلوم نہ ہوں میں نے
اپنے بڑھتے ہوتے فکر اور بے چینی کی وجہ سے تحقیق کرنے کی کوشش شروع
کی۔ کہ وہ کس کی موٹر تھی۔ جس پر سوار ہو کر نے لینڈسمتھ رخصت ہوا تھا
اس سے جو معلومات مجھ کو حاصل ہوتیں وہ میری تشویش کو کم کرنے کی
جائے اور زیادہ بڑھانیوالی تھیں۔

دربان نے بیان کیا کہ "میں ٹیکسی چلانے والے کو پہلے سے
نہیں جانتا نہ وہ ان لوگوں میں سے تھا۔ جن کی کرایہ کی موٹر میں عام طور
پر ہوٹل کے دروازہ کے پاس کھڑی رہتی ہیں" مصیبت یہ ہوئی کہ کسی نے
موٹر کار کا نمبر بھی نہیں دیکھا تھا۔

ڈیوڑھی میں سے گذرتے ہوئے لوگ خواب میں حرکت کرتی ہوئی پتلیوں کی مانند دکھائی دیتے تھے۔ میں نے پہلی مرتبہ اس سوال کا ہیبت ناک جواب معلوم کیا۔ کیونکہ وہ سی فان کا نظر نہ آنے والا ہولناک خونی پنجہ تھا۔ جس نے میرے عزیز از جان دوست کو لنڈن کی بارونق دنیا سے دفعتاً نکال کر اپنے پراسرار طریقہ پر گم کر دیا تھا کہ بظاہر اس کا سراغ پانے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔

باب ۹

مہم کی تیاری

قصہ کا منظر نیو سکاٹ لینڈ یارڈ میں تبدیل ہوتا ہے۔

آخری فیصلہ جو ہم نے ..... کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں نے انسپکٹر وے متھو اور سارجنٹ فلیچر نے مل کر کیا یہ تھا۔ کہ پولیس کی ایک مہمی جماعت سراغ لینے جان کی دالی "مرکز راحت" دوکان کا پھیرا کرے اور میں خود بھی ان لوگوں کے ساتھ چلوں۔ اس مطلب کے لئے میری صورت میں تبدیل لباس کے ذریعے ایسا عظیم تغیر عمل میں لایا جا چکا تھا۔ کہ میری اپنی ماں بھی دیکھتی تو مجھ کو پہچان نہ سکتی تھی۔ فلیچر نے زری سے جو وعدہ کیا تھا۔ کہ میں کسی "مرد" کو اپنے ہمراہ لاؤں گا۔ اور اس وعدہ کی تکمیل میں نے لینڈ سمتھ کو ہمراہ لے جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اسی وعدہ اور قرارداد کے سلسلہ میں اب میں اب میں سمتھ کی بجائے اس کے ہمراہ چلنے کو تیار ہوا تھا۔ چونکہ مجھے اپنے عدم پتہ دوست کا کوئی سراغ اور کسی ذریعہ سے اب تک نہ ملا تھا۔

اور خفیہ پولیس کے لائق کارکن اپنے وسیع وعظیم وسائل کے باوجود کسی طرح کی کامیابی کی امید نہ دلا سکے تھے۔ اس لئے امید کے خلاف امید کو دل میں جگہ دیتے ہوئے میں نے یہی سوچا تھا شاید نے لیڈ کے بارہ میں کوئی بات اس چینی خرابات خانہ کی چار دیواری کے اندر کی جا سکے جس بہانے اس نے سارجنٹ فلیچر کے ہمراہ جانے کا ارادہ کیا تھا۔

انسپکٹر وسے متھ جس نے ہر ممکن طریق پر میری حوصلہ افزائی کی تھی لیکن جو اپنے ظاہری سکون واطمینان کے باوجود افسردگی اور رنج کے اثرات اپنے چہرہ سے زائل نہ کر سکا تھا۔ ایک کرسی پر چپ چاپ بیٹھا تھا وفعتاً کہنے لگا۔

"بڑی مشکل یہ ہے کہ جان کی والی دوکان کے کارکن بڑے عیار واقع ہوتے ہیں۔ اور ہم کتنی بھی احتیاط برتیں۔ ان لوگوں کا ہماری موجودگی سے واقف ہو جانا عین ممکن ہے۔ داخل ہونے کا پھاٹک جیسا کہ آپ دیکھیں گے۔ ایک لمبی تنگ گلی کے اندر واقع ہے جو دریا سے زاویہ قائم بناتی ہے۔ جہاں تک مجھ کو علم ہے کوئی مقام ایسا نہیں جس میں کھڑے ہو کر اس عمارت کے اندرونی حصہ کا جائزہ لیا جا سکے اس کی پشت پر ایک کارخانہ کی شکستہ عمارت ہے جو عرصہ دراز سے بند پڑی ہے لیکن اس طرف سے بھی۔ ۔ ۔ ۔"

معلوم نہیں اس کے آگے اس نے کیا کہا۔ اس لئے کہ میرے خیالات کی رو دور پہنچی ہوئی تھی۔ اور میں اس کی تقریر کو بالکل ان سنا کر رہا تھا لیکن اس موقعہ پر فلیچر نے جو کسی دوغیلی نسل کے ملاح کی بناوٹی صورت

میں ایک عجیب مضحکہ انگیز زندہ تصویر نظر آتا تھا۔ مشکوک نظروں سے وہ
تھمو کی طرف دیکھا اور اس کے بعد رکتے ہوئے کہنے لگا۔
"کیوں نہ دریائی پولیس کی امداد حاصل کی جائے ان کی کشتی
مرے کے ساحل پر لنگر انداز ہو سکتی ہے گلی کے بالمقابل ایک گھاٹ ہے اس
جگہ پہنچ کر ہم اپنی آمد کی اطلاع روشنی کے سگنل سے دیں گے آپ بھی اسی
طریقہ پر جواب دیں بالفرض کسی طرح کا خفیجنا ہو گیا تو میں اس چیز سے
فوراً کام لوں گا" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی پتلون کی پشتی جیب میں
چھپے ہوئے سرکاری پستول کی طرف اشارہ کیا۔ "اس کی آواز سنتے ہی
آپ لوگ فوراً ساحل پر اتر آ سکتے ہیں"!
ترکیب بہت اچھی نہ تھی۔ لیکن جب کوئی اور ترکیب ممکن
ہی نظر نہ آتی ہو تو جو سامنے آئے اسی کو بہترین سمجھ لینا پڑتا ہے۔ چنانچہ
اس کے پانچ منٹ بعد ایک کرایہ کی موٹر جس میں تین آدمی سوار تھے
ایک انسپکٹر دوسرے متھو اور دو بد معاش صورت ملاح ..... ایک آپ کا خادم
اور دوسرا سارجنٹ فلیچر۔ یارڈ کے دروازہ سے باہر نکلی۔
عام حالات میں میں اس طرح کے کھیل و افعات میں دلی شوق
سے حصہ لیا کرتا ہوں۔ اور خدا بہتر جانتا ہے کہ تنے لینڈ سمتھ کی معیت میں میں
کس دلی شوق سے شریک کار ہوتا۔ لیکن فی الحال میرا وہ شوق افسردہ دلی
اور مایوسی کے بوجھ سے دبا ہوا تھا ایک غیر واضح اور مبہم سا تفکر عظیم میرے
جی کو ہلکان کر رہا تھا۔ اس لئے راستہ میں اگر کوئی گفتگو شروع ہوئی
بھی میں یا تو خاموش رہا یا اگر کوئی خاص سوال پوچھا گیا تو میں نے عقلی پہلوؤں
میں جواب دینے پر قناعت کی۔

دریائی پولیس کے ڈپو پر ہماری ملاقات اپنے دیرینہ رفیق انسپکٹر رائی
میں سے ہوئی جس کو پہلے سے ہمارا انتظار تھا۔ بات یہ ہے وے متھ نے
روانگی سے پہلے فون پر اس کو سب حال بتا دیا تھا۔

"میں نے برک واٹر کے پاس ایک موٹر کشتی تیار رکھی ہوئی
ہے" اس نے فلیچر کے جواب میں بیان کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی گھورتی
ہوئی نظروں سے میرے منہ کو تکنے لگا۔

وے متھ ہنسے بغیر نہ رہ سکا۔

"معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے ڈاکٹر پیٹری کو نہیں پہچانا" اس نے کہا
"اوہ۔ کیا ڈاکٹر پیٹری!" رائی مین نے مشکل سے اپنی بدحواسی پر
غالب آ کر کہا۔ "میرے خدا یہ آپ نے کیا صورت بنا رکھی ہے جس میں میں تو
شاید سال بھر کے عرصہ میں بھی آپ کو نہ پہچان سکتا۔ لیکن بات کیا ہے"
یہ سوال اس نے وے متھ سے پوچھا۔

"وہی ڈاکٹر فومانچو والا قصہ"

"فومانچو! . . . . لیکن وہ کیا آگ میں[1] جل کر ہلاک نہ ہو گیا تھا کم
از کم یہی اطلاع سرکاری طور پر ہمیں دی گئی تھی۔ اور اس وقت کے بعد وہ کیا
نئی بات اس کے متعلق معلوم بھی نہیں ہوئی۔"

"یہ جو کچھ آپ نے فرمایا صحیح ہے" وے متھ نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا "لیکن فومانچو اگر مر بھی گیا ہو۔ تو اس سے کیا؟ اس کے اور ساتھی اور
کارکن صحیح سلامت موجود ہیں۔ اس کے علاوہ جانے ہوئے حالات کی بنا پر معلوم

---

[1] دیکھو ناول ڈاکٹر فومانچو کا انتقام مترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

ہے کہ وہ خود بھی مطلق العنان نہیں تھا۔ لیکن اوروں کے تابع فرمان کام کرتا تھا۔

رائی ہن نے حیرت کی ہلکی سیٹی بجائی۔

"پھر کیا اب اس کا افسر اعلیٰ اس کی جگہ لینے کے لئے آیا ہے؟" اس نے پوچھا۔

"فی الحال اتنا ہی معلوم ہے کہ اب کی مرتبہ ہمارا مقابلہ سی فان سے ہے۔"

اس پر بھی وہی نا قابل حل سوال پیدا ہو گیا۔

"سی فان کیا چیز ہے؟" رائی ہن نے پوچھا۔

پھیکی اور بے لطف ہنسی میرے منہ سے نکلی۔ انسپکٹر ووے متھ نے صورت انکار سر ہلایا۔

"اس کا جواب ہم تو نہیں دے سکتے" ساتھ ہی اس نے کہا۔ البتہ نے لینڈ سمتھ شاید دے سکتا کیونکہ آج اسی سی فان نے اس کو غایب کیا ہے۔"

"غائب! . . . . میں سمجھا نہیں کس طرح؟"

"بالکل اس طرح کہ روئے زمین پر کہیں اس کا نشان نہیں چھوڑا اب ہم لوگ صرف اس خیال سے جان کی وا لی دوکان کی طرف چلے ہیں کہ شاید وہاں سے کوئی بات ایسی معلوم ہو جو بد نصیب نے لینڈ سمتھ کی زندگی اور موت کے معمے پر روشنی ڈال سکے۔"

"باتیں بھی ہوتی جا رہی تھیں اور میرا جی بڑھتی ہوئی تاخیر سے گھبرانے لگا تھا۔"

کسی قدر بے صبری کے ساتھ میں نے کہا "انسپکٹر ڈو سے متھ

یہ سب فرصت کی باتیں ہیں۔ اب دیر نہ کیجئے۔ کیونکہ ایک ایک لمحہ کی تاخیر

بے حد خطرناک ہے۔" سپر فلیچر کی طرف مڑکر۔" یہ جگہ ٹھیک ٹھیک کس مقام

پر واقع ہے۔ اور ہمیں کیونکر وہاں چلنا ہوگا؟"

"تھوڑا رستہ موٹر پر سوار ہوکر جائیں گے۔" اس نے جواب دیا۔

"باقی ماندہ پیدل طے کرنا پڑیگا۔ کیونکہ عموماً جو لوگ جان کی والی

دوکان پر جاتے ہیں وہ موٹر پر سوار ہوکر نہیں جاتے"

"تو بس دیر نہ کیجئے۔" میں نے دروازہ کی طرف قدم بڑھاتے

ہوئے کہا۔

وے متھ کی آواز مجھے پیچھے سے یہ کہتے سنائی دی "میں نے

جو اشارہ مقرر کیا ہے اس کو بھول نہ جایئے گا۔ اور اس کا بھی خیال رکھیئے

کہ ہمارا جواب پانے سے پہلے آپ اس مکان میں قدم رکھنے کی جرات

نہ کریں۔"

لیکن میں اتنے ہی میں باہر نکل گیا تھا۔ فلیچر بھی میرے ساتھ

ساتھ ہو لیا۔ اس کے فقط ایک لمحہ بعد ہم دونوں ایک کرایہ کی موٹر پر بیٹھے

پیچ در پیچ گلیوں اور بازاروں سے ہوتے ہوئے جان کی والی منزل راہ

دوکان کی طرف چلے جا رہے تھے۔

بارش اب تھم چکی تھی۔ لیکن بادل اس وقت بھی آسمان پر

سے چھائے ہوئے تھے۔ اور ایک عجیب طرح کی مٹیالی دھندکرہ ہوائی

محیط تھی مجموعی طور پر وہ ایک ایسی رات تھی جب آدمی کے دل میں

محبوب کی خواہش بے اختیار پیدا ہوتی ہے۔

یکایک ایک مقام پر پہنچ کر موٹر کھڑی ہو گئی۔ اور ہم دونوں ایک تنگ دلدلی گلی کی راہ سے جس کے اطراف اونچی اونچی خشتی دیواریں بنی تھیں۔ اور جن میں کسی مقام بعید پر کوئی دروازہ یا پھاٹک نظر آتا تھا چلتے گئے۔ افسردگی اور یاس کا بوجھ کسی وزن دار چیز کی مانند میری چھاتی اور شانوں پر اثر انداز تھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مجھ کو بہت جلد اس بوجھ کے نیچے دب جانا پڑے گا۔

تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ریلوں کے شنٹ کرنے کی آواز یا کسی انجن کی چیخ یا جہاز کے سائرن کی پرشور صدا خاموشی کو قطع کرتی کانوں میں آتی تھی۔ چونکہ دریا بالکل قریب تھا۔ اس لیے اکثر اس طرح کی آوازیں بھی جیسی دریائی زندگی سے مخصوص ہیں سنائی دے رہی تھیں۔ لیکن بابا ٹیمز کا گدلا کثیف پانی جو لندن کی تہ زمینی کے بے شمار بدنصیبوں کو اپنے آغوش شفقت میں پناہ دے چکا تھا۔ دھند اور تاریک میں نظر نہ آتا تھا۔ یہ بازاروں میں لگے ہوئے لمپوں کی روشنی کے عکس کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے آسمان کی رنگت سرخی مائل دکھائی دے رہی تھی۔

" دیکھیئے وہ بائیں جانب جان کی والی مرکز راحت دوکان ہے جس میں ہمیں جانا ہے " فلپچر کی آواز میرے سلسلہ خیالات کو منقطع کرتی سنائی دی " کھلے دروازہ کی راہ سے وہ جو مدھم سی روشنی کی لکیر دکھائی دیتی ہے۔ وہی اس کا نشان ہے .... اب لو ہم گھاٹ پر آ گئے "

ہمارے قریب ایک شکستہ حال پھاٹک بند تھا فلپچر نے

اس کو کھولنا شروع کیا۔ اس کے بعد دبی آواز سے بولا۔
"اب چلئے لیکن پوری احتیاط کے ساتھ"
دروازہ کی تنگ درز سے ہم دونو یکے بعد دیگرے بڑی مشکل سے
اندر گھسے آگے ایک نشیب محراب تھی۔ اور اس سے پرے دریائے
ٹیمز کا بہتا ہوا پانی۔ جہاں دھند میں چھپی ہوئی دوسرے ساحل کی
روشنیاں دکھائی دے رہی تھیں۔
" ذرا سنبھل کے قدم رکھیئے گا" فلیچر نے تنبیہ کے طور پر
کہا۔ گھاٹ کا سرا یہاں سے صرف چند گز کے فاصلہ پر ہے"
احتیاط مزید کے طور پر اس نے دیا سلائی کی ڈبیہ اپنی جیب
سے نکالی لیکن میں نے فوراً کہا۔
" ٹھیرو یہ برقی لمپ میرے پاس ہے اس سے بہتر کام چل
سکے گا" " تو اس کو جلا لیجئے۔ تاکہ رستہ معلوم کرنے میں آسانی ہو" میرے
ساتھی نے جواب دیا۔
جلتی ہوئی ٹارچ کی روشنی میں ہم گلی سڑی لکڑیوں کے اوپر
سے ہوتے ہوئے آگے بڑھے۔ اس جگہ دھند اور بھی زیادہ کثیف تھی لیکن
اس کے اندر سے مقابل والے ساحل کے لیمپوں کی روشنیاں دکھائی دیتی
تھی جیسے کسی میلے دبیز پردہ کی راہ سے تاہم سطح آب پر ہر طرف اندھیرا تھا
روشنی کی چمک جگنو کی تاب کی مانند اندھیرے کو رفع کرنے کی بجائے تصادم
یا وہ کثیف بناتی تھی۔
فلیچر نے تھرتھراتے ہوتے ہاتھ سے ٹارچ مجھ سے لے لی
اور کہنے لگا " بس ذرا اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر دوں"

اس نے لمپ کو دو یا تین مرتبہ ہلایا۔ اس کے بعد ہم بڑے غور سے اندھیرے کی طرف دیکھنے لگے۔ تاریکی میں گھاٹ کے پانی کے لپلپانے کی آوازیں سنائی دیتی تھیں یا ہمیں اپنے پیروں کے نیچے چھپ چھپ کی آواز سنائی دے جاتی تھی۔ ایک مرتبہ ہمیں اپنے عقب میں کسی مقام پر اس طرح کی مدھم آواز آئی گویا کوئی چیز پانی میں گری ہو۔

"چوہا تھا" فلیچر نے آہستہ سے کہا۔ اور مقابل والے کنارہ سے نظر ہٹائے بغیر کہنے لگا "شاید وہ بھی جان کی والی دوکان کی سیر کرنے چلا ہے"

پھر ایک مرتبہ اس نے چند بار ٹارچ کو حرکت دی جس کے بعد دفعتاً گھپ اندھیرے سے جدھر ہم دیکھ رہے تھے روشنی کی ایک تیلی سی لکیر نمایاں ہوئی۔ جس نے ایک دو تین مرتبہ دریا کے میلے پانی کی سطح کو نمایاں کیا اس کے بعد غائب ہو گئی۔

"یہ وسے ستھ کا دیا ہوا اشارہ تھا" فلیچر نے کہا۔ "وہ لوگ موجود اور تیار ہیں اب ہمیں چلنا چاہیئے۔"

باب ۱۰

چنڈو خانہ

محراب کے نیچے سے گذر کر خستہ حال پھاٹک کو پیچھے چھوڑتے ہوئے ہم دونو فلپچ اور میں اس گلی کو چلنے لگے ۔ جو "مرکز راحت" دوکان کی طرف جاتی تھی۔ گلی تنگ اور نشیب و فراز حصوں سے پر تھی اس لئے اندھیرے میں چلتے ہوئے کئی بار ٹھوکریں کھانا پڑا لیکن انجام کار ہم اس مقام تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے ۔ جہاں روشنی کی زرد لکیر کھلے دروازہ کے سامنے گلی کا کیچڑ نمایاں کر رہی تھی ۔

"جہاں تک ممکن ہو بولنا نہیں" میرے ساتھی نے تاکید کی "اگر مجبوراً کبھی منہ کھولنا پڑے تو اپنی صحیح بولی چھوڑ کر کسی طرح کی دوسری زبان میں بات کرنا اور جہاں تک ممکن ہو اس کو مغلظات سے بھر دینا ۔"

اتنا کہہ کر اس نے میرا بازو مضبوطی سے پکڑ لیا ۔ اور آگے وہ پیچھے میں ہم اس پر اسرار مکان میں داخل ہوئے جس سے میری تمام تر امیدیں اور اس سے بدرجہا زیادہ بڑھے ہوئے اندیشے وابستہ تھے تنگ ڈیوڑھی سے گذر کر ہم ایک ادنیٰ سامان آرائش کے کمرہ میں داخل ہوئے جو صرف بارہ فٹ مربع اور نشیب چھت کا تھا ۔ اور جس میں مٹی کے تیل کی سخت بدبو پھیلی ہوئی تھی ۔ کمرے کے دور افتادہ حصہ میں ایک ایسے مقام پر جس سے غالباً نیچے اترنے کا زینہ شروع ہوتا تھا چوبی صندوق پر رکھا ہوا ایک معمولی قسم کا ٹین کا بنا ہوا لیمپ

جل رہا تھا۔ جس کی لو سے دھوئیں کے بادل اٹھتے نظر آتے تھے اور جس کی پھیکی روشنی کمرہ کے سامان کو صرف دھندلے طور پر نمایاں بھی کر رہی تھی۔

میں چلتا چلتا کھڑا ہو گیا۔ کیا اسی ناپاک گندی کوٹھڑی کا نام "مرکز راحت" تھا؟ میری طبیعت ابھی گھبرانے لگی تھی اور قریب تھا کہ میں اپنے دوست سے کچھ کہتا۔ اس نے میرے بازو پر زور کی چٹکی لی۔ جس سے میں وقت پر سنبھل گیا۔ کیونکہ عین اس موقعہ پر اس چوبی صندوق کے سایہ سے ایک کبڑی سی صورت یوں آگے بڑھی گویا مشرق کے قصہ کہانیوں کی کتاب میں کوئی بدنما تصویر زندہ صورت اختیار کر کے آگے نکل آئے۔

میں بڑے زور سے چونکا وجہ یہ کہ مجھے خیال تک نہ تھا اس کمرہ میں کوئی تیسرا آدمی موجود ہے یہ کوئی بڈھا چینی تھا جس کے بعد ازاں زیادہ قریبی مقام سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ دقیانوس کے زمانہ کی یادگار ہے۔ کمر صحیح معنوں میں کمان ہو چکی تھی اور چہرے پر اتنی لاتعداد جھریاں تھیں کہ اس کی آنکھیں نہایت غور کے ساتھ دیکھنے پر بھی نظر نہ آتی تھیں گلے میں اس نے ایک نیلے رنگ کا لبادہ پہن رکھا تھا۔

ایوننگ جان فلیچر نے اس سے مخاطب ہو کر کہا اور ا" کے بعد مجھ کو اپنے ساتھ گھسیٹتے ہوئے اس مقام کی طرف ہو لیا جہاں سے نیچے اترنے کا راستہ تھا۔

جس وقت میں اس چوبی صندوق کے قریب پہنچا جو زینہ

سر سے پر رکھا ہوا تھا۔ تو بڈھے چینی نے مٹی کے تیل کا جلتا ہوا چراغ ہاتھ میں لیکر بڑے غور سے میری طرف دیکھنا شروع کیا۔

ہر چند مجھے اپنے بدلے ہوئے لباس پر کامل اعتماد تھا تو بھی یہ امر واقعہ ہے کہ جب میں نے اس بندر نما صورت کے جھری دار چہرے کو اپنی طرف مڑا ہوا اور ان چھوٹی مکر آمیز آنکھوں کو جو اپنے اندر سانپ کی آنکھوں کی چمک رکھتی تھیں اپنی طرف تکتے ہوئے پایا تو وحشت کی تھرتھری بے اختیار مجھے اپنے بدن میں پھرتی محسوس ہوئی۔

مہین چیختی ہوئی آواز میں اس چینی نے کہا۔

" پیارے لی یہ تمہارے ساتھ کون ہے ..... تمہارا کوئی دوست ہے؟" "ہاں تاش کھیلنے آیا ہے" فلیچر نے مختصر جواب دیا "آدمی زردار ہے" یہ الفاظ اس نے فوراً ہی معنی خیز طریقہ پر اضافہ کر دیئے۔

اتنا کہہ کر وہ بدستور مجھے بازو سے پکڑے نیچے اترنے لگا اور میں طوعاً و کرہاً اس کا ساتھ دینے پر مجبور ہوا خیال ہے بڈھے چینی کا گہرا تجسس اور فلیچر کا وہ بیان جو اس نے میری نسبت دیا تھا۔ دونوں باتیں تسلی بخش ثابت ہوئی ہوں گی۔ کیونکہ اس آدمی نے لمپ کو پھر وہیں رکھ دیا اور اس کی کہڑی صورت جس سایہ تاریک سے نمودار ہوئی تھی۔ اسی میں دوبارہ غائب ہو گئی۔

جس وقت میں فلیچر کے پیچھے پیچھے سیڑھیوں سے اتر رہا تھا تو منحوس بڈھے کی آواز بڑبڑاتے ہوئے یہ کہتے سنا دی۔

" چلو کوئی بات نہیں۔"

میرا خیال تھا نیچے کسی طرح کا تہ خانہ ہوگا۔ لیکن اتر کر دیکھا کہ
ایک چوکور صحن ہے۔ اور وہی کثیف دھند جو باہر پھیلی ہوئی تھی اس جگہ بھی
محیط ہے۔ سامنے دہلیز میں ویسا ہی ایک اور چراغ جل رہا تھا جیسا ہم
اوپر چھوڑ آتے تھے۔ غالباً اس کی موجودگی دوکان کے اصلی دروازہ
کو نمایاں کرنے کے لئے تھی۔ کیونکہ فلپچر نے آگے بڑھ کر کواڑ اندر کی
طرف کھول دیئے۔ پھر مجھے اپنے ساتھ لے جاکر دروازہ حسب سابق
بند کر دیا۔

جس جگہ ہم اب پہنچے وہ ایک لمبا نشیب کمرہ تھا۔ جس میں
گیس برنر جل رہے تھے۔ اور چونکہ ان پر نہ کسی طرح کے شیڈ تھے اور
نہ لو کو محفوظ رکھنے کے لئے منٹل استعمال کئے گئے تھے۔ اس لئے ان کے
شعلے ہلتے اور پرشور آوازیں پیدا کرتے سنائی دیتے تھے جا بجا اس
طرح کی چوبی میزیں پڑی تھیں۔ جن پر چھلکے ہوئے گلاس رکھنے سے
لاتعداد نشان بن گئے تھے۔ اور ان میزوں کے گرد کئی طرح کے نہ
جانی اور نہ دیکھی ہوئی قومیت کے ادنیٰ درجہ کے لوگ سوسائٹی
کی تلچھٹ جمع تھے۔ ایک دور افتادہ کونے میں ایک دو آدمی ایسے
بھی نظر آتے جو چینی تھے۔ لیکن بیشتر ایسے تھے کہ مشرقی قوموں
سے کافی واقفیت رکھنے کے باوجود میں یہ معلوم نہ کرسکا وہ کس
ملک کے رہنے والے ہیں۔ منظر کو اور زیادہ بدنما بنانے کے لئے
چند ایک بدصورت عورتیں بھی اس جگہ موجود تھیں۔

فلپچر بے تکلفانہ چلتا کمرہ کے وسط کی طرف ہولیا۔ دو سنگ
چہرہ آدمی ایک مقام پر بیٹھے پوکر کھیل رہے تھے اس نے ان کو سلام کیا

لیکن وہ اپنے کھیل میں اتنے مگن تھے۔ کہ ذرا سا سر ہلا دینے کے سوا انہوں نے ہماری موجودگی کو بالکل نظر انداز کر دیا۔ کمرہ کے داہنی طرف ایک [illegible] کی راہ سے میری نگاہ ایک اور چھوٹے کمرہ کی طرف گئی۔ جس میں فقط [illegible] ہی چینی موجود تھے۔ ان میں سے بعض رولٹ کھیل رہے تھے۔ اور بعض کسی اور طرح کا کھیل۔ جس میں ان کو گہرا انہماک تھا میں نے ان پر ایک سرسری اچٹتی ہوئی نظر ڈالی۔ پھر اپنے ساتھی کے ہمراہ چلنے لگا۔

"یہ ہے وہ کھیل جسے فان ٹان کہتے ہیں" اس نے دبی آواز سے کہا کچھ اور میزوں پر اور اور قسم کا جوا ہو رہا تھا۔ لیکن فلیچر نے میری توجہ خاص طور پر ایک تیسرے کمرہ کی طرف دلائی۔ جو بڑے کمرہ کے بائیں ہاتھ کے کونے سے اندر کی طرف کھلتا تھا۔ اور اس میں صرف مدھم سی روشنی تھی۔ جب ہم اس کمرہ کے دروازہ کے قریب پہنچے تو ہر چند اس ناپاک مکان میں آنے کے بعد میں ہر طرح کی بدبو کا خوگر ہو چکا تھا۔ تاہم اس تیسرے کمرہ کے اندر سے کچھ اس طرح کا کثیف بدبودار اور دماغ میں ہیجان پیدا کرنے والا انجارہ ہوا میں ملا ہوا ناک کی راہ سے بدن میں داخل ہوا کہ کھڑے کھڑے جی گھبرانے لگا۔ اس خاص قسم کی تیز بو کی بنا پر جو اس کمرہ کے اندر سے آتی تھی نیز اس کے متعلق کن اثرات کو دیکھتے ہوتے میرے لئے اصل حقیقت معلوم کرنا بہت دشوار ثابت نہ ہوا۔

عمارت کا یہ حصہ چنڈو خانہ کا کام دیتا تھا۔

اس میں داخل ہو کر فلیچر ایک چھوٹی سی میز کے پاس بیٹھ گیا اور

اس نے پاؤں کی ٹھوکر سے چوبی نشست کی ایک معمولی سی کرسی میری طرف بڑھائی جس پر مجھ کو بیٹھ جانا پڑا۔ اب تک یہ بات میری سمجھ میں نہ آئی تھی۔ کہ اس جگہ تک پہنچنے کے بعد ہمارا طریق عمل کیا ہوگا۔ کیونکہ یہ تو صاف ظاہر ہے۔ میں فقط تفریح کی غرض سے نہ آیا تھا۔ میں اپنی کرسی پر بیٹھا گرد و نواح کے ناپاک منظر کو دیکھتے ہوئے اپنے عدم پتہ دوست کی حالت کے متعلق طرح طرح کے قیاسات قائم کرتا اور اپنی بے بسی پر دل ہی دل میں افسوس کر رہا تھا۔ کہ ایک ایسا واقعہ ظہور میں آیا جس نے میرے سینہ میں امید و بیم کی فضا پیدا کر کے دل کی دھڑکن کو غایت درجے تیز کر دیا۔ خیال ہے فلپچر نے میری اس بدلی ہوئی حالت کو دیکھ لیا ہوگا۔ کیونکہ نہایت مدہم آواز میں وہ اپنا منہ میرے کان کے پاس لاکر کہنے لگا۔

"خبردار میری دی ہوئی ہدایت کو نہ بھول جانا۔ اور جہاں تک ممکن ہو محتاط رہنا۔ ۔ ۔ ۔ جہاں تک بھی ممکن ہو!"

باب ۱۱

زرمی

ایک خوش قد نوجوان دوشیزہ ہاتھ میں پیتل کا بنا ہوا بڑا سا مجلا تھال لئے بڑے کمرہ سے گذر کر ہماری طرف کو آرہی تھی اس کی شکل و صورت ایسی تھی۔ کہ خواہ کسی مقام پر ہوتی۔ سامان دل کشی

پیدا الربیی اور ایلب ایسے گنڈے مقام پر توجہ یا کہ یہ تھا اور جہاں دلچسپی کی کوئی اور چیز نظر نہ آتی تھی۔ ظاہر ہے اس کی موجودگی اور بھی زیادہ گہری شان رکھتی تھی۔ اس نے عجیب طرح کی رنگا رنگی پوشاک زیب تن کر رکھی تھی جس میں خوشنما ہوتے ہوتے وحشیانہ اثر غالب پایا جاتا تھا۔ پاؤں میں اونچی اڑی کے سرخ رنگ کے سلیپر اور کسی مہین کپڑے کی چھوٹی سکوٹ کے نیچے سے اس کی لمبی ریشمی جرابیں نمایاں تھیں۔ کمرہ میں شوخ رنگ کا ٹپکا بندھا ہوا۔ اور اس کے پھندنے سامنے کی طرف ٹلکے ہوئے تھے گلے میں اس طرح کی قمیص جیسی مصری عورتوں میں دیکھی جاتی ہے۔ یا ان چیزوں کے علاوہ چند ایک زیورات کسی ہلکی قسم کے تانبے کی جھلک رکھنے والے سونے کے بنے ہوئے اس کے بازوؤں کی زیبائش کا سامان تھے۔

لیکن میری توجہ اس عورت کے عجیب وغریب لباس اور اس کے وحشیانہ حسن کی طرف نہیں بلکہ اس کے چہرہ کی طرف لگی ہوئی تھی میرے یہ معلوم کرنا ذرا بھی مشکل نہ ہوا کہ اس عمارت کے اکثر مکینوں کی طرح وہ بھی کسی دوغلی نسل سے تعلق رکھتی ہے۔ لیکن سب سے زیادہ کشش پیدا کرنے والی چیز اس کے غیر معمولی حسن کا وہ جزو لازم تھا جس کی تعریف میں نہیں جانتا کن لفظوں میں کی جا سکتی ہے عورت کا حسن جاذب نظر کشش انگیز اور طرب انگیز ہوتا ہے لیکن اس کی خوبصورتی کچھ اس طرح کی وحشیانہ جھلک رکھتی تھی۔ کہ پرکشش ہونے کے باوجود دیکھنے والے کے دل میں بے اختیار رحم پیدا کرتی تھی۔ چہرہ کی سلونی احمری رنگت زردی کی جھلک رکھنے سے اور

بھی زیادہ خوشنما اور اس کے ہونٹ پکے ہوئے بیروں کی مانند سرخ تھے۔ ایک بڑا سا پیلے رنگ کا سگریٹ اس کے منہ میں تھا اور میں نہیں کہہ سکتا یہ اس سگریٹ سے نکلنے والے دھوئیں کا اثر تھا۔ یا اس میں بھی غمزہ کی کوئی شان پائی جاتی تھی۔ کہ اس کی بادام کی شکل سے ملتی جلتی آنکھیں صرف نیم وا تھیں۔ مجموعی طور پر اس کا حسن پر شکوہ گو عمدہ حال کے معیار تصویر کشی کے مطابق ہر لحاظ سے مکمل تھا۔ تاہم میرے دل کو اسے دیکھ کر تعریف سے بہت زیادہ وحشت کا احساس ہوا۔ جس کی بڑی وجہ شاید یہ ہو کہ میں نے اس کی صورت دیکھتے ہی معلوم کر لیا تھا۔ کہ وہ کون ہے۔ . . . یقیناً سی نمان جماعت سے تعلق رکھنے والی ایک خاص اور قابل ذکر ہستی!

اس کے الجھے ہوئے گچھے دار سیاہ کالے بال جنہیں کسی طرح کے قید و بند میں رکھنے کی ضرورت نہ سمجھی گئی تھی۔ اس کی خوشنما پیشانی پر، شانوں کے اطراف میں اور اس کی پشت پر پھیلے ہوئے تھے۔ اور اب جو وہ ایک چمکیلا برنجی تھال ہاتھوں میں لئے ہماری طرف کو آرہی تھی۔ تو میرے لئے اس کی چال کا مقابلہ کسی خوشنما لیکن خونخوار چیتے کی چال سے کرنا قدرتی اور لازم تھا۔

میں نے اپنے دوست کی سمت میں استفہامی نظروں سے دیکھا۔

"زری ہے" اس نے دھیمے لفظوں میں کہا۔

پھر ایک بار میں نے اس خوشنما چہرہ کی طرف دیکھا جو اب میرے چہرہ کے بالکل قریب تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی جوش اور دبے

ہوئے خوف کی تھرتھری بدن کی رگ رگ اور نس نس میں پھر گئی۔

بعد ازوقت یہ خیال میرے سینہ میں پیدا ہوا کہ اگر میری آنکھیں بالکل ہی دھوکا نہیں کھا تیں تو یہی عورت زرمی مردانہ بھیس میں اس موٹر کو چلا رہی تھی۔ جس پر سوار ہو کر نے لینڈ سستھ ہیو لوور ہوٹل سے رخصت ہوا تھا۔

اس نے ستھال کو میز پر رکھ دیا۔ اور دونوں کہنیوں کا سہارا لیکر اپنی ٹھوڑی ہتھیلیوں پر رکھے کھڑی ہو کر میرے منہ کو تکنے لگی۔ اس کے سگریٹ سے نکلا ہوا دھواں جسے فی الحال اس نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا۔ اس کے الجھے ہوئے بالوں سے آمیز ہو کر انہی میں غائب ہوتا چلا جاتا تھا۔ بڑی دیر تک وہ گہرے تجسس سے میرے منہ کو تکتی رہی پھر اہل مشرق کا ہلکا و لفریب تبسم اس کے ہونٹوں پر نمودار ہوا اپنے سر کو گھمائے بغیر اس نے اپنی حیرت آمیز چمکیلی آنکھیں جو اب پورے طور سے کھلی ہوئی اور ان میں لگے ہوئے کحل کی وجہ سے اور بھی زیادہ موٹی اور چوڑی نظر آتی تھیں۔ فلیچر کی طرف پھیرا اور نرم آواز سے بولی۔

" فرمایئے آپ اور آپ کا دوست کیا پئیں گے "

اس کی آواز کی ناقابل محسوس گلوگرفتگی اس کا مشرقی نژاد ہونا ظاہر کرتی تھی۔ لیکن اس کے لہجہ میں وہ مخصوص دلفریبی پائی جاتی تھی جو مشرقی عورتوں خصوصاً حسن خون آشام رکھنے والی ان عورتوں سے مخصوص ہے جن کی صف میں زرمی بھی شامل تھی۔

" یہ کوئی پوچھنے کا سوال ہے " فلیچر نے مست نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اور اس کے بعد ایک ہاتھ آگے نکال کر اس کے کانوں میں یہ

ہوئی بڑی بڑی بالیوں سے پیار کرتے ہوئے بولا۔ "وہی جو میں ہمیشہ پیار کرتا ہوں۔"

اپنے خوشنما برہنہ بازوؤں کو بدستور میز کی سطح پر ٹیکے ہوئے زرمی آگے جھکی ہوئی اپنی پراسرار نیم باز کالی آنکھوں سے کبھی وہ میری طرف دیکھنے لگتی۔ کبھی فلیچر کی سمت میں پھر ایک مرتبہ اس نے وہی زرد سگریٹ منہ میں سے لیا تھا۔ اور فلیچر اب تک اس کی بالیوں کو چھیڑنے میں مشغول تھا۔

دفعتاً وہ اٹھ کر سیدھی کھڑی ہو گئی اور اپنے ریشمی کمربند کے پوشیدہ مقام سے ملائی ساخت کا وہ خنجر نکالا جس کو وہ لوگ کرلیس کہتے ہیں جس کی دھار تلوار سے ملتی جلتی اور جس کے دستے پر جواہرات جڑے ہوئے تھے زرمی کی آنکھیں اب پورے طور پر کھلی اور شعلہ بار تھیں وہی خنجر والا ہاتھ اونچا اٹھا کر اس نے یوں آگے بڑھایا گویا میرے ساتھی پر وار کیا چاہتی تھی۔

وحشت کی چیخ بے اختیار میرے منہ سے نکل گئی۔ اور اپنے دوست کی سلامتی کی نسبت خطرہ عظیم دل میں شدت میں کھڑا ہو گیا۔ لیکن فلیچر کو میں نے دیکھا کہ وہ اپنی جگہ پر ثابت قدمی سے بیٹھا تھا۔ نہ اس نے کسی طرح کی حرکت کی نہ کسی قسم کا اضطراب ظاہر ہونے دیا۔ خود بخود زرمی نے اپنے ہاتھ کو عین اس وقت روک لیا جب خنجر کی نوک فلیچر کی گردن میں پیوست ہونے کے قریب تھی۔

"دیکھ لو میں کس پھرتی سے ہلاک کر سکتی ہوں" وہ نرم لیکن جوش سے بھرے ہوئے لہجہ میں بولی۔

پھر اس سے پہلے کہ میں اپنی حیرت اور دہشت پر غالب آسکتا وہ اچانک میری طرف مڑی اور میرے شانہ کو مضبوط پکڑ کے اس خنجر کا رخ میرے گلو کی طرف کر دیا۔

"تم کو بھی" اس نے اس کے ساتھ ہی دبی آواز سے کہا۔

وہ اب اس قدر آگے جھکی ہوئی تھی۔ کہ اس کا خوشنما شیطانی چہرہ میرے چہرہ سے بالکل قریب تھا۔ اپنے دوست کی تقلید کرتے ہوئے میں نے بھی خنجر کے قریب سے کسی طرح کی تلملاہٹ ظاہر نہ کی۔ اتنے میں جس تیزی کے ساتھ اس کی آنکھوں میں جوش کی چمک پیدا ہوئی تھی اسی سرعت رفتار سے زائل ہوگئی۔ وہ پھر نیم باز اور ویسی ہی مست بن گئی جیسی پیشتر تھی ہلکا شیطانی قہقہہ مار کر وہ سگریٹ کے کش لگاتے ہوئے دھوئیں کے بادل میرے منہ کی طرف چھوڑنے لگی۔

اپنے خنجر خونخوار کو اس نے اپنے کمر بند میں لٹکالیا اور وہی پیلا کاسقال جو لیکے آئی تھی اٹھا کے کسی طرح کا نیم وحشیانہ مشرقی گیت گاتے ہوئے کمرہ سے رخصت ہونے لگی۔

اس کے جانے کے بعد میں نے ایک لمبا اور گہرا سانس لیا اور اس کے بعد اپنے رفیق کی طرف دیکھا۔ اس کا حال تو میں نہیں جانتا مگر اپنے بارہ میں کہہ سکتا ہوں کہ اس کی بناوٹی گندم گوں رنگت کے باوجود جو میں نے اختیار کر رکھی تھی۔ یقیناً میری جلد غایت درجہ پیلی پڑ گئی ہوگی۔

"فلیچر" میں نے دبی آواز سے کہنا شروع کیا۔ "میں نہیں جانتا اس شیطانیہ کی نسبت کیا رائے قایم کروں لیکن اس میں شک نہیں ہم عظیم دریافت کے بالکل قریب پہنچ چکے ہیں در اصل یہی وہ عورت تھی جس نے

میں کہتا کہتا رک گیا۔ اور کان لگا کر سننے لگا۔ اس طرح کا فوری اضطراب مجھے لاحق تھا۔ کہ سامنے رکھی ہوئی میز کو تشنجی انداز سے مضبوط تھام لینے پر مجبور ہو گیا۔

کمرہ کے اس دور افتادہ حصہ سے جو چنڈو نوشی کے لئے مخصوص تھا اور جس کے ایک سرے پر ہم بیٹھے تھے۔ وہی نہ بھولنے والی کھٹ کھٹ اور کسی چیز کے گھسٹ کر چلنے کی آواز کانوں میں آئی بڑی احتیاط اور آہستگی کے ساتھ میں دیکھنے کے لئے مڑا۔ مگر عین اس موقعہ پر فان ٹان کے کھلاڑیوں نے بندروں کے ہجوم کی مانند شور پیدا کرنا شروع کر دیا۔ جس سے وہ آواز جس پر میرے کان لگے تھے۔ سنائی دینی بند ہو گئی۔

"کیوں ڈاکٹر پیٹری آپ نے بھی اس کو سنا" فلیچر میری طرف مڑ کر کہنے لگا۔

"اسی لنگڑے کے چلنے کی آواز ہے" میں نے رکی ہوئی آواز سے جواب دیا۔" یقیناً وہ اس جگہ موجود ہوگا۔ فلیچر میں اس وقت اپنے آپ میں نہیں ہوں مجھ کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سارے اسرار کی اصل کنجی اس عمارت کے اندر مل سکتی ہے . . . . "

اس موقعہ پر فلیچر نے آنکھوں ہی آنکھوں میں مجھ کو اشارہ کیا اور اب جو میں نے نگاہ پھیر کر دیکھا۔ تو زرمی اپنی مستانہ چال سے اٹھلاتی چلی آ رہی تھی۔ اب کی مرتبہ اس نے برنجی تھال پر ایک جگ اور دو گلاس رکھے ہوئے تھے۔ ان کو اس نے میز پر لا کر رکھ دیا اور تھال کو کسی ماہر فن مداری کی طرح اپنے ہاتھ کی وسطی انگلی کی نوک پر گھماتے ہوئے پر کیف نیم باز آنکھوں سے دیکھنے لگی۔

میرے ساتھی نے مٹھی بھر سکے نکال کر اس کو پیش کیے مگر عورت نے اپنے دوسرے ہاتھ سے اس کا آگے کو بڑھا ہوا ہاتھ پیچھے کو دھکیل دیا۔ اس عرصہ میں وہ اس تھال کو بدستور اپنی انگلی پر گھماتی ہی رہی تھی۔

" اس کے دام میں عنقریب تم سے وصول کرلوں گی" اس نے کہنا شروع کیا۔ " فی الحال میں ایک اور کام لینا چاہتی ہوں "

" میں حاضر ہوں" فلیچر نے گلاسوں پر پڑی ہوئی رم شراب میں پانی آمیز کرتے ہوتے بے پروائی سے کہا۔" کس وقت ہماری خدمات کی ضرورت ہو گی ؟"

" ابھی آپ لوگ بیٹھیں میں بہت جلد آپ کو بتا دوں گی لیکن یہ آدمی" اس نے میری طرف اشارہ کر کے کہا۔ جس کو تم ساتھ لائے ہو" اس کا اشارہ اب میری طرف تھا" کیا ہر طرح مضبوط ہے ؟"

" چٹان کی طرح مضبوط" فلیچر نے سرسری لہجہ میں جواب دیا۔

" اگر اس نے میرا کام کر دیا تو میں ایک شیریں بوسہ دوں گی "۔

اس نے ہلکا سا قہقہہ مار کر گھومتے ہوتے تھال کو اوپر اچھالا پھر دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر سگریٹ کے کش لگاتی کمرہ سے رخصت ہو گئی۔

" سنئے میں کہہ رہا تھا" اس کے چلے جانے کے بعد میں نے اپنے دوست سے بیان کیا وہ زرمی ہی تھی۔ جو مردانہ بھیس میں اس موٹر چلا کر لے گئی جس میں نے لینڈ سمتھ سوار ہوا تھا "

"اف میرے خدا" تیلیجر کے منہ سے نکلا۔ "تو پھر یوں کہنا چاہیئے کہ خدا کا اپنا ہاتھ ہماری رہبری کر کے یہاں لایا ہے۔ ڈاکٹر صاحب آپ یقیناً عمل کے لیئے بے تاب ہوں گے۔ لیکن عقل کے اس کھیل میں ہمیں بڑی احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ بڑی ضرورت صبر و انتظار کی ہے اس کا پورا خیال رکھیئے گا۔"

تابوت

چنڈو خانہ کی سمت سے ندری چلی آتی ہے۔ ایک ہاتھ بانکپن سے کولہے پر رکھا ہوا اور دوسرا جس کی پہلی دو انگلیوں میں سلگا ہوا زرد سگریٹ ہے کسی قدر اوپر کو اٹھا ہوا۔ . . . .

اس نے آنکھ مار کر ہمیں اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا اور اس کے بعد پیچھے مڑ کر نشیب دروازہ کی راہ سے اس طرف کو چلنے لگی۔ میں نے جان لیا کہ آخر کار عمل کا وقت آگیا۔ قدرت نے از خود اس بات کا سامان پیدا کر دیا تھا۔ کہ ہم اس منزل راحت و دکان کے پشتی مناظر کو دیکھیں اب وہ موقعہ جس کی مجھ کو تلاش تھی ضرور حاصل ہو گا۔ یعنی بدنصیب اور مظلوم نے لینڈ سمتھ کی گمشدگی کا راز حل کرنے کا۔ خدا کو بہتر معلوم تھا کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا لیکن میرا اغلب گمان یہی تھا کہ وہ اب زندوں کی دنیا میں نہیں ہے بہر صورت یہ امید کیا کم تسلی بخش تھی۔ کہ اگر ہم اس کو بچا نہ سکے تو کم از کم اس کی موت کا بدلہ

لئے بغیر نہ جائیں گے۔ ایک دبا ہوا لیکن نہایت تیز جوش میرے سینہ میں موجیں مار رہا تھا۔ اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد میرا ہاتھ پشتی جیب میں رکھے ہوئے پستول کی طرف جانے لگتا تھا۔ سچ پوچھو وہی کیفیت اس وقت میرے دل کی تھی۔ جیسی اس زمانہ میں ہوا کرتی تھی۔ جب فوما پخومقھور سے ہماری ٹکر ہوئی تھی۔ اب بھی وہ زمانہ یاد آتا تو تھرتھری کی لہر بدن میں پھیر جاتی تھی -

جس وقت فلیچر کے پہلو میں قدم اٹھاتا ہوا میں زرمی کے پیچھے چلا جارہا تھا تو میں نے دبی آواز میں اپنے دوست سے کہا "اب ہم کیا سوچیں کیا کریں حالات ہی بہتر رہنمائی کر سکتے ہیں "

چنڈوخانہ کا دروازہ اتنا تنگ اور نشیب تھا۔ کہ ہمیں گردن جھکا کر داخل ہونا پڑا نیچے اترنے کے لئے سیڑھی کے دو قدم بنے تھے لیکن اندر ہر طرف گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ تاریکی اتنی کثیف تھی کہ ایک پل کے لئے میں داخل ہوتے ہوئے جھجک کر پیچھے ہٹ گیا۔

لیکن جب رفتہ رفتہ میری آنکھیں تاریکی میں دیکھنے کی خوگر ہوئیں -

تو میں نے معلوم کیا چار یا پانچ آدمی اطراف میں لیٹے یا اکڑو بیٹھے ہیں ان میں سے بعض دیواروں کے ساتھ لگی ہوئی چوبی نشستوں پر دراز تھے ۔ اور بعض فرش زمین پر ہی پڑے تھے وہ کمرہ کے وسط میں چاتے بھرنے کی ایک چھوٹی سی خالی پیٹی پر مٹی کا چراغ دھوئیں کے بادل نکالتا ہوا جل رہا تھا۔ اس دھندلی روشنی میں ان لوگوں کی شکلیں جو اس میں بیٹھے یا پڑے تھے کسی مدھم

سی تصویر کی مانند مبہم دکھائی دیتی تھیں۔ خاموشی اتنی ہی مکمل تھی جس
قدر تاریکی۔ اور دونوں گلا گھونٹے ڈالتی تھیں۔ فضا میں تیز۔ دماغ پر
بوجھ ڈال دینے والی بو۔ گندی غلیظ اور طبیعت کو پریشان کرنیوالی پھیلی
ہوئی تھی۔

زرمی اس کمرہ کے آخری سرے پر پہنچ کر کھڑی ہو گئی۔
اس کی لچکیلی دراز قامت کھلے دروازہ کی دھندلی روشنی میں کسی اندھیری
تصویر کی مانند دکھائی دیتی تھی۔ ہمیں ساتھ آتا دیکھ کر اس نے اپنا
ہاتھ اس طرح اٹھایا۔ گویا ہمیں چلے آنے کا اشارہ کر رہی
ہے۔

اس چوبی صندوق کے گرد گھوم کر جس پر پیتل کا لیمپ
رکھا تھا۔ ہم اس گندی کوٹھڑی کو پار کرنے کے قابل ہوئے اور انجام کار
ایک تنگ اور اندھیرے میں چھپی ہوئی غلام گردش میں پہنچے لیکن
اس کی ہوا کم از کم چنڈو خانہ کی کوٹھڑی کے مقابلہ میں زیادہ صاف
اور فرحت بخش تھی۔

"چلے آؤ" زرمی نے اپنا لمبا نازک ہاتھ میری طرف پھیلاتے
ہوئے کہا۔

میں نے اس خیال سے اس کو پکڑ لیا کہ اندھیرے میں ٹھوکر
کھانے کا ڈر تھا۔ لیکن اس چھنالہ نے فوراً ہی میرے بازو کو اپنی کمر کے
گرد ڈال لیا۔ پھر میرے شانہ کا سہارا لے کر اپنا الجھے ہوئے بالوں
کا خوشنما سر ذرا سا پیچھے جھکا کر اور اپنے سرخ مرطوب ہونٹ اوپر کی
طرف کر کے سگریٹ کے دھوئیں کا تیز بادل یوں میرے کی طرف

چھوڑا کہ میری آنکھوں میں پانی بھر آیا۔

اتنی تیز کڑواہٹ میری آنکھوں کو محسوس ہوئی کہ میں کچھ منہ میں بڑبڑا کر ذرا سا پیچھے ہٹ گیا۔ جی تو یہی چاہتا تھا کہ اس رذیہ صفت دوغلی شیطانیہ کے غمزوں کا جواب اس طریقہ پر دوں کہ ہمیشہ یاد رکھے لیکن وقت کی مصلحت کچھ کرنے نہ دیتی تھی۔

جس وقت میں اپنے ہاتھ سے آنکھوں کو مل رہا تھا علیجہ کے منہ سے تکلیف کی تیز چیخ نکلی۔

میں نے جلدی سے اس کی طرف دیکھا۔ تو معلوم ہوا کمبخت زرمی نے ٹھٹھا کرتے ہوئے اپنے سگریٹ کا جلتا ہوا سرا علیجہ کی گردن سے لگا دیا۔

اتنے میں وہ ہنستے ہوئے بولی۔

"اوہ چارلی معلوم ہوتا ہے تمہیں جوش رقابت ہے لیکن میں تم دونوں سے پیار کرتی ہوں چلئے آؤ میرے بہادرو۔۔۔۔"

اور وہ فقرہ کو تمام ہی چھوڑ کر اپنے خوشنما سڈول کولہو کو حرکت دیتی اور نخرے کے طور پر شانہ کے اوپر سے متبسم نظریں ہماری طرف ڈالتی آگے کو چلتی گئی۔

میری آنکھیں اب تک دھوئیں کی تلخی محسوس کر رہی تھیں۔

اتنے میں ہم ایک ایسے مقام پر پہنچے جو شیڈ کی صورت رکھتا تھا فرش پتھر کا بنا ہوا گو ناگوں سامان اس کے اطراف میں بکھرا پڑا تھا ایک فرشی لالٹین فرش زمین پر رکھی تھی۔ اس کی روشنی میں ہم نے دیکھا کہ علین اس کے قریب۔۔۔۔۔

لیکن میں بیان نہیں کر سکتا۔ کہ اس چیز کو دیکھ کر میرے دل کی کیا کیفیت ہوئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ زمین میری نظروں کے گرد گھومنے لگی ہے۔ اور رفتہ رفتہ زمین میرے پاؤں سے نکلا جا رہا ہے۔ . . . .

اس لئے کہ جو کچھ میں نے دیکھا وہ قریباً چھ فٹ لمبا چوبی صندوق تھا۔ جس کے اطراف میں ہاتھ ڈالنے کے لئے رسوں کے ہینڈل بنے تھے۔ معلوم ہوتا تھا۔ اس صندوق کو حال ہی کیل لگا کر بند کیا گیا ہے۔ جس وقت زری نے اپنے سرخ رنگ کے ننھے سلیپر کی نوک سے اس صندوق کو چھوا تو میں سہارے کے لئے فلیچر کی طرف جھکنے پر مجبور ہو گیا۔

اس نے میرے بازو کو مضبوط آہنی گرفت سے پکڑ کر دبایا جس سے اس کا مطلب مجھے خطرہ سے آگاہ کرنے کا تھا لیکن اتنا میں نے جان لیا کہ جو دردناک کیفیت اس صندوق کو دیکھ کر میرے دل کی تھی وہی اس کی بھی ہوئی ہے اس لئے کہ یہ صندوق . . .

درحقیقت سر لینڈ سمتھ کا تابوت تھا! جس میں اس کی لاش بند تھی۔ اور زری ہمیں اسے اس کو اٹھوانا چاہتی تھی۔

"یوں . . . . . . اس طرف کو!" وہ غیبلی عورت کی آواز نے مجھ کو گہری محویت سے چونکا دیا۔ "آگے چل کر بتاؤں گی کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔ . . . ."

پھر ایک بار وہی پہلا سکون مجھ پر طاری ہو چکا تھا میرے لئے اس بات پر شک کرنے کی مطلق گنجائش نہ تھی۔ کہ میرا عزیز

ترین دوست ہر طرح کی مصیبتوں اور آزمائشوں میں برابر کا حصہ لینے
والا۔ وہ مرد جرار جس کی بدولت فوما پجز ایسے سیاہ کار کو جہنم واصل
کیا جاسکا تھا۔ اور دوزخی عورت زرمی کے پاؤں کے پاس مردہ اور
بے جان پڑا ہے۔ رہا یہاں شبہ یوں یہ سے دل سے نکل گیا کہ
مجھ کو اچھی طرح یاد تھا۔ اس عورت نے مردانہ کپڑے پہن کر اس کو
اپنی موٹر پر سوار کیا تھا۔ لہذا لازمی طور پر وہی اس کو نہ جانے
کن حالات میں ہلاک کرنے کا موجب بنی ہوگی۔

جس مقام پر زرمی دروازہ کھولے کھڑی تھی وہاں سے رات
کی مرطوب ہوا کے جھونکے اندر چلے آرہے تھے۔ اور دروازے سے
تھوڑی دور باہر دریائے ٹیمز کے بہتے پانی پر کشتیوں جہازوں اور اگن
بوٹوں کی آمدورفت سے جو ہنگامہ بپا رہتا ہے۔ وہ اب تک قائم
تھا۔ لیکن میں اس کے بارے کچھ نہ کہہ سکا۔ کہ ابھی تک ہم لوگ
اس نام نہاد مرکز راحت دوکان کی چار دیواری کے اندر ایک۔
ایسے مقام پر کھڑے تھے۔ جہاں سے یہ شیطان سیرت عورت
ذرا سا اشارہ کرکے درجن بھر ایشیائی بدمعاشوں کو اپنی مدد کے لئے
بلا سکتی تھی۔

حقیقت عرض کرتا ہوں کہ جن حالات میں میں فلیچر کی مدد لیکر
وہ بھاری صندوق اٹھانے اور مکان سے باہر تک لانے کا ذریعہ
بنا اس کا دھندلا سا حال بھی مجھ کو یاد نہیں۔ بالکل یہ کیفیت میرے دماغ
کی تھی۔ گویا سب کچھ خواب میں دیکھ رہا ہوں دھند پھر ایک مرتبہ
زیادہ کثیف ہوگئی تھی۔ اور اندھیرے میں دریا کے بہتے ہوئے تاریک

پانی کے سوا مجھے گردو نواح کی اور کوئی چیز دکھائی نہ دیتی تھی۔

جس مقام پر ہم کھڑے تھے۔ وہاں سے تھوڑی دور سامنے دریا میں ایک کشتی لنگر انداز تھی۔ اور اس میں رکھی ہوئی ایک دستی لالٹین اپنے دھندلے اجالے کے ذریعہ سے آس پاس کی چیزوں کو نمایاں کرتی تھی۔ اس پھیکی روشنی میں میں نے دیکھا کہ کشتی کے ایک سرے پر کوئی آدمی بھاری کمبل لپیٹے دبکا ہوا بیٹھا ہے دو مشتعل آنکھیں تاریکی سے میری طرف کو گھور رہی تھیں اور ایک آدمی کشتی کے وسط میں اس طرح کے کپڑے پہنے جیسے خلاصیوں کے ہوتے ہیں کھڑا تھا۔

میں نے اس وقت تک جو کچھ کیا وہ یقیناً بے خبری کی حالت میں ہوگا۔ کیونکہ پہلی مرتبہ مجھے تب ہوش آیا۔ جب سلگتے ہوئے سگریٹ کا سرا میرے دائیں کان کی لو کو لگا اور میں تکلیف سے بے تاب چیخ مار کر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"جلدی کرو بہادر" شریر النفس نرمی میری گھبراہٹ دیکھ کر ہنستے ہوئے کہنے لگی۔

اس وقت اتنا سخت غصہ مجھے اس بد باطن عورت اور اسکی ناپاک چھیڑ پر آیا۔ کہ آپے سے باہر ہوگیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا میرے دماغ کی کوئی نس پھوٹ گئی ہے۔ کم از کم میری حالت میں ایک بالکل ہی نیا فوری اور عظیم انقلاب پیدا ہوا۔ میں نے دونوں ہاتھ سر سے اوپر لے جاکر زور سے مٹھیاں کس لیں اور اس ناپاک پورشین عورت پر وار کرنے کے لئے آگے بڑھ کر چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"اماجا اور زالہ میں ابھی تیری شیطانیوں کا مزا چکھاتا ہوں"

اس کے بعد جو کچھ میں نے کیا وہ بھی میرے صحیح الحواس ہونے کی دلیل نہ تھا۔ حقیقتاً دیوانگی کا جوش مجھ پر طاری ہوچکا تھا۔ زرمی گھبرا کر ایک قدم پیچھے ہٹی اور قہر آلود نظروں سے میری طرف دیکھنے کے بعد فلیچر کی طرف مڑی جس کی اپنی رنگت پیلی پڑی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔

لیکن فلیچر اور زرمی دونوں کو نظر انداز کرکے میں نے جھٹ پستول نکالا پہلے جی ہیں آئی تھی۔ کہ گولی چلا کر اس ہستی ناپاک کا خاتمہ کردوں لیکن پھر کچھ سوچ کر رک گیا۔ اور دریا کی سمت میں منہ پھیر کر پستول کی نالی ہوا میں اونچی اٹھا کے پے در پے تین فائر کئے اس کے ساتھ ہی چیختی ہوئی آوازمیں دوبارہ کہا :-

"وے متھ! وے متھ!"

تیز سنسناتی ہوئی آواز مجھے اپنی پشت سے آتی سنائی دی۔ پھر ایک ہلکی دبی ہوئی چیخ ... اور اس کے بعد دفعتاً ایسا معلوم ہوا گویا کسی نے ہتھوڑے کا بھرپور وار میرے فرق سر پر کیا ہے۔ آخری واقعات جن کا مجھے ہوش ہے صرف دھندلے سے یاد ہیں زرمی جو مجھ سے ذرا پیچھے تھی۔ جنگلی بلی کی طرح تیز دوڑ کر دریا کی طرف گئی۔ اور اچک کر کشتی پر سوار ہوگئی اس کے زردی مائل گندم رنگ چہرہ اور مشتعل سیاہ آنکھوں کی صرف ایک جھلک مجھ کو نظر آئی۔ اس کے بعد کشتی نہ معلوم کس طرف کو چل کر رات اور دھند میں نظروں سے پوشیدہ ہوگئی!

میں جب پیچھے مڑکر دیکھنے لگا۔ تو فلیچر ایک ہاتھ سے چھاتی کو سہارا دیئے نیچے کو گرتا نظر آیا۔

مری ہوئی آواز میں صرف یہ الفاظ اس کے منہ سے نکلے۔

"کمبخت نے۔۔۔ مجھ پر خنجر کا وار کر دیا! لیکن میرا خیال نہ کرو اور۔۔۔ اس کی حفاظت کی کوئی ترکیب سوچو"

اس نے ہلکا سا اشارہ تابوت کی طرف کیا۔ اور اس کے بعد وہیں فرش زمین پر ڈھیر ہو گیا۔

عالم یاس میں میں اس چوبی صندوق پر گر پڑا اور سسکیاں لے لے کر روتے ہوئے بے اختیاری کی حالت میں کہنے لگا۔

"سمتھ جان سے پیارے دوست۔ تم کہاں ہو؟" میری اس وقت کی حالت کسی مصیبت زدہ کمزور عورت کی سی تھی۔ جسے اپنے اعصاب پر قابو نہ رہا ہو "سمتھ میرے دوست۔۔۔۔ بولتے کیوں نہیں۔۔۔۔ جواب کیوں نہیں دیتے؟۔۔۔۔"

انقلابی کیفیتوں کے نرغہ میں آئی ہوئی قدرت اس سے زیادہ برداشت نہ کر سکی۔ میرا دماغ اپنا توازن کھو بیٹھا وہیں اس تابوت کو مضبوطی سے دونوں بازوؤں میں پکڑے ہوئے پڑا پڑا بے ہوش ہو گیا!

باب ۱۳

لنگڑا شیطان

واقعات گزشتہ کی رنجیدہ تلخ یاد گوناگوں صورتوں میں اب تک میرے دل میں باقی ہے۔ راحت آمیز صورتوں میں کم۔ الم انگیز صورتوں میں زیادہ۔ تاہم مجموعی طور پر میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس طرح کی نہ بھولنے والی یاد جیسی میرے عمل بیداری سے وابستہ ہے ان میں سے ایک بھی نہیں۔

ہوش میں آیا تو کیا دیکھتا ہوں دے منتھ نے مجھ کو سہارا دے رکھا ہے۔ اس کے ہاتھ میں برانڈی کی شیشی تھی اور میرے حلق کی تیز جلن ظاہر کرتی تھی کہ وہ اس کی مقدار کثیر زبردستی میرے منہ میں داخل کر چکا ہے۔ دل کی حرکت بے قاعدہ اور ذہنی کیفیت دھندلی اور غیر واضح تھی۔ اور کسی پتھر کی بنی ہوئی مورت کی طرح حیرت۔ خوف اور امید کے ملے جلے احساسات کے ساتھ اس آدمی کے چہرہ کو تک رہا تھا جو الٹے دے منتھ کی پشت پر کھڑا اس کے شانہ کے اوپر سے میری طرف دیکھتا تھا اس لئے کہ یہ چہرہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

نے لینڈ سمتھ کا تھا!

واقعہ میں تھوڑا ہی وقفہ حائل ہوا ہوگا۔ لیکن مجھ کو اپنی اس بے ہوشی کی حالت میں ایسا معلوم ہوا گویا کامل ایک گھنٹہ کے بعد یہ دو لفظ مری آواز میں میرے منہ سے نکلے۔

"سمتھ ۔ ۔ ۔ کیا در حقیقت تم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

جواب میں اس نے اپنا مضبوط ہاتھ آگے نکال کر میرا ہاتھ پرجوش گرفت میں لے لیا۔ اور لالٹین کی روشنی میں مجھ کو اس کی آنکھیں دھندلی اور پُر نم دکھائی دیں۔

"ہاں میں درحقیقت زندہ ہوں" اس نے میرا فقرہ مکمل کرتے ہوئے جواب دیا۔ "اور یہ سب اپنے عزیز دوست پیڈری کی کوشش کی وجہ سے۔ اطمینان رکھو کہ میں باحیات اور آزاد ہوں"

میرے خانہ سر میں اس طرح کی آوازیں پیدا ہو رہی تھیں جیسے مکھیوں کے بھنبھنانے کی۔ ضعف جانی حد انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ پھر بھی میں حالت جوش میں دے متھ کے بازو کا سہارا لے کر اٹھا اور کھڑا ہو گیا۔ کسی دور افتادہ مقام سے شور غل اور پکڑو پکڑو کی ملی جلی آوازیں فاصلہ کے بعد میں چھپی ہوئی سُنائی دیتی تھیں دو آدمی جنہوں نے دریائی پولیس کی وردی پہن رکھی تھی۔ کسی کا ظاہرا بے حرکت بدن بازوؤں اور ٹانگوں سے اٹھائے اسی ناپاک دوکان کے دروازے میں سے گزر رہے تھے۔ جس کا غلط نام "مرکز راحت" مشہور تھا۔

"فلیچر ہے" دے متھ نے میرے چہرہ پر فکر و تشویش کے آثار دیکھ کر بیان کیا۔ "اس خوبصورت چڑیل نے جو تم لوگوں کی دوستی کا دم بھرتی تھی۔ اس پر سخت وار کیا۔ لیکن اُمید ہے بچ جائے گا"۔

"اس کے لئے میں خدا کا شکریہ ادا کرتا ہوں" میں نے اپنے دکھتے ہوئے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر جواب دیا۔ نہیں معلوم کمبخت

نے میری حالت میں کس ہتھیار سے کام لیا تھا لیکن زندگی باقی تھی کہ بچ گیا:۔

اس سارے عرصہ میں میری آنکھیں سمتھ کی طرف لگی رہی تھیں کیونکہ اس کا زندہ اور باحیات نظروں کے سامنے موجود ہونا میرے لئے معجزہ سے کم نہ تھا:۔

آخر کار نہ رہ سکا۔ اور میں نے التجائی لہجہ میں کہا۔" سمتھ خدا کے لئے سب حال بیان کرو۔ کیونکہ مجھ کو تو اس بات کا پورا یقین تھا کہ تم......"

" کہ میں چوبی صندوق میں بند ہوں ؟" سمتھ نے تلخ تبسم کرتے ہوئے کہا " لو ادھر دیکھو "

اس نے کسی چیز کی طرف اشارہ کیا۔ جو میرے پس پشت پڑی تھی۔ اور جب میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہی صندوق نظر آیا۔ جو میرے لئے جان کی اذیت کا موجب بنا تھا۔ اوپر کا تختہ اتار دیا جا چکا تھا۔ اور اس کے اندر رکھی ہوئی چیزیں نظروں کے سامنے موجود تھیں۔ میں نے دیکھا کہ اس میں کئی طرح کے سونے کے زیورات نادر چینی کے برتن اور گلدان وغیرہ اور زردوزری کے کپڑے ملے جلے پڑے تھے۔ بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا سب مال کسی گرجا کو لوٹ کر حاصل کیا گیا ہے۔ میرے چہرہ پر حیرت کے آثار دیکھ کر انسپکٹر دے متھ قہقہہ مار کر ہنسنے لگا:۔

" یہ کیا ہے ؟" میں نے حیرت آمیز لہجہ میں پوچھا:۔

" غالباً سی فان کا خزانہ" سمتھ نے فوراً جواب دیا۔" یہ سب مال کس

جگہ سے آیا۔ اور کہاں لے جایا جا رہا تھا۔ یہ ایسی باتیں ہیں جن کو تحقیق کرنا میں اپنا فرض خیال کرتا ہوں"

"لیکن اس صورت میں تم۔۔۔"

"میں رسیوں سے بندھا ہوا اور منہ میں کپڑا ٹھونسا ہوا ہونے سے بے بس چند دنوں سے میں رکھی ہوئی ایک الماری کے اوپر پڑا تھا مجھ کو تمہارا قلیچ کے ساتھ اس جگہ آنا یاد ہے۔ بعد ازاں میں نے تم دونوں کو اس شیطانیہ کے ہمراہ باہر جاتے بھی دیکھا جو اس دن مردانہ بھیس میں موٹر چلا کر لائی تھی۔۔۔۔"

"تو کیا درحقیقت وہ موٹر۔۔۔؟"

"ہمارے دشمنوں کی تھی۔ اور یہی عورت مردانہ بھیس بدلے اس کو چلاتی تھی۔ کھڑکیاں ایسے طریقہ پر بند کر دی گئی تھیں کہ انھیں کھولا نہ جا سکتا تھا۔ اسی پر کفایت نہ کر کے اس نالی کی راہ سے جو بولنے میں مدد دیتی ہے۔ کوئی بے ہوش کرنے والی چیز اندر پھونک دی گئی۔ اس کے بعد کیا ہوا اس کا حال مجھ کو معلوم نہیں بس اتنا ہی جانتا ہوں کہ ہماری سوچی ہوئی تجویزیں یقینی طور پر کسی پُر اسرار طریقہ سے دشمن کو معلوم ہو گئی ہوں گی۔ پیٹری اس میں شک نہیں ان لوگوں کے انتظامات بڑے مکمل ہیں اور اس وقت تک فتح انہی کی ہوئی ہے۔ کیونکہ اگر اس تلاش کے ذریعہ سے جو عنقریب شروع کی جائے گی۔ کوئی دوسرا سراغ نہ ملا تو نتیجہ نکالنا پڑے گا کہ وہ پیتل کا صندوق بھی لے اُڑے"

بات اس کے منہ میں ہی تھی کہ کسی نے زور سے اس کا نام لے کر

پکارا:۔

"مسٹر نے لینڈ سمتھ" دوکان کے اندر سے آواز سنائی دی "ذرا ادھر طرف کو آیئے۔"

وہ جیسا اس کا معمول تھا۔ بے خوفی سے تیز چلتا آواز کی سمت میں روانہ ہوگیا۔ اور میں کھڑا سوچتا ہی رہا کہ اب کیا نئی دریافت عمل میں آنے والی ہے لیکن مجھ کو بہت عرصہ انتظار کی زحمت گوارا کرنی پڑی کیوں کہ تھوڑی ہی دیر بعد سمتھ اس دروازے کی راہ سے فاتحانہ تبسم چہرے پر لئے داخل ہوا۔ پیتل کا بنا ہوا گمشدہ صندوق اس کے ہاتھ میں تھا!

اس کو اس نے میرے سامنے ایک چوبی تختہ پر رکھ دیا۔

اس کے بعد کہنے لگا، جان کی اس دوکان کا مالک جو اوروں کے ساتھ عدم پتہ ہو چکا ہے۔ اس کو تہ خانہ سے نکال کر باہر لایا تھا۔ اور اگر ایک منٹ کی دیر ہو جاتی تو یقیناً اس کو لے اُڑتا۔ لیکن سراغرساں ڈیکن نے فرش کے چوبی تختوں کی ایک درز سے روشنی کی چمک دیکھی جب ہم وہاں گئے۔ نوجوان لمپ ہاتھ میں لئے اس قیمتی صندوق پر جھکا ہوا کھڑا تھا۔ ہمیں آتا دیکھ کر اس کے چہرہ کے آثار میں جو تبدیلی ہوئی میں کبھی اس کو فراموش نہ کر سکوں گا۔..

"کیا اب اسے کھولنے کا ارادہ ہے؟"

"نہیں" اس نے عجب طرح کی نظروں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا:۔

"میں صبح میسرز میر سٹین کی دوکان پر لے جاکر اس کی قیمت کا اندازہ

کرا دُوں گا۔"

ضرور وہ کوئی بات چھپانا چاہتا تھا۔ مصلحت سمجھتے ہوئے میں نے بھی زیادہ زور نہ دیا:۔

اور اس کے بعد دفعتاً ایک نئے خیال کے ذریعہ زیر اثر میں نے کہا۔

"سمتھ اس لنگڑے آدمی کا کیا ہوا؟ جس جگہ انہوں نے تم کو قید کر رکھا تھا۔ وہیں کسی مقام پر مجھے اس کے چلنے کی آواز سُنائی دی تھی۔ کیا تم نے اسے دیکھا؟"

نے لینڈ سمتھ نے زور سے دانتوں کو کٹکٹایا پھر تند نظروں سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔" ہاں میں نے اسے دیکھا ہے دو ہی صورتیں ممکن ہیں یا تو جو کچھ مجھ کو نظر آیا۔ اس نشیلی چیز کی پیدا کردہ اثر تھا جو مجھ کو سنگھائی گئی تھی۔ یا درحقیقت مُردہ زندہ ہوگیا۔۔۔۔"

"یعنی کس طرح؟" میں نے متعجبانہ پوچھا:۔

"اس طرح کہ وہ لنگڑا آدمی ڈاکٹر فومانچو کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔"

کتاب اوّل ختم ہوئی!

کتاب دوم

صندوق کا راز

باب ۔ ۱

مسٹر میر سٹین جوہری

ہم چار آدمی کمرہ کے وسط میں کھڑے تھے۔ اور تھین بیچ میں چھوٹی سی میز پر
وہی پیتل کا صندوق رکھا ہوا تھا۔ جس کی پر اسرار حقیقت اب
تک پر وہ راز میں پوشیدہ تھی۔ لیکن جس کی وجہ سے نہ صرف گر یگری
ہیبل کی جان ضائع ہوئی۔ بلکہ میرے دوست نے لینڈ سمتھ کو بھی کئی طرح کی
آفات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

تیسرا آدمی مسٹر میر سٹین جوہری اور چوتھا اس کا نائب مسٹر لیوسین تھا۔
سمتھ نے اسلئے انکو بلایا تھا کہ صندوق کے متعلق ان کی رائے حاصل کی جائے۔
تھوڑی دیر بڑے غور کے ساتھ میز پر رکھے ہوئے صندوقچہ
کو ہر پہلو سے دیکھتے رہنے کے بعد مسٹر میر سٹین نے جو ایک پستہ قد فربہ
آدمی تھا۔ سیدھا کھڑا ہو کر بڑے اہتمام کے ساتھ گلا صاف کیا۔
اس کے بعد کہنے لگا "میری رائے میں یہ صندوق غیر معمولی قیمت

کا ہے۔ اور عین ممکن ہے۔ اس قسم کا دوسرا صندوق دُنیا میں کہیں نہ مل سکے۔"

سنے لینڈ سمتھ نے ہلکا تبسم کرتے ہوئے میری طرف دیکھا مسٹر میرسٹین کی توجہ اب تک صندوق پر لگی ہوئی تھی۔ اس نے اپنی موٹی پھولی ہوئی اُنگلی صندوق کے ڈھکنے پر بنی ہوئی عجیب وغریب تصویروں پر پھیری اور اس کے بعد شانہ کے اوپر سے گردن موڑ کر اپنے ہمراہی کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا:۔

"کیوں لیوی سن تمہاری کیا رائے ہے؟"

ہر چند لیوی سن بھی اپنے آقائے نامدار کی طرح یہودی نسل سے تھا تاہم اس کے بال پٹ سن کی رنگت کے اور آنکھیں ہلکی نیلی تھیں۔ اس نے جواب دینے سے پہلے اپنے شانوں کو حرکت دی اس کے بعد پُر اہمیت لہجہ میں کہنے لگا:۔

"مسٹر میرسٹین جیسا آپ نے فرمایا یہ صندوق خاص قیمت رکھتا ہے اور واقعی ناممکن ہے۔ کہ اس طرح کا دوسرا صندوق کہیں اور پایا جاسکے یہ تلمن لرز قسم کا صندوق ہے جو سولہویں صدی میں یا شاید اس سے بھی پہلے بنائے جاتے تھے۔ ہیگ کے عجائب خانہ میں جو کورن نام کا صندوق آج تک موجود ہے۔ کسی حد تک اس سے ملتا جلتا ہے۔ لیکن کاریگری کے اعتبار سے یہ صندوق جو ہمارے سامنے پڑا ہے اس سے بھی افضل ولاجواب ہے۔"

نے لینڈ سمتھ جو میز کے ایک جانب کھڑا سب کچھ دیکھ اور سنتا رہا تھا۔ اب دفعتاً کمرہ کے طول میں بے تابانہ ٹہلنے لگا۔ اور اس کے

ساتھ ہی جوہری میرسٹین کو مخاطب کرکے اس نے کہا:۔

"اس صورت میں غالباً آپ اس صندوق کا نہایت معقول معاوضہ پیش کر سکیں گے کیوں؟"

مسٹر میرسٹین جس نے ناک کو پکڑنے والا چشمہ لگا رکھا تھا سیدھا ہو کر کھڑا ہو گیا۔ عینک کے شفاف شیشوں کی پشت پر اس کی مکر آمیز آنکھیں چمکتی دکھائی دیتی تھیں۔ اپنی طرح کے موٹے آدمیوں کی مانند اس نے گردن کو بڑی آہستگی سے گھمایا چشمہ کو ناک پر درست کیا اس کے بعد کسی قدر رکتے ہوئے کہنے لگا:۔

"مسٹر سمتھ میں نے اب تک اس صندوق کا اندرونی حصہ نہیں دیکھا۔"

سمتھ چلتے چلتے رک گیا۔ اور نامی جوہری کی طرف تھوڑی دیر گھورتی ہوئی نظروں سے دیکھتے رہنے کے بعد کہنے لگا:۔

"بدقسمتی سے اس کی کنجی عدم پتہ ہے۔ اس لئے اس کو کھولا نہیں جا سکتا۔"

"آہا" جوہری کے نائب لیوی سن کے منہ سے کسی قدر جوش کی حالت میں یہ لفظ نکلا۔ پھر وہ کہنے لگا "صاحب آپ بھولتے ہیں۔ اس قسم اور طرز کے صندوق عموماً کنجی کی مدد سے نہیں کھلا کرتے بلکہ ان میں کھولنے کی کوئی خفیہ ترکیب رکھی جاتی ہے چنانچہ وہی دوسرا صندوق جس کا ذکر میں نے پیشتر کیا تھا۔ اور جو ہیگ کے عجائب خانہ میں محفوظ ہے۔ اسے کئی پیچ در پیچ طریقوں پر مختلف لٹوؤں کو دبا کر یا گھما کر کھولا جاتا ہے۔"

"بے شک مجھ کو یاد ہے" مسٹر میرسٹین نے رائے ظاہر کی "کرسٹی کے نائبوں میں سے ایک نے انجام کار اسے کھولا تھا"

"ٹھہریئے مجھ کو یاد آ گیا" میں نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "کیا اس صندوق کے متعلق ہی وہ مشہور مقدمہ دائر نہ ہوا تھا۔ جس میں ہیگ مدعی اور جیکب مدعا علیہ تھا ؟"

"ڈاکٹر پیٹرک آپ کا فرمانا درست ہے" میرسٹین نے میری طرف مڑ کر جواب دیا "اس صندوق کا اصلی مالک جو بینگ ہسبنڈ والی مہم میں شریک تھا۔ اسے کھولنے سے قاصر رہا۔ بعد ازاں کرسٹی والوں نے اسے کھولا۔ تو معلوم ہوا کہ اس میں بے شمار جواہرات اور قیمتی چیزیں پڑی ہیں۔ کیوں لیوی سن کیا یاد ہے ؟" اس نے اپنے محرر کی طرف مڑتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں اچھی طرح" لیوی سن نے جس کا دھیان کسی دوسری طرف ہوا تھا۔ سرسری جواب دیا "لیکن کیوں مسٹر سمتھ کیا آپ اس صندوق کو کھولنے کی کوشش کر چکے ہیں ؟"

نے لینیڈ سمتھ نے صورت انکار سر ہلایا۔

"کافی وزن دار ہے" میرسٹین نے کہنا شروع کیا۔ "اور میں اندازہ سے کہہ سکتا ہوں کہ جو کچھ اس میں بند ہے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے کھولنے کی کوشش کروں ؟"

نے لینیڈ سمتھ پر خیال انداز سے کھڑا اپنے بائیں کان کی لو کو زور سے کھینچ رہا تھا۔ تھوڑی دیر مسٹر میرسٹین کی طرف دیکھتے رہنے کے بعد آخر کار اس نے کہا:۔

"فی الحال میرا ارادہ اس کو کھولنے کا نہیں ہے"

جوہری اور اس کا محرر دونوں حیرت آمیز نظروں سے دیکھنے لگے انجام کار اول الذکر نے کہا:۔

"یہ جو کچھ آپ کر رہے ہیں، دیوانگی سے کم نہیں جب تک آپ کو یہ معلوم نہ ہو۔ کہ اس صندوق میں کیا چیز ہے۔ آپ اسے فروخت کرکے کیوں کر نفع حاصل کر سکتے ہیں؟"

"لیکن میں اس کو فروخت کرنا ہی نہیں چاہتا" سمتھ نے اپنے لفظوں پر زور دے کر کہا:۔

میر سیڈن نے اپنے چشمہ کو درست کیا۔ اس کے بعد سوچتے ہوئے کہنے لگا:۔

" سنیئے میں ایک کاروباری آدمی ہوں اس لئے ایک کاروباری تجویز ہی آپ کے روبرو پیش کرتا ہوں ۔ اگر آپ کو منظور ہو تو میں ایک سو پونڈ اس صندوق کی قیمت نقد آپ کو دینے کے لئے تیار ہوں ۔ کھولنے کے بعد جو کچھ اس میں سے نکلے گا ۔ وہ آپ کا مال ہے ہمیں اس میں دس فیصدی کمیشن دے دیجئے" پھر یہ دیکھ کر کہ سمتھ جواب میں کچھ کہنا چاہتا ہے ۔ جوہری نے اپنی پھولی ہوئی انگلی منع کرنے کے لئے اونچی اٹھائی اور تقریر جاری رکھ کر کہنے لگا " آپ کو یاد رکھنا چاہیئے اس صندوق کو کھولنا بھی کام رکھتا ہے ۔ اگر آپ نے اس کو اپنے طور پر زور سے کھولنے کی کوشش کی تو ممکن ہے کچھ نقص پیدا ہو جائیں ۔ جس صورت میں اس کی قیمت یقیناً گھٹ جائے گی پھر کوئی شخص آپ کو اس کے عوض سو پونڈ دینے کو بھی تیار نہ ہوگا"

نے لینیڈ سمتھ نے مجھ سے چار آنکھیں کیں۔ اور میں نے دیکھا ایک ہلکا تبسم اس کے لاغر سنولائے چہرہ پر نمودار تھا۔

کہنے لگا "مسٹر میر سٹین میں آپ کی ہمدردی کا شکر گذار ہوں لیکن میرا جواب یہ ہے کہ اگر آیندہ کسی موقعہ پر میں اس صندوق کو فروخت کرنے پر آمادہ ہوا تو خرید کا سب سے پہلا حق آپ کو دیا جائے گا۔ یہی بات ان چیزوں کے متعلق سمجھ لیجئے۔ جو اس میں بند ہیں فی الحال میری گذارش ہے کہ آپ اپنے محنتانہ کا بل پہلی فرصت میں بھجوا دیجئے۔ تاکہ ہمارا آپس کا حساب صاف ہوجائے" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے ہاتھ سے اس قسم کا اشارہ کیا گویا اس معاملہ میں کسی مزید بحث کی گنجائش باقی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی کہدیا۔ "مسٹر میر سٹین فی الحال میرا ارادہ اس صندوق کو فروخت کرنے کا قطعاً نہیں ہے۔"

جوہری نے مودبانہ سلام کیا۔ اور اپنی ہیٹ جو میز پر رکھی ہوئی تھی اٹھا کر رخصت ہونے کے لئے پیچھے مڑا۔ لیوی سن نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ اور ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہوگیا۔

"آداب عرض صاحبان" میر سٹین نے کہا۔ اور باہر نکل گیا۔

پھر جب لیوی سن اس کے پیچھے جانے لگا تو اپنا ایک ہاتھ دروازہ کے لٹو پر رکھے ہوئے اس نے مڑ کر کہا:

"میں یہ دریافت کیا چاہتا ہوں۔ کہ آپ چونکہ فی الحال اس صندوق کو کھولنا پسند نہیں کرتے۔ اس لئے کیا آپ کو کچھ معلوم ہے اس میں کیا چیزیں بند ہیں؟"

"بالکل نہیں" سمتھ نے جواب دیا۔ "لیکن حالات کچھ ہی کیوں نہ ہوں سردست میرا ارادہ اسے کھولنے کا نہیں ہے۔"

لیوی سن کے ہونٹوں پر غیر یقینی تبسم پیدا ہوا چلتے چلتے کہنے لگا:۔

"بہت اچھا جیسے آپ کی مرضی"۔ اور اس کے بعد وہ بھی سلام کرکے رخصت ہو گیا۔۔

دروازہ بند ہونے پر سمتھ جو اپنے پائپ میں تمباکو بھرنے لگا تھا میری طرف مڑا اور بولا:۔

"پیٹری کم ازکم اتنا معلوم ہو گیا کہ اگر کسی موقعہ پر ہمیں سرمایہ کی تنگی محسوس ہوئی تو یہ چیز" اس نے میز پر رکھے ہوئے صندوق کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ "ہمیں اپنی ضروریات پورا کرنے میں کافی مدد دے گی۔"

اتنا کہہ کر اس نے بچوں کی طرح زوردار قہقہہ لگایا اس طرح کی ہنسی وہ صرف نادر موقعوں پر ہنسا کرتا تھا۔ اور اس کے بعد پھر کمرہ کے اندر ٹہلنے لگ گیا۔ اس عرصہ میں اس کی نظر برابر اس عجیب صندوق پر لگی رہی جس کی نسبت خدا کو ہی بہتر معلوم تھا کہ اس میں کیا بند ہے۔

جس طریقہ پر یہ صندوق ہمارے قبضہ میں آیا اس سے اندازاً جانا جاسکتا تھا کہ اس میں لازمی طور پر کوئی ایسی چیز بند ہوگی جسے زرو جماعت کے لوگ قیمتی خیال کرتے تھے۔ یہ اس لئے کہ اب ہم کو بہ تحقیق معلوم ہو چکا تھا کہ جان کی والا مکان اگر پُر اسرار سی فان

جماعت کا صدر مقام نہیں تو کم از کم اس کے اراکین کی جائے ملاقات ضرور ہے پھر اس کے علاوہ اگر مسٹر سمتھ کو نظری دھوکا نہ ہوا ہو تو یہ بھی ہوا تھا کہ ڈاکٹر فو مانچو اس میں آمد و رفت رکھتا ہے وہی ڈاکٹر فو مانچو شیطان سیرت آتشی وجود رکھنے والا غیر معمولی آدمی جسے ہم اپنی آنکھوں سے جلتے ہوئے مکان میں بھسم ہوتا دیکھ چکے تھے۔ لیکن اس کے باوجود زندہ اور باحیات تھا!

پھر ایک مرتبہ میری نگاہ صندوق کی طرف گئی۔ اور خیال پیدا ہوا۔ کہ کون سے تاریک راز اس کے اندر چھپے ہیں خدا بہتر جانتا تھا کہ قتل کی کتنی وارداتیں اور کس قدر اور جرم اس کی تاریخ کو سیاہ کرنے کا ذریعہ بن چکے ہیں۔

"سمتھ" دفعتاً میں نے کہا۔ "اب چونکہ اتنا معلوم ہو گیا کہ اس میں کنجی لگنے کا سوراخ نہ ہونا کیا معنی رکھتا ہے اس لئے میرا جی تو چاہتا ہے۔ اسے کھول کر دیکھا جائے اس سے کم از کم کئی ایسی باتوں پر روشنی پڑ سکے گی جو فی الحال پردہ راز میں پوشیدہ ہیں"

"میرا یہ خیال نہیں" میرے دوست نے کسی قدر سختی کے لہجہ میں کہا۔ "پیڑی سچ پوچھتے ہو تو یہ صندوق ایک طرح پر ہمارے لئے پیر مغاں کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس کی بدولت ممکن ہے کسی دن ہم دشمن سے اپنی جانوں کی امان حاصل کر سکیں تم اس کو میرا وہم سمجھو کچھ اور لیکن میرا دل کہہ رہا ہے کہ اگر ایک بار ہم نے اس صندوق کو کھول لیا۔ اور اس کا اندرونی راز جاننے کے قابل ہو گئے۔ تو پھر دنیا کی کوئی طاقت . . . . . کوئی خدائی معجزہ بھی ہمیں دشمن کے وار سے محفوظ

نہ رکھ سکے گا"

میں حیرت آمیز نظروں سے اس کے منہ کو تکنے لگا۔ نے لینڈ سمتھ کی خصلت کا یہ ایک بالکل ہی نیا پہلو تھا جو اس وقت میرے دیکھنے میں آیا۔

*

"ایک عجب طرح کا روحانی اضطراب میرے دل کو بے چین کر رہا ہے۔" اس نے تقریر کرتے ہوئے کہا "ایک بار تم نے کہا تھا کہ میں کسی نامعلوم ذریعہ سے فوراً جان لیتا ہوں کہ فو مانچو یا اس کا کوئی کارکن آس پاس موجود ہے یا نہیں۔ کوئی ایسی ہی کراماتی طاقت اب مجھ کو حاصل ہوئی ہے۔ اور وہی طاقت مجھ سے بار بار کہتی ہے کہ اس صندوق کو نہ کھولنا۔ ہرگز نہ کھولنا"

اس تقریر کے دوران میں اس کی رفتار درجہ وار تیز تر ہوتی گئی تھی۔ محویت میں پائپ چونکہ بجھ گیا تھا۔ اس لئے اس نے دوبارہ اس کو سلگایا۔ اور جلتی ہوئی دیا سلائی آتشدان میں ڈال دی۔

"کل آخرکار اس نے کہا "میں اس صندوق کو کسی محفوظ مقام پر رکھوا دوں گا۔ بہرحال اب چلنا چاہیئے۔ ویسے منتھ سکاٹ لینڈ یارڈ میں ہمارا انتظار کر رہا ہوگا۔"

باب ۔ ۲

تار و پود

"لیکن سمتھ میرے دوست یہ تم کیا کرنے لگے ہو؟" اس وقت میں نے کہا جب وہ مجھے ساتھ لے کر برآمدہ میں پہنچ چکا تھا۔ "یقیناً تمہارا ارادہ اس صندوق کو یونہی بلاحفاظت اس کمرہ میں چھوڑ کر چلے جانے کا نہیں ہے؟"

جواب میں نے لینڈ سمتھ نے میرے بازو کو کسی قدر زور کے ساتھ کھینچا اور جب میں نے اس کے چہرہ پر نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ وہ تیوری پر بل ڈالے سر ہلا رہا ہے۔ معلوم ہوتا تھا کسی خاص مصلحت سے وہ کوئی لفظ منہ سے کہنا نہیں چاہتا اس کے عجیب و پُراسرار طریق عمل سے میری حیرت لحظہ بہ لحظہ بڑھ رہی تھی۔ لیکن اس کا یہ مدعا سمجھ کر کہ ہمیں فی الحال خاموش رہنا چاہیئے۔ میں نے کوئی مزید حجت پیش نہ کی لفٹ پر سوار ہو کر ہم نچلی منزل پر اتر آئے اور اس کے بعد اس طرح چپ چاپ ہوٹل سے رخصت ہوئے۔ کئی بازاروں اور سڑکوں سے گزر کر آخر کار ہم ایک شراب خانہ کے دروازہ پر پہنچے۔ اور نے لینڈ سمتھ وہیں مجھ کو اپنے ساتھ لے گیا۔ اس جگہ دو جام طلب کرنے کے بعد جب وہ پھر بھی خاموش رہا تو آخر کار میں نے کہا:-

"میرے عزیز دوست میں اب تک نہیں سمجھ سکا کہ ان پُراسرار کارروائیوں کا صحیح مقصد کیا ہے خدا کے لئے کچھ بیان کرو تاکہ میرا

اطمینان ہو"

سمتھ نے جواب دینے سے پہلے ازرہِ احتیاط دائیں بائیں دیکھا۔ اس کے بعد ہر طرح مطمئن ہو کر کہ کوئی دیکھنے والا نہیں ہے اور نہ ہمارے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کسی کے کانوں تک پہنچ سکتے ہیں۔ اُس نے گردن آگے نکال کر دبی ہوئی آواز میں کہا۔

"پیپرڈی میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ نیو لوور ہوٹل میں کچھ لوگ ہماری نقل وحرکت کی ہر وقت نگرانی کرتے رہتے ہیں"

"کیا کہتے ہو۔۔۔۔!"

"صرف یہ کہ کسی تان جماعت کے۔۔۔۔۔ یا اس طرح کہنا چاہیئے کہ فو مانچو کے کارکن ہوٹل کے نوکروں میں مل کر کام کرتے ہیں ہمیں یہ تحقیق معلوم ہے۔ کہ ایک موقعہ پر ڈاکٹر فو مانچو بھی ہوٹل کی عمارت کے اندر موجود تھا۔ اور یہ بھی تم سے پوشیدہ نہیں کہ ہمارے کمرہ میں لگی ہوئی بجلی کا فٹنگ کچھ اس قسم کا ہے کہ اگر کوئی آدمی چاہے تو چھت سے ہماری نگرانی کرسکتا ہے"

"لیکن اگر یہ بات ہے تو پھر اس ہوٹل میں ٹھیرنے سے کیا فائدہ؟"

"فائدہ صریح اور صاف ہے" یعنی اس مصلحت کو پیش نظر رکھ کر جس کے باعث میں پُر اسرار برنجی صندوق کو کسی بنک کے تہ خانہ میں محفوظ رکھوانے کی بجائے اپنے پاس رکھے چلا جا رہا ہوں۔۔۔۔۔ کیوں سمجھے؟"

"ہاں اب میں آپ کا مطلب کچھ کچھ سمجھنے لگا ہوں"

"اچھا ہوا مجھ کو زیادہ وضاحت نہیں کرنی پڑی اور سچ پوچھو تو اس کی ضرورت بھی نہ تھی۔ کیونکہ معاملہ کچھ ایسا پیچیدہ نہیں ہے ترکیب جو میں نے سوچی ہے۔ کچھ شک نہیں خطرناک ضرور ہے۔ لیکن اپنے آپ کو دشمن کی نظروں میں لاکر اور اس کے وار کا نشانہ بن کر میں چاہتا ہوں کسی طرح دشمن کو یا اس کے کسی خاص کارکن کو حراست میں لیا جا سکے"

میں نے گلاس ہاتھ سے رکھ دیا۔ اور چپ چاپ گھورتی ہوئی نظروں سے اپنے دوست کے منہ کو تکنے لگا۔

"میں سمجھ گیا تم کیا کہنا چاہتے ہو" وہ پھیکا تبسم کرکے بولا" بات دراصل یہ ہے میں تم کو لاحاصل خطروں میں مبتلا کرنا پسند نہیں کرتا۔ فرض درحقیقت میرا ہے۔ اور اسے جس طرح ممکن ہے پورا کرنا میرا کام ہے۔ تم ایک نائب کی حیثیت رکھتے ہو۔ اور اپنی خوشی سے اس کام میں حصہ لے رہے ہو اس لئے تمہیں اختیار ہے۔ جب جی چاہے اسے چھوڑ دو"

میں پھر اس کے منہ کو تکتا رہا۔ تو آخر کار اس کے چہرہ کے انداز میں تبدیلی پیدا ہوئی۔ آنکھوں کی تیزی قائم نہ رہی عضلات کا تناؤ ڈھیلا پڑ گیا۔ اور اپنا ہاتھ پر محبت انداز سے میرے شانہ پر مارتے ہوئے اس نے جوش آمیز لہجہ میں کہا:-

" پیٹرک میرے عزیز دوست برا نہ ماننا میں تمہارے جذبات کو مجروح کرنا نہیں چاہتا لیکن پیش آمدہ حالات میرے لئے اس طرح کی صاف گوئی امر لازم تھی۔"

"خیر آپ کو جو کچھ کہنا تھا کہہ چکے" میں نے مختصر جواب دیا "زیادہ تفصیل میں جانے کی حاجت نہیں ہے"

اس نے میرے شانہ کو اور بھی زیادہ مضبوطی سے پکڑ لیا پھر اپنا ہاتھ جیب میں ڈال کر دھوئیں سے کالا پائپ نکالا۔ اور ہنستے ہوئے کہنے لگا۔

"چلو اچھا کوئی بات نہیں۔ اب ہم اس کام کو مل کر ہی کریں گے گو خدا کو بہتر معلوم ہے کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔"

اور اب چونکہ آپ مجھ کو محرم راز بنانے کے لئے آمادہ ہیں" میں نے قطع کلام کر کے کہا۔ "اس لئے کہتا ہوں کہ آپ نے چونکہ صندوق کو بالکل غیر محفوظ حالت میں چھوڑا ہے......"

"بالکل نہیں میں دروازہ میں قفل ڈال کر آیا ہوں۔"

"لیکن کسی فوانچو کے سامنے اچھے سے اچھے قفل کی کیا حقیقت ہے؟"

نے لینڈ سمتھ زور سے قہقہہ مار ہنسا پھر کہنے لگا۔

"پیٹری بعض اوقات مجھے تمہاری سادہ لوحی پر بڑا تعجب ہوتا ہے۔ کیا اتنا نہیں جانتے کہ انسپکٹر وے متھ ہماری امداد کے لئے موجود ہے۔ ہمارے کمرہ کے دروازہ کے عین سامنے اس کا کمرہ ہے اور کوئی شخص جو ہمارے کمرہ میں داخل ہو یا اس سے نکلے اس کی نظروں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔"

"کیا کہا! ......انسپکٹر وے متھ......؟"

"ہاں اپنی عمر میں پہلی مرتبہ اس نے میرے زور دینے پر بھیس بدلنا منظور کیا ہے۔ رنگ دار چشمہ لگائے رکھتا ہے۔ اور مفلر کے ذرا

سے اس نے اپنے چہرے کے نچلے حصہ کو اتنا چھپا رکھا ہے کہ کوئی آدمی اصل
حقیقت سے آگاہ نہیں ہو سکتا۔ پھر اس کے علاوہ ایک لمبا اوورکوٹ
جو اس نے پہن رکھا ہے۔ اور خلیق النفس کی سی کھانسی جس کی نقل وہ بڑی
خوبی سے اُتار نا جانتا ہے۔ ان دو چیزوں کو پیش نظر رکھ لو، تو مسٹر جے
سٹیفن مارٹن کی تصویر آنکھوں میں پھر جائے گی۔ جو کمرہ نمبر ۲۳۹
میں مقیم ہیں"

ساری کیفیت سُن کر میں بڑی مشکل سے ہنسی ضبط
کر سکا لیکن سمتھ نے اس پر دھیان نہ دے کر سلسلہ جاری
رکھا :۔

"کمرہ نمبر ۲۳۹ میں سونے کے لئے دو پلنگ موجود ہیں۔ یعنی
اس میں دو آدمی ٹھہر سکتے ہیں آج رات مسٹر مارٹن کا دوست وہیں
اس کے پاس پہنچ جائے گا"

نے لینڈ سمتھ کی استفہامی نظر کا مطلب سمجھ کر میں نے سر ہلایا لیکن
اس کے ساتھ ہی پوچھے بغیر نہ رہ سکا :۔

"آخر اس پُراسرار ڈرامے میں میرا پارٹ کیا ہوگا ؟"

"ٹھہرو میں سمجھاتا ہوں آج رات ہم دونوں اس جگہ سے رخصت
ہونے کی نمائش کریں گے"، سمتھ نے کہنا شروع کیا "لیکن ایک ایسی
ترکیب کی جائے گی۔ جس سے تم یہیں رہ جاؤ اس طریقہ پر ایک آدمی
صندوق والے کمرہ میں اور دو اس کے باہر یعنی کل تین آدمی نگرانی کو
موجود رہیں گے"

"یہ تو آپ نے بجا فرمایا" میں نے تھوڑے تامل کے بعد کہا "لیکن

سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ان عظیم تیاریوں کی حاجت کیا تھی۔ عقل نہیں مانتی کہ زرد جماعت کا کوئی آدمی اس جگہ شہر لندن کے وسط میں نہیں لو ور ایسے شاندار اور بارونق ہوٹل میں واردات کی جرأت کرے"

نے لینڈ سمتھ نے جواب دینے سے پہلے اپنا پائپ سلگایا پھر دونو بازو آگے نکال کر میرے منہ کو تکتے ہوئے بولا۔

"کیا بھول گئے۔ اس شہر لندن کے وسط میں یہی آدمی فو مانچو اس سے پہلے اغوا۔ کشت وخون اور ہر قسم کی دوسری فوج داری واردا تیں کرچکا ہے؟"

یہ چند الفاظ کافی تھے گذرے ہوئے ہولناک واقعات جو فو مانچو کا مقابلہ کرتے ہوئے بارہا پیش آ چکے تھے ایک لمبی نہ ختم ہونے والی قطار کی صورت میں نظروں کے سامنے سے پھر گئے۔ ان میں سے ایک اس مقام سے ایک ہزار گز کے اندر اندر پیش آیا تھا جس پر ہم کھڑے تھے۔ میں اپنی حماقت پر نادم ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

اس کے بعد انتظامات عمل میں لائے گئے۔ جن میں سے ایک ہمارا اسکاٹ لینڈ یارڈ جانا تھا۔ اس سے فارغ ہوکر ہماری دو ترکیب جو ایک ہی وقت سادہ بھی تھی اور پر پیچ بھی۔ عملی صورت اختیار کرنے لگی:۔

گہری شام ہونے لگی تھی۔ لیکن شہر لندن اب تک سنہری مائل سیاہ دھند کی گرفت سے نکلنے کے قابل نہ ہوا تھا چنانچہ جس وقت ہم اپنے کمرہ کے آگے بنے ہوئے برآمدہ کی طرف دیکھ رہے تھے۔

تو سرے پر لٹکے ہوئے برقی لمپ کی روشنی میں ابھیں اس کے ہلکے بادل
جگہ چھائے ہوئے نظر آئے۔ مجھ کو معلوم تھا کہ نے لینڈ سمتھ کے دل میں یہ
شبہ جاگزیں ہے کہ ہمارے کمروں میں کوئی نقص ایسا ضرور ہے جس
کی بدولت دشمن ہماری نقل وحرکت کی جاسوسی کر سکتا ہے لیکن یہ
بات اب تک میری سمجھ میں نہ آئی تھی کہ منتظم عملہ کی بے خبری میں کوئی
کیوں کر ایسا کر سکتا ہے۔ بہرصورت یہ امر واقعہ ہے کہ کمرہ سے رخصت
ہونے کے تھوڑی دیر قبل اس نے سب روشنیاں بجھا دیں جس کے
بعد اس نے گرم چیک کلا تھ کا بنا ہوا اوور کوٹ جو میں نے پہن رکھا
تھا۔ اندھیرے میں اتروا دیا۔ اور اسے اپنے بازو پر رکھے ہوئے دروازہ
کھول کر برآمدہ میں نکلا۔

باہر قدم رکھتے ہی اس نے کافی اونچی آواز سے گویا کسی کو سنا کر
کہہ رہا تھا یہ الفاظ کہے:۔

"چلئے آدھ بیڑی گاڑی چھٹنے میں صرف پانچ منٹ باقی
ہیں۔"

عین اس موقعہ پر نیو سکاٹ لینڈ یارڈ کا جاسوس کارٹر میرے
دوست سے آملا۔ اس نے گہرے رنگ کا لمبا اوور کوٹ پہن رکھا تھا
جس کے اٹھے ہوئے کالر میں اس کا چہرہ پوری طرح نظر نہ آتا تھا
سمتھ کے ساتھ ساتھ چلتا وہ میری نظروں کے سامنے برآمدہ
سے رخصت ہو گیا:۔

اور اب میں امید کرتا ہوں کہ اس داستان کے پڑھنے والے
ضرور کسی حد تک ہماری سوچی ہوئی ترکیب سمجھنے کے قابل ہو گئے ہوں

گئے۔نے لیڈی سمتھ کا مدعا دشمن پر یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ وہ اور میں دونوں رخصت ہو گئے ہیں۔ مجھ کو وہیں کمرہ کے اندر ٹھہر جانے اور میری جگہ کارٹر کو دکھا دینے کے لئے ساتھ لے جانے کا تھا چونکہ قدوقامت میں کارٹر مجھ سے ملتا جلتا تھا۔ اس لئے اگر کوئی آدمی واقعی چھپ کر دیکھ رہا ہو۔ تو اس کا مبتلائے غلط فہمی ہو کر یہ سمجھنا کہ میں ہی سمتھ کے ساتھ گیا ہوں ہر طرح قرین قیاس تھا۔

غرض بس میں کمرہ کے اندھیرے میں کھڑا میں ان دونوں کی رخصت ہوتی ہوئی صورتوں کو دیکھا کیا۔ اور اس کے بعد جب وہ نظروں سے اوجھل ہوگئے تو دہشت اور تنہائی کا احساس پہلی مرتبہ میرے دل کو ہونے لگا بے شک مجھ کو معلوم تھا کہ انسپکٹر دے متھ ایک حسن بیمار کی صورت میں ذرا سے فاصلہ پر سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ اور ضرورت پیش آنے پر میری امداد کے لئے بھی آمادہ ہوگا۔ لیکن اس کے باوجود.....

اس تنہائی تاریکی اور خاموشی کو دیکھتے ہوئے جس میں مجھ کو رہنا پڑا تھا۔ میرے خیالات اور محسوسات چنداں حوصلہ افزا نہ تھے۔ نہ میں کسی طرح کی آواز پیدا کر سکتا تھا۔ اور نہ تمباکو پینے کی جرأت ہی ہو سکتی تھی۔

باہمی قرارداد کے مطابق بڑی احتیاط کے ساتھ اپنے بوٹ اتار کر رکھ دیئے اور ویسی ہی احتیاط سے دبے پاؤں چلتا ایک آرام کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔ اب مجھ کو فرضی مسٹر جو ٹلیفن مارٹن کے دوست کی آمد کا انتظار تھا۔ اور مجھ کو پورا یقین تھا کہ اس کے آنے میں بہت دیر نہ

لگے گی۔:

لندن کی لاتعداد گھڑیاں گیارہ بجا رہی تھیں کہ وہ آخر کار آگیا
اس گہری خاموشی میں جو ہوٹل کی بالائی منزل پر چھائی ہوئی تھی۔ مجھے
برآمدہ میں اس کے پیروں کی چاپ سنائی دی۔ میرے بالمقابل
دروازہ پر پہنچ کر اس نے پہلے زنجیر ہلائی۔ پھر دے متھو نے دبی ہوئی
آواز اور بدلے ہوئے لہجہ میں کہا" آجائیے"۔ اس کے بعد دروازہ کھلا اور
مجھے اس طرح کے کھانسنے کی آواز سنائی دی جیسے کوئی دمہ کا
مریض کھانسا کرتا ہے:۔

ایک عجب طرح کی پھٹی ہوئی سی آواز نے جس کے بدلے ہوئے لہجہ
میں بھی میرے لئے یہ پہچاننا دشوار نہ تھا کہ سمتھو کی آواز ہے اس
کے جواب میں پوچھا "کہو مارٹن کیا کھانسی کو کچھ افاقہ ہوا ؟"

اس کے بعد دروازہ بند ہوگیا۔ اور ہٹتے ہوئے قدموں کی آواز
فاصلے کے بعد میں سنائی دینی بند ہوگئی:۔

اب ہر طرف وہ گہری اور مخصوص خاموشی چھائی ہوئی تھی
جو لندن کی دھند کا لازمہ سمجھی گئی ہیں۔ نیو لوور ہوٹل کا بالائی حصہ
گہرے سکوت و سکون کی حالت میں تھا۔:

باب ۳

وہ نہ بھولنے والی رات

ایک گھنٹہ کا مختصر عرصہ میرے لئے ایک صدی کے برابر لمبا ہو گیا۔

وہیں تنہا اندھیرے میں بیٹھا میں کسی آنے والے واقعہ کا انتظار کر رہا تھا کان کسی نہایت ہلکی آواز کی طرف لگے تھے۔ آنکھیں اندھیرے میں کسی ہیولانی صورت کو متحرک دیکھنے کے لئے بے قرار تھیں۔ لیکن کوئی غیر معمولی واقعہ پیش نہ آیا۔ ہر پاؤ گھنٹہ کے بعد لندن کے لاتعداد گھڑیال پھیلی ہوئی دھند کی وجہ سے ہلکی آواز میں گجر بجا دیتیں۔ لیکن جوں جوں وقت گذرتا جاتا اور کوئی خاص واقعہ ظہور میں نہ آتا میری دلی بے قراری ترقی پذیر ہوتی جاتی تھی۔ تنہائی ہوا اور خاموشی اور اس کے ساتھ اندھیرا بھی۔ تو آدمی کا داہمہ تیز ہو جاتا ہے۔ اس جگہ ایک آباد ہوٹل کے محفوظ کمرہ کی چار دیواری میں بیٹھے ہوئے میرا تخیل رہ رہ کر عجب طرح کی بے آواز چلنے والی قاتل اور بھیانک صورتیں پیش کر رہا تھا۔ پردوں کی پشت پر ہیبت ناک زرد چہرے چھپے ہوئے دکھائی دیتے تھے ہر کونے اور گوشے سے تشنجی زرد ہاتھ کسی حیوان کے پنجہ خونخوار کی مانند آگے کو نکلے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ بارہا میں اس خیال سے بزور چونکا کہ مجھ کو پس پشت کسی کے ننگے پیروں کی چاپ سنائی دی ہے۔ اور کوئی بہت رُک رُک کر دم لے رہا ہے لیکن جب پیچھے مڑکر دیکھتا

تو کچھ بھی نظر نہ آتا تھا تاریکی تھی . . . . یا میں . . . . یا سناٹا۔

اس طرح وقت گذرتا گیا بیٹھے بیٹھے بدن اکڑنے لگا۔ میں تناؤ پیدا ہو گیا۔ عضلات کو ماندگی کا احساس ہونے لگا۔ میرے لئے عرصہ دراز تک بیٹھے رہنا بھی دشوار ہو گیا کھڑکی کھلی تھی۔ اور جھلملی کھنچی ہوئی۔ لیکن میری آنکھیں اندھیرے کی اتنی خوگر ہو چکی تھیں کہ مجھے اس نہایت خفیف اُجالے میں جو اس جھلملی کی راہ سے داخل ہوتا تھا۔ کمرہ کی ہر چیز واضح اور صاف دکھائی دیتی تھی۔ مثلاً دیوار کے ساتھ لگا ہوا چسٹر فیلڈ چھت سے معلق برقی لیمپ کا شیڈ اور میز پر رکھا ہوا وہی بڑا اسرار منحوس صندوق جس کی وجہ سے میں ان ساری پریشانیوں کا شکار تھا۔

دھند کے ہلکے ہلکے بادل کمرہ کے اندر بھی داخل ہو چکے تھے۔ اور چونکہ ہم نے برقی آتشدان کو چند گھنٹے پہلے ہی ٹھنڈا کر دیا تھا اس لئے پاؤں اور ٹانگوں کو سردی کا احساس بری طرح ہونے لگا تھا بہت کم آوازیں دروازہ کی سمت سے کانوں میں آتی تھیں صرف دو تین مرتبہ ایسا معلوم ہوا کچھ لوگ برآمدہ سے گذر کر اپنے اپنے کمرے کی طرف جا رہے ہیں۔ لیکن چونکہ مجھ کو معلوم تھا کہ بیشتر کمرے خالی اور غیر آباد پڑے ہیں اس لئے اس قسم کی آوازیں ضرورت سے زیادہ سننے کی توقع بھی نہیں تھی۔ البتہ کھڑکی کی راہ سے جدھر سامنے دریا واقع تھا۔ کئی طرح کی ملی جلی آوازیں جیسی لندن کی رات سے مخصوص ہیں۔ رہ رہ کر کانوں میں آ رہی تھیں کبھی کوئی موٹر کار

ہارن بجاتی ہوئی نکل جاتی۔ کبھی کسی ٹریم کی بجتی ہوئی گھنٹیاں سُنائی دیتیں۔ کسی دور اُفتادہ مقام پر دھند کا سگنل پُرشور آواز پیدا کرکے خاموشی کو منقطع کر دیتا۔ ریل کے چلنے اور انجن کی سیٹی بجانے کی آوازیں بھی غیر واضح اور غیر حقیقی سُنائی دیتی تھیں......

میں بیٹھا بیٹھا تھک گیا۔ اور انجام کار دل میں سوچا کہ اگر بستر پر لیٹ جاؤں تو کیسا؟ ضرورت صرف اس بات کی تھی کہ کسی قسم کی آہٹ پیدا نہ ہو ورنہ میرا بیٹھنا لیٹنا برابر تھا..

اس نتیجہ پر پہنچ کر میں بڑی احتیاط کے ساتھ اٹھا اور لیٹنے کی تیاری کرنے لگا۔ جی بہت چاہتا تھا۔ ایک دو کش سگرٹ کے پیوں۔ لیکن مجبوری تھی۔ گلا اتنا خشک ہو رہا تھا کہ ہر قسم کے مشروبات اس وقت میرے لئے امرت سے کم نہ ہوتے لیکن ہر چند وقت گذرتے جانے کے ساتھ میرے وہ اندیشے جو دشمن کے کسی کارکن کی آمد کے متعلق لگے ہوئے تھے۔ زائل ہوتے گئے تاہم میں نے آپس کی طے کی ہوئی شرطوں میں سے کسی کو توڑنا پسند نہ کیا۔ نہ کوئی چیز پی نہ سگرٹ سلگایا۔ بلکہ اسی طرح کپڑے پہنے بستر پہ جا کر لیٹ گیا۔ اپنے جی کو میں نے یہ کہہ کر سمجھا لیا کہ میرا فرض صندوق کو نظروں کے سامنے رکھنا ہے اور یہ کام بیٹھ کر بھی اتنا ہی اچھا ہو سکتا ہے جتنا لیٹ کر لیکن....

قدرت کے مطالبات بے حد شدید ہیں۔ آدمی لاکھ ان کی خلاف ورزی کرکے وہ اپنا حکم سنوا کر ہی چھوڑتی ہے جتنا زیادہ میں جاگنے کی کوشش کرتا۔ اتنی ہی زیادہ سرگرانی محسوس ہوتی حتیٰ کہ

جہاں تک مجھ کو یاد ہے۔ آنکھیں کھلی رکھتے ہوئے بھی مجھ کو لیٹے لیٹے بے خبری میں نیند آ گئی۔

لیکن اس کے بعد جب آنکھ کھلی۔ تو ...... اُف میرے خدا! سچ کہتا ہوں دہشت اور ہیبت کا ایسا روح فرسا نظارہ جو اس وقت میں نے دیکھا۔ بہت کم کبھی میرے دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ اور نہ خدا کرے پھر کبھی دیکھنے میں آئے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ بستر جس پر میں لیٹا ہوا تھا۔ اس وقت بڑے زور سے ہل رہا تھا۔ بالکل یہ کیفیت اس کی تھی گویا زلزلہ کے تیز اور شدید جھٹکے کمرہ کو ہلوا رہے ہوں ...... بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ساری دنیا و دل تک کو ہلا رہے تھے۔ میں گھبرا کر اٹھا اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ میرے ہاتھوں نے اور ہتے کا کمبل بڑی مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ اور آنکھیں ستارا بن کر دیکھ رہی تھیں ...... کس کو؟ اس بے نام ہیبت ناک وجود کو جو بستر کے دوسری جانب پائنتی کے پاس کھڑا تھا!

مجھ کو اس بات کی ندامت تھی کہ پہرہ دیتے دیتے سو گیا اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی کہ خواہ تھوڑی دیر کے لئے یا زیادہ عرصہ تک میں بے خبری کی نیند پڑا سوتا رہا۔ لیکن اب میں پوری طرح بیدار تھا۔ اس کے باوجود وہ ہولناک پُراسرار صورت میری نظروں کے سامنے کھڑی تھی غیر ممکن تھا کہ میں اسے کسی طرح کا حقیقی وجود تصور کرتا! عقل نہیں مانتی تھی اور یہی معلوم ہوتا تھا میرے واہمہ کی پیدا کردہ مخلوق ہے یہی باعث تھا کہ مجھے پلنگ کے زد

زور سے ہلنے کا بھی یقین نہیں ہوتا تھا کیونکہ اس صورت میں اس کا ہلانے والا لازمی طور پر کوئی گوشت اور پوست کا بنا ہوا آدمی ہوتا۔ حالانکہ جو کچھ میں نے دیکھا.....

میں نہیں جانتا پوری تفصیل کیونکر بیان کروں۔ بس یوں سمجھ لیجئے۔ کسی بھوت کا روح سے ملتا جلتا سفید رنگ کا چہرہ جس کی صرف دھندلی سی جھلک اس ہلکی روشنی میں نظر آتی تھی جو کمرہ نشست سے اس جگہ داخل ہوتی تھی۔ پائینتی کے پاس کھڑا میری طرف کو تکتا اور کسی شیطانی وجود کی مانند زہر خندہ کر رہا تھا۔ اس پُر اسرار وجود نے جو کسی ڈراؤنے خواب میں نظر آنے والی مخلوق سے ملتا جلتا تھا۔ پلنگ کی ریلنگ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اس کو زور زور سے ہلانا شروع کر رکھا تھا۔ اور یہی حرکت واقعہ میں میری بیداری کا موجب ہوئی تھی۔

مجھے اپنا دل سینہ کے اندر زور زور سے دھڑکتا معلوم ہونے لگا لیکن اس کے فوراً بعد اس کی حرکت مدھم پڑگئی۔ اور مجھے اس کی یخ بستگی کا احساس ہونے لگا۔ مارے دہشت کے سارا بدن ٹھنڈا پڑگیا۔ فقط کھوپڑی جل رہی تھی۔ بالکل وہ کیفیت اس وقت میری تھی۔ کہ جی چاہتا تھا۔ زور زور سے چیخیں مارنا شروع کر دوں۔ کیونکہ چپ رہنے کی صورت میں میرے خانہ دماغ میں دبا ہوا جوش دیوانہ بنا دینے کے لئے کافی تھا۔

شروع میں میں نے اپنے محسوسات کو جھٹلا کر دل کو یہ سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ کہ یہ خوفناک سفید رنگ کا چہرہ یہ گھورتی

ہوئی آنکھیں اور کھلے ہوئے دہانہ میں نظر آنے والے سفید دانت بیز ان سب کا مجموعہ اور اس مجموعہ کی پیدا کی ہوئی حرکت جو پلنگ کو بڑے زور سے ہلا رہی تھی۔ سب خواب کی باتیں ہیں لیکن خواب لازمی طور پر وقتی اور عارضی اثر رکھتا ہے حالانکہ جو کچھ مجھ کو نظر آ رہا تھا۔ وہ مٹنے یا زائل ہونے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔ وہ ایک اس طرح کا حقیقی وجود تھا۔ عقل جسے فرضی ماننے کے لئے ہرگز تیار نہ ہوتی تھی۔

مارے دہشت کے میری زبان تالو سے لگ گئی ہیں منہ سے کچھ کہنے کی کوشش کی لیکن الفاظ حلق میں آکر رک گئے۔ ایک بار جب میں نے اس بھیانک سفید چہرہ سے نظر ہٹا کر اس کے پچھلی طرف دیکھا تو کمرہ نشست سے آنے والے ہلکے اوجالے میں وہ پر اسرار صندوق جس کی نگرانی کے لئے مجھ کو بے دار رہنا پڑا تھا۔ میز پر رکھا ہوا دکھائی دیا۔

لیکن فی الحال اس صندوق کے اور میرے درمیان وہی ہیبت ناک آتشی وجود حایل تھا۔ جو حقیقی معلوم نہ ہونے ہوئے ٹھوس شخصیت رکھتا تھا۔ عقل جس کو زندہ اور باحیات خاکی، انسان تسلیم کرنا نہ چاہتی تھی۔ لیکن حالات سب کچھ منوا رہے تھے۔

بے اختیاری کی سی حالت میں میں اس سے پیچھے ہٹنے لگا اور رفتہ رفتہ اتنا پیچھے ہٹا۔ کہ پلنگ کے سرہانے کی ریلنگ کے ساتھ جا لگا لیکن جب اس کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ خوفناک چیز وہ ہستی بے معنی ذرا سی لڑکھڑائی اور اس نے یوں حرکت کی گویا ۔۔۔ اُف رحم خدا! وہ میری طرف کو آنے لگی تھی! تو پھر میری ضبط کی طاقت

یکسر جواب دے گئی۔ اس کے بعد میں نہ رہ سکا۔ جوش بے اختیاری میں ایک گلوگرفتہ چیخ مار کر میں پلنگ کے اس بازو کی طرف کو دوڑا جس کے مقابل والی سمت میں وہ چیز جھکتی نظر آتی تھی۔

اس کے ساتھ ہی اس طرح کا کہنہ دھما کا ہوا جیسا انسانی وجود کے زمین پر گرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ پُراسرار چیز نظروں سے غائب ہوگئی۔ لیکن مجھے اپنی باطنی کمزوری کو چھپانا یا اپنی بزدلی پر پردہ ڈالنا مقصود نہیں اس لئے سچ سچ بیان کرتا ہوں کہ اتنی دہشت میرے دل کو اس بھیانک وجود کی طرف سے لاحق تھی۔ کہ جس جگہ میں کھڑا تھا وہاں سے ذرا بھی آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہوتی تھی وہ چوں کہ میرے اور کمرہ کے دروازہ کے بیچ میں گرا تھا اس لئے مجھ سے اتنا حوصلہ نہ تھا۔ کہ اسے پھلانگ کر نکل جاؤں۔

"سمتھ" میں نے جس قدر زور سے ممکن تھا۔ چیخ مار کر آواز دی۔ اگرچہ میرے اپنے کانوں کو وہ آواز نہایت مدھم معلوم ہوئی۔ "سمتھ .... دسے متھ ...... میرے خدا تم کہاں ہو؟"

خوف کی ایک انتہائی حالت وہ ہوتی ہے جس میں انسان اپنی تمام کمزوریاں کھو بیٹھتا ہے شاید یہی کیفیت اس وقت میری تھی کیونکہ آخری لفظ دسے متھ اور یہ جملہ کہ کہاں ہو ایک لمبی زوردار چیخ میں میرے منہ سے نکلے۔

اس کے ساتھ ہی برآمدہ کے دوسری جانب کسی دروازہ کے پٹ کھلے پھر ایسا معلوم ہوا گویا میرے کمرہ کے بند دروازہ میں کنجی

داخل کی گئی۔ اس کے ایک ثانیہ بعد اس کی پھیکی روشنی کی لکیر میں جو کمرہ نشست اور خواب گاہ کے درمیان حائل تھی سنے لینڈ سمتھ کی پھرتیلی صورت مجھ کو آگے بڑھتی دکھائی دی۔

"پیبڑی ۔ پیبڑی" اس نے زور سے آواز دے کر کہا۔ "تم کہاں ہو؟" اور میں نے دیکھا کہ وہ اس جگہ کھڑا ہو کر دائیں بائیں یوں تک رہا تھا گویا مجھ کو تلاش کر رہا ہے۔

مگر اس سے پہلے کہ میں جواب دیتا اس کی نظر اس چیز پر جا پڑی جو پلنگ کی پائینتی کے قریب فرش زمین پر پڑی تھی۔

"اف میرے خدا!" سمتھ کے منہ سے جوش کی حالت میں نکلا۔ اور وہ دوڑتا ہوا کمرہ میں داخل ہوا۔

"سمتھ سمتھ" میں نے چیختے ہوئے جواب دیا۔ "یہ کیا چیز ہے جسے تم فرش زمین پر گرا ہوا دیکھ رہے ہو؟"

وہ جواب دینے سے پہلے ذرا سا پیچھے مڑا۔ کیونکہ عین اسی موقعہ پر دے متھ بھی اس کے پیچھے پیچھے کمرہ میں داخل ہو چکا تھا۔ اس کے بعد اس نے فرش زمین پر نظر ڈالی۔ اور گھبرا کر دو قدم ہٹ گیا۔

"خدا ہمارے حال پر رحم کرے" اس نے گھبرائے ہوئے لہجہ میں کہا۔ "میں تو خیال کرتا تھا تم ہو......"

میرا بدن اب تک تھر تھر کانپ رہا تھا دماغ کی یہ کیفیت تھی کہ کسی معاملہ کی نسبت کوئی فیصلہ کن رائے قائم نہ کر سکتا تھا۔ بے اختیاری کی حالت میں چلتا ہوا میں اس مقام کے پاس پہنچا جہاں سمتھ کھڑا دیکھ رہا تھا۔ اور میری نگاہ بھی اس ہستی پُر اسرار کی طرف گئی۔

"بجلی کا بٹن کیوں نہیں دبا دیتے ؟" سمتھ نے اس موقعہ پر گھبرائے ہوئے لہجہ میں کہا :-

ویسے سمتھ نے آگے بڑھ کر سوچ دبا دیا۔ اور تیز روشنی کی چادر آناً فاناً کمرہ کے ہر حصہ میں پھیل گئی ...

باب ۴

سُنہری انار

اس وقت کیا دیکھتے ہیں فرشی قالین پر کوئی آدمی پڑا ہے جس کے سر کے بال سیاہ۔ ہاتھ آگے کو نکلے ہوئے اور ناخن انداز تشنیخ سے فرش قالین میں کھبے ہوئے تھے۔ اس کی گردن یوں گھومی ہوئی تھی کہ فرش کی شوخ رنگت کے مقابلہ میں اس کے چہرہ کی سفیدی اور بھی نمایاں تھی گلے میں کوٹ نہ تھا۔ صرف ایک ڈارک گرے رنگ کی قمیض اور سیاہ پتلون اس نے پہن رکھی تھی۔ اور پاؤں میں اس عجیب لباس کے عین مطابق ربڑ سول کے مٹیالے رنگ کے شو پہنے ہوئے تھے۔

میں ایک ہاتھ سے اپنی پیشانی دبائے قوت باصرہ پر یقین کرنے کے ناقابل کھڑا اس کی طرف دیکھنے لگا۔ رفتہ رفتہ دہشت کا احساس کم ہونے لگا تھا۔ کیونکہ اب ہم ایک کی جگہ تین آدمی موجود تھے۔ لیکن اس کے باوجود ضعف جانی کے آثار یقیناً میرے چہرہ

پر نمودار ہوں گے کیونکہ دے منقد نے میری حالت سے میری کمزوری کا
اندازہ کر کے اپنی شراب کی بھری ہوئی شیشی جیب سے نکال کر
طرف بڑھا دی اور میں نے بغیر کسی مزید تحریک کے اس کو منہ سے
لیا۔

اس سے کچھ توانائی بدن میں آگئی۔ تو میں نے دبی آواز سے
حیرت کے لہجہ میں کہا: "عقل حیران ہے یہ آدمی میرے کمرہ میں کیسے
داخل ہوا"۔

"یہی تو میں بھی سوچ رہا ہوں" دے منقد نے متعجبانہ ادھر
اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

اس نے اور سمتھ نے بھی اپنے بدلے ہوئے بھیس اتار دئے
اور اس جگہ رات کے پچھلے پہرہ میں ہم تین آدمی حیرت کی تصویر
اس ایک کے گرد کھڑے تھے۔ جس کی عام حالت نیز اس کمرہ میں
کی موجودگی ہر ایک کو حیرت زدہ کر رہی تھی۔ یکایک سمتھ
کے پہلو میں دوزانو ہو گیا۔ اور اس نے سہارا دے کر گرے ہوئے
آدمی کو فرش زمین پر بیٹھ کے بل سیدھا کیا۔ کچھ تو دو گھونٹ
شراب پینے کا اثر اور کچھ اس بات کی تحقیق کہ یہ کوئی ہیولانی وجود
نہیں بلکہ ہماری ہی طرح کا گوشت اور پوست کا بنا ہوا آدمی ہے
اب بڑی حد تک سکون پذیر ہو چکا تھا۔ چنانچہ سمتھ کے بالمقابل میں
نیچے جھک کر اس زرد چہرہ بد نصیب کی طرف بغور دیکھنے لگا جس کی
عام حالت ظاہر کرتی تھی کہ آخری دموں پہ ہے۔ ہر چند کمرہ
اندر اس کی موجودگی اب تک ایک معمہ تھی اور کوئی اس راز

سمجھنے کے قابل نہ تھا کہ وہ کس راہ سے اندر آیا تاہم اس کی شخصیت ہم سب کے لئے گہری دلچسپی رکھتی تھی۔ اور ہم یہ جاننے کو بے تاب تھے کہ وہ کون ہے کیوں اور کس ذریعہ سے اس جگہ تک آیا اور اس کی یہ بگڑی ہوئی حالت کیا معنی رکھتی ہے؟"

وہ کوئی لاغر بدن اکہری ساخت کا آدمی تھا اور پہلی دریافت جو میں نے کی یہ تھی کہ اس کے بال قدرتی سیاہ نہ تھے بلکہ اس نے کالے رنگ کے بالوں کی ایک مصنوعی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ اس طرح اس کی چھوٹی سیاہ مونچھیں بھی صریحاً بناوٹی تھیں۔:۔

"کیا دیکھتے ہو؟" میں نے اشارہ کرتے ہوئے سمتھ سے کہا۔

"ہاں دیکھتا ہوں" اس نے خشک لہجہ میں جواب دیا:۔

دفعتاً وہ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور پاس والے کمرہ میں جا کر لائٹ آن کر دی۔ اب وہ کھڑا میز پر رکھے ہوئے صندوق کو بغور دیکھ رہا تھا۔ اور میں اس کی حالت اور انداز سے فوراً سمجھ گیا کہ اس کے دل میں کیا خیال پیدا ہوا ہے۔ لیکن صندوق جوں کا توں۔ اسی حالت میں.... پڑا تھا جس میں ہم نے اس کو رکھا تھا تھوڑی دیر تک بعیا از ہم نظروں سے اس کی طرف دیکھتے رہنے کے بعد سمتھ نے جیسا اس کی عادت تھی۔ اپنے کان کی لو کو زور زور سے کھینچنا شروع کر دیا۔ کبھی اس کی نگاہ صندوق کی طرف اور کبھی اس بد نصیب آدمی کی سمت میں جاتی تھی۔ جس کے پہلو میں میں اب تک دو زانو بیٹھا تھا:۔

وقفہ سکوت ناخوشگوار ہونے لگا تھا۔ دفعتاً انسپکٹر وے...

اس طرح کی دبی ہوئی آواز میں گویا اونچا بولنا نامناسب خیال کرتا تھا کہا "خدا کے لئے کوئی مجھ کو بتائے یہ معاملہ کیا ہے۔ یہ آدمی اس کمرہ تک پہنچا۔ کس غرض سے آیا تھا۔ اور اسے ہو کیا گیا ہے؟"

"افسوس میں ان سوالوں کے متعلق کسی طرح کی معلومات فراہم کرنے کے ناقابل ہوں" میں نے مایوسانہ جواب دیا۔ "لیکن یہ سب باتیں بعد کو طے ہوتی رہیں گی۔ فی الحال اگر کوئی طریقہ اس غریب کی مدد دینے کا باقی ہو۔ تو اسے عمل میں لانا چاہیئے۔ کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں۔ اس کی شمع حیات بجھنے کے قریب ہے"

"کیا اسے بستر پر لٹا دیا جائے؟"

میں نے سر کے اشارہ سے رضامندی ظاہر کی اور ہم دونوں نے اس کے ہلکے وجود کو دونوں طرف سے اٹھا کر اس پلنگ پر لٹا دیا جس پر تھوڑی دیر پہلے میں سویا تھا۔۔

شاید یہ اس حرکت کا نتیجہ تھا۔ یا صحیح وجہ کچھ اور ہو۔ فی الحال پلنگ پر جاتے ہی اس آدمی نے دفعتاً آنکھیں کھول دیں۔ عجب طرح کی چمک ان میں ہویدا تھی۔ بزور ہماری گرفت سے نکل کر وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اور اپنے ہاتھوں کو جن کی انگلیاں مڑی ہوئی تھیں۔ اپنے چہرہ کے سامنے لے جاکر دیوانہ وار ان کی طرف دیکھنے لگا۔۔

پھر یکایک ایک چیختی ہوئی آواز میں یہ کلمہ پُر اسرار اس کے

منہ سے نکلا

"ہائے.... سنہری انار!"

اس کے ساتھ ہی ہلکے جھاگ اس کے خشک ہونٹوں پر نمودار ہوگئے ::

ایک مرتبہ پھر وہی دو لفظ "سنہری انار" اس نے کہے اور اس کے بعد تو وہ بے جان کی مانند پیچھے گر پڑا ::

آخری آواز جو اس کے منہ سے نکلی دیوانوں کی طرح ہنسنے کی تھی ::

"یہ تو ہولیا" وے متھ نے مدھم آواز سے کہا۔" اب وہ ہمارے دائرہ امداد سے باہر ہے!"

لیکن الفاظ اس کے منہ سے نکلے ہی تھے کہ سمتھ نے زور سے چلاتے ہوئے آواز دی ::

"جلدی کرو ... سیڑھی .... وے متھ ... اس طرف!"

جوان عورت کا معمہ

میں جب دوڑا دوڑا کمرۂ نشست میں پہنچا تو نے لینڈ سمتھ کو کھ
کھولے گردن باہر نکالے دیکھ رہا تھا۔ میں جب اس جگہ سے رخصت
جھلملی بند تھی۔ مگر اب وہ کھلی ہوئی نظر آئی خدا معلوم کس نے اس کو
دیا تھا۔ چنانچہ میں جب اپنے دوست کے پہلو میں کھڑا ہو کر دیکھنے لگا
معلوم ہوا نیچے پتھر کی دیوار پر کوئی چیز حرکت کر رہی ہے۔ لیکن ہماری
نظروں کے سامنے وہ آناً فاناً دھندلی زردی میں غائب ہو گئی۔

ایک عجیب طرح کا جوش میرے دوست پر مسلط تھا۔ میرے
مضبوط پکڑ کر اس نے پُرزور لفظوں میں کہا۔۔

"پیٹرس میرے ساتھ چلے آؤ۔ وے منتھ یہیں ٹھیرنا
ہے خواہ کچھ ہو۔ کمرہ چھوڑ کر نہ جائے۔۔"

وہ دوڑتا ہوا باہر کی طرف گیا۔ اور مجھے بھی اس
تقلید کرنی پڑی۔ اگر آپ مجھ سے پوچھئے تو مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ
رہا ہے۔ یا کیا کرنا چاہتا ہے۔ میرا ذہن اب تک ان ہولناک
کے اثر سے پوری طرح بحال نہ ہوا تھا جو پے در پے اس کو
کرنے پڑے تھے۔ بلکہ سچ پوچھئے تو مرنے والے کے ان پُراسرار
لفظوں نے جو دم آخر میں اس نے کہے "ہائے سنہری انار"
میرے ذہنی ابہام کو اور بھی زیادہ بڑھا دیا تھا۔ سمتھ نے یا

لفظوں کو سُنا ہی نہ ہوگا یا خدا جانے کیوں وہ اس بارہ میں خاموش رہا پہلو بہ پہلو دوڑتے ہم مرمری زینہ سے اُتر کر نچلی منزل کی غلام گردش میں پہنچے جو ہمارے کمروں کے برآمدہ کے عین نیچے واقعہ تھی ۔:

ہر چند واقعات حال کی گوناگونی کی وجہ سے میں نے اب تک معلوم نہ کیا تھا کہ وقت کیا ہے تاہم اندازہ سے معلوم ہوتا تھا کہ رات تین پہر سے زیادہ گزر چکی ہے جس کشادہ برآمدہ میں ہم اس وقت پہنچے ۔ وہ ایک سرے سے دوسرے تک بالکل خالی پڑا تھا ۔ کوئی متنفس اس میں چلتا پھرتا نظر نہ آیا تھے اکہ یکایک برآمدہ کے وسطی حصہ کے قریب دائیں جانب ایک دروازہ کھلا کوئی عورت جس کے ہاتھ میں چھوٹا سا دستی بیگ تھا تیز چلتی باہر نکلی ۔:

اس کا چہرہ نقاب سے ڈھکا ہوا تھا جس کی وجہ سے اس کے خط وخال پوری طرح نمایاں نہ تھے تاہم اس کی نقل وحرکت اضطراب عظیم کی مظہر تھی اور اس کی یہ گھبراہٹ اس وقت اور بھی زیادہ ہوگئی جب اس نے ہم دونوں کو سامنے سے اپنی طرف آتا دیکھا ۔:

برآمدہ سے گزرتے ہوئے نے لینڈ سمتھ کمروں کے دروازوں کی اونچی آواز سے گنتی کرتا گیا تھا عورت کے پاس پہنچ کر اس نے کچھ کہے سنے بغیر اس کا بازو بے تکلفانہ پکڑ لیا ۔ پھر اس کو کھینچتا ہوا اس کمرہ میں لے گیا جس سے وہ باہر نکلی تھی ۔ اور جب ہم تینوں اندر جا چکے تو دروازہ کو دھڑ سے بند کر دیا ۔:

میں حیران و ششدر اپنے دوست کی ان عجیب و غریب حرکات کو دیکھ رہا تھا۔ آخر آج اس کی عقل پر کیا پردہ پڑ گیا کہ ایک جانی عورت پر یوں بے تکلفانہ ہاتھ ڈالنے کی جرأت کی۔۔۔۔

"سمتھ" میں نے رکتے ہوئے کہا: "خدا کے لئے سوچ سمجھ کر ... کرو آخر کیا کرنے لگے ہو؟"

"جو کچھ میں کرنے لگا ہوں۔ وہ عنقریب تم کو نظر آ جائے گا۔" اس نے خشک لہجہ میں کہا:۔

کمرہ میں داخل ہونے کے بعد جب دروازہ احتیاط سے بند کیا جا چکا تو اس نے عورت کے بازو سے اپنی گرفت ہٹالی۔ اور ایک آرام کرسی کی طرف اشارہ کر کے کڑے لہجہ میں بولا۔

"اس پر بیٹھ جاؤ"

میں حیرت کے سمندر میں ڈوبا ہوا دروازہ کے ساتھ لگا کھڑا ہوا۔ عقل حیران تھی۔ یہ کیا نیا تماشہ ہے۔ عورت نے جو اس وقت ... حراست میں تھی۔ چست پوشاک پہنی ہوئی اور ظاہری شکل و صورت اس کو مہذب اور اچھے طبقہ سے تعلق رکھنے والی ظاہر کرتی تھی لیکن ... تعجب کی بات یہ تھی کہ میرے دوست کی بدسلوکی کے باوجود ... نے کوئی کلمہ استعجاب منہ سے نکالا۔ اور نہ چیخ ماری جو بے بس ... کا سب سے پہلا اور زبردست ہتھیار سمجھا گیا ہے۔:۔

سمتھ کے اشارہ پر عمل کرتے ہوئے وہ بڑے پُرسکون انداز سے کرسی پر بیٹھ گئی۔ اور اپنا چرمی بیگ وہیں فرش زمین پر رکھ لیا کو میں نے دیکھا ٹھیک ویسا ہی تھا جیسا اوپر کی منزل پر ہمارا

رہنے کا کمرہ۔ لیکن اس کی عام حالت ظاہر کرتی تھی۔ کہ فی الحال غیر آباد پڑا ہے۔ اور کچھ عرصہ سے کوئی آدمی اس میں سکونت پذیر نہیں ہوا۔ کھڑکی چوپٹ پڑی تھی۔ لیکن جس بات نے مجھ کو زیادہ متعجب کیا یہ تھی۔ کہ وہیں فرش زمین پر ایک جانب ایلومنیم دھات کی بنی ہوئی کوئی عجیب سی چیز پڑی تھی۔ جس کے پہلو میں ایک کافی بڑا دستی سوٹ کیس کھلا ہوا رکھا تھا۔ جس میں ایک سیاہ رنگ کا کوٹ اور کچھ دوسرے پارچات موجود تھے :-

"اب میڈم" نے لینڈ سمنھ نے کسی جج کا لہجہ اختیار کرکے کہا۔ "ذرا اس نقاب کو پلٹ دیجئے!"

بالکل چپ چاپ اعتراض کا کوئی ایک لفظ بھی منہ سے نکالے بغیر عورت نے تعمیل کی۔ اپنا ایک نازک ہاتھ جو دستانہ میں لپٹا ہوا تھا۔ اونچا اٹھا کر اس نے نقاب ایک طرف کو کھینچ لی :۔

عورت جوان اور خوبصورت تھی۔ یعنی اس سے بہت زیادہ کمسن جتنی بادی النظر میں معلوم ہوئی تھی۔ لیکن اس کا حسن جو قدرتی دلفریب تھا۔ بہت سی آرائش کے بوجھ سے دبا ہوا نظر آیا۔ اس کی قدرتی رنگت صبیح اور بال غالباً سنہرے تھے۔ لیکن فی الحال اس نے ان کو کسی طرح کے خضاب کی مدد سے کالا کر رکھا تھا۔ اسی طرح بھوئیں بھی خضاب کردہ تھیں۔ لیکن میں نے دیکھا اپنی کمسنی اور شباب کی سنجیدگی کے باوجود اس کی خوشنما آنکھوں میں تھکن کے آثار پائے جاتے تھے۔ ایک پھیکا تبسم پہلی مرتبہ اس کے رنگے ہوئے ہونٹوں پر نمودار ہوا :۔

"کیا اب آپ کا اطمینان ہوگیا؟" وہ کسی طرح کا جوش ظاہر کئے بغیر کہنے لگی "یا کیا آپ مجھ کو ہتھکڑی لگانا چاہتے ہیں؟" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی دونوں کلائیاں آگے نکال دیں۔

... نے لینڈ سمتھ کی نگاہ کھلے ہوئے سوٹ کیس اور اس کے قریب رکھے ہوئے عجیب آلہ پر لگی تھی۔ اب عورت کے الفاظ سن کر وہ اس کی طرف مڑا۔ اور یوں دانت کٹکٹانے لگا۔ جیسے عالم پریشانی میں اکثر کیا کرتا تھا۔ پھر دفعتاً میری طرف مڑ کر اس نے کسی قدر چھبتے ہوئے لہجہ میں کہا:۔

"پیٹر، تم بہت گم سم کھڑے ہو۔ کیا اس چیز کو دیکھ کر؟"

اتنا کہہ کر وہ آگے جھکا اور وہی دھات کی بنی ہوئی چیز اٹھائی جو سوٹ کیس کے قریب پڑی تھی۔ اس نے ایک زور کا جھٹکا دیا۔ تو اس کا بالائی حصہ کھل گیا۔ معلوم ہوا دھات کی بنی ہوئی ایک بند ہونے والی سیڑھی ہے۔ ایسی خوش اسلوبی سے بنی ہوئی جیسی کبھی میرے دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ اس کے نچلے حصہ میں کانٹا لگا تھا۔ اور اوپر والے میں دو تیز آنکڑے غالباً اسے کسی مقام پر اٹکانے کے لئے :۔

"کچھ لوگ اس سے مکان کی اوپر والی منزل کی کھڑکیوں تک پہنچنے کے کام میں مدد لیتے ہیں" میرے دوست نے تشریح کرتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس چیز کو پُر شور آواز کے ساتھ ایک جانب فرش زمین پر گرا دیا۔" درحقیقت یہ امریکہ کی ایجاد ہے۔ اور

زمانہ حال کے تہذیب یافتہ چور اس سے اکثر اپنے کام میں مدد لیتے ہیں"

مگر میں نے دیکھا گہری مایوسی کے آثار نے لینڈ سمتھ کے چہرہ پر نمودار تھے۔ گو میں اب تک معاملہ کی ابتدا اور انتہا کو سمجھنے سے قاصر رہا تھا۔ دفعتاً وہ غصہ اور جوش کی حالت میں عورت کی طرف مڑا۔ جو بے پروائی کا انداز اختیار کر کے ہلکا تبسم ہونٹوں پر لئے چپ چاپ کرسی پر بیٹھی تھی۔

"یہ بتاؤ تم کون ہو؟" سمتھ نے کڑے لہجہ میں پوچھا۔ "اور سی فان جماعت سے تمہارا کیا تعلق ہے؟"

عورت کی آنکھیں فرط حیرت سے چوڑی ہو گئیں مسکراہٹ اس کے چہرہ سے دفعتاً غائب ہو گئی۔

"سی فان!" اس نے آہستہ سے رکتے رکتے کہا۔ "انسپکٹر صاحب میں نے یہ نام آج تک نہیں سنا۔ سی فان کیا چیز ہے؟"

"میں انسپکٹر نہیں ہوں" سمتھ نے جوش اور اضطراب کا اشارہ کر کے کہا۔ "لیکن اگر تم نے میری باتوں کا ٹھیک ٹھیک جواب نہ دیا۔ تو بہت جلد تمہارا واسطہ کسی انسپکٹر سے پڑ جائے گا میں صرف ایک آخری موقعہ تمہیں دیتا ہوں۔ سچ سچ بتاؤ تم یہ صندوق لے جا کر کسی کے حوالہ کرنا چاہتی تھی۔ اور کب اور کس جگہ...؟

اوپر کو اٹھی ہوئی نیلی آنکھیں جن کی گہری کبودی رنگت کحل کی ان لکیروں کے باوجود جن سے ان میں سیاہی پیدا کرنے کی کوشش

ہی گئی تھی۔ پوری طرح نمایاں تھی۔ سمتھ کے قہر آلود سنولائے ہوئے چہرہ کی طرف بدستور انداز حیرت سے اٹھی رہیں۔ اگر یہ انداز اختیاری تھے۔ تو اس عورت کے کامیاب ایکٹرس ہونے میں کوئی شبہ نہ تھا۔

"آخر آپ کون ہیں ؟" اس نے انجام کار دبی آواز سے پوچھا۔ "اور کیا سمجھ کر یہ باتیں مجھ سے پوچھ رہے ہیں ؟"

میں اب تک وہیں دروازہ کے پاس چپ چاپ کھڑا تھا۔ میں نے دیکھا اس وقت سمتھ کے چہرہ پر حیرت کے اتنے گہرے آثار نمایاں ہو گئے۔ جتنے کبھی میرے دیکھنے میں نہ آئے تھے۔ پھر ایک مرتبہ اس نے غصہ میں بھر کر کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا۔ لیکن ان اوپر کو اٹھی ہوئی خوشنما آنکھوں کے استفہامی انداز کو دیکھ کر فوراً رک گیا۔ الفاظ منہ سے نکالنے کی بجائے وہ چپ چاپ دانت کلکٹانے لگا۔

"کیا تم ڈاکٹر فو مانچو کی کارکن نہیں ہو!" اس نے نسبتاً نرم لہجہ میں پوچھا۔

عورت کی تیوری پر بڑھی ہوئی حیرت سے کئی بل پڑ گئے۔ میں قسم کھا کر کہہ سکتا تھا کہ اس کا یہ انداز ہرگز اختیاری نہ تھا۔

اس کے بعد اس نے کہا۔ "ایک لمحہ پیشتر آپ کہہ رہے تھے کہ ایک آخری موقعہ تمہیں دیتا ہوں لیکن اگر وہ موقعہ یہی ہے کہ اب آپ کے ناقابل فہم سوالوں کا جواب دوں تو یہ ہرگز انصاف

نہیں ہم نے ایک کوشش کی تھی۔ لیکن ہار گئے۔ میں اپنی شکست تسلیم کرتی ہوں۔ اور مجھے کسی طرح کی شکایت بھی نہیں ہے کیونکہ دنیا میں ہر ایک کام کا نتیجہ کامیابی یا ناکامی دو صورتوں میں سے کسی ایک میں ہی نکل سکتا ہے۔ آپ نے ہمیں موقعہ واردات پر موجود پالیا اب اختیار ہے جو سلوک آپ چاہیں ہم سے کریں۔ لیکن سب سے زیادہ افسوس صرف اس بات کا میرے دل کو ہے" یہ کہتے ہوئے اس کی خوشنما رسیلی آنکھیں آبگوں ہو گئیں۔ اور آنسوؤں کے موٹے موٹے قطرے اس سیاہی کی لکیریں پیدا کرتے جو ان میں داخل کی گئی تھیں۔ رخساروں پر بہنے لگے اس کے پتلے سرخ ہونٹ تھرتھرانے اور آواز لرزش کا اثر لئے تھی۔ تاہم سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے اس نے کہا۔" اور میں کبھی اپنے آپ کو اس بات کے لئے معاف نہ کرسکوں گی کہ میں نے ہی اس کو اکسایا اس نے پیشتر کسی موقعہ پر اس طرح کا...... کم از کم اتنا بڑا کام نہ کیا تھا۔ اور نہ وہ اس کے لئے آمادہ ہوتا۔ اگر میں تحریک نہ کرتی"

لڑکی کے منہ سے نکلا ہوا ہر ایک لفظ سمتھ کے چہرہ کے آثار حیرت کو زیادہ بڑھا رہا تھا۔ ایک دو مرتبہ اس نے کچھ کہنے کی کوشش کی۔ لیکن پھر کسی خیال سے رک گیا۔ اور نوجوان عورت نے اس بڑھتے ہوئے جوش کے زیر اثر جو اس پر طاری تھا۔ اپنی تقریر اس طرح جاری رکھی:۔

"آپ مجھ سے واقف نہیں ہیں نہ میں آپ کو جانتی ہوں لیکن بو سٹریٹ کی کوتوالی میں پولیس کے اکثر اہلکار مجھ سے واقف

ہیں میں نے ہی اس کو اس کام پر آمادہ کیا تھا۔ اور وہ بھی اس طرح کہ آج دوپہر کو جب ہم ایک رسٹورانٹ میں کھانا کھانے گئے تو اس نے صندوق کا ذکر مجھ سے چھیڑا کہنے لگا۔ کو۔ ین والے صندوق کو کھولنے سے جتنا مال برآمد ہوا تھا۔ اگر اس سے آدھا بھی اس سے نکلے تو پھر ہم دونوں امریکہ چلے جائیں گے اور اس جگہ رہتے ہوئے اطمینان اور فراغت کی زندگی بسر کر سکیں گے"

سیاہ! دلوں میں چھپی ہوئی بجلی جس طرح چمک پیدا کر کے اندھیرے کو دفعتاً زائل کر دیتی ہے۔ اس طرح کا اثر ان لفظوں نے میرے کندی میں آئے ہوئے ذہن پر پیدا کیا۔ بالکل ہی نیا خیال میرے دماغ میں پیدا ہوا۔ میں دیکھ چکا تھا کہ مرنے والے نے مصنوعی سیاہ بالوں کی ٹوپی اوڑھ رکھی تھی۔ اور گو میں نے اس کو اتار کر نہ دیکھا تھا۔ تاہم ایک ہلکی سی جھلک مجھے اس ٹوپی کے نیچے چھپے ہوئے سنہرے بالوں کی دکھائی دے گئی تھی۔ اس کے علاوہ جب ہم آخر میں اس نے آنکھیں کھولیں۔ تو مجھے اس کے بگڑے ہوئے چہرہ کے آثار میں کوئی بات پہچانی ہوئی نظر آئی تھی ۔:۔

"سمتھ" میں نے پہلی مرتبہ گفتگو میں حصہ لے کر جوش آمیز لہجہ میں کہا "اب یہ معما میری سمجھ میں آگیا۔ وہ آدمی میر سٹین کے محبوب لیوی سن کے سوا کوئی دوسرا نہیں۔ کیا سمجھ گئے؟"

سمتھ کے دانت بجنے سے بدستور آواز پیدا ہوئی عجب طرح کی نظروں سے میرے منہ کو تکتے ہوئے کہنے لگا ۔:۔

"پیٹرک میں بے شک سمجھ گیا مجھ سے بڑی بھول ہوئی کہ اب تک ایک بالکل ہی غلط راہ پر چلتا رہا ۔:۔"

جوان عورت ہماری گفتگو سے بے خبر کرسی پر بیٹھی سسکیاں لے لے کر رو رہی تھی۔ اس کے ہلتے ہوئے شانے اس کے سینہ میں دبے ہوئے جوش کے مظہر تھے۔۔

"میرا خیال یہ کہتا ہے" میں نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا" کہ اس لڑکی کے بہکانے سے وہ صندوق چرانے کے لئے آیا۔ یہ عورت اپنے منہ سے تسلیم کر چکی ہے۔ کہ اس کا پتہ کیا ہے اکثر چوروں اور نقب زنوں سے اس کا واسطہ پڑتا رہا ہے۔ اسی نے اس کو لالچ دیا۔ کہ وہ اس کی مدد سے صندوق اٹھا لائے۔ لیکن جو بات اب تک میری سمجھ میں نہیں آئی یہ ہے" میں نے اپنے سامنے ایک نئی دیوار حائل ہوتے دیکھ کر کہا۔ "کہ اس کی موت کا سبب کیا ہوا۔۔۔۔"

"کیا کہتے ہو۔۔۔۔ موت؟"

یہ الفاظ لڑکی نے چیختی ہوئی آواز میں کہے تھے معلوم ہوتا تھا۔ میرے اس بیان نے وہی اثر اس کے دل پر کیا ہے جو صاعقہ کے گرنے سے ہوا کرتا ہے۔ وہ گھبرا کر اٹھی لڑکھڑاتی اور اندھوں کی طرح دونوں ہاتھ آگے نکال کر ہوا میں کچھ ٹٹولتی ایک دو قدم آگے بڑھی۔۔

"اف میرے خدا" اس کے منہ سے بے بسی کے لہجہ میں مری ہوئی آواز سے نکلا" کس نے کہا۔ وہ مر گیا! ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں میں نہیں مانتی۔۔۔۔!"

فقرہ نا تمام ہی رہ گیا۔ اور اس نے دیوانوں کی طرح ایک پُر زور قہقہہ لگایا۔ پھر دونوں ہاتھ اپنے گلے کی طرف لے جا کر یوں لڑکھڑاتی گویا اس کا دم گھٹتا جا رہا تھا۔ اور یقیناً گر جاتی اگر میں اپنے

بازوؤں کا سہارا دے کر نہ روک لیتا۔:

اس کے بعد جب میں اس بے ہوش حسینہ کو کمرے
میں پڑے ہوئے صوفہ پر لٹا چکا۔ اور سمتھ کی طرف مڑا تو وہ
میرے آخری سوال کا جواب دیتے ہوئے آنکھوں میں آ
کر کہنے لگا۔:

"بیرٹی اس کا حال بھی مجھ کو معلوم ہو گیا"

باب ۶

ہیبت ناک راز

وہ لیوی سن ہی نکلا۔

جب ہم نے اس مصنوعی بالوں کی ٹوپی اُتاری اور اس
بگڑے ہوئے خط و خال کو پہلی مرتبہ غور کر کے دیکھا تو صاف معلوم ہو گیا
کہ بدنصیب مرنے والا مسٹر میرسٹین کے محرر لیوی سن کے سوا کوئی
نہ تھا۔:

"وہ کیا الفاظ تھے۔ جو اس کے منہ سے نکلے تھے؟" نے لینڈ سمتھ
نے دفعتاً مجھ سے پوچھا" میں تو اس وقت نشست گاہ میں تھا اس
صاف نہیں سن سکا۔ لیکن خیال ہے اس نے انار سے ملتا جلتا کوئی
کہا تھا"

"ہائے سنہری انار" یہ لفظ تھے جو اس کے منہ سے نکلے تھے"

نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک تلخ قہقہہ لگایا "میرے خیال میں اس کے حواس چونکہ بجا نہ رہے تھے۔ اس لئے نہ جانے یہ بے معنی الفاظ کہہ دیئے۔ ورنہ ان کا اس کی موت سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟"

"معاف کرنا میرا یہ خیال نہیں"

وہ تیز چلتا کمرہ نشست کی طرف گیا۔

دس منٹ اب تک نچلی منزل کے کمرہ میں مرنے والی عورت کے متعلق کچھ ضروری کارروائی عمل میں لا رہا تھا۔ چنانچہ میں اور سمتھ دونوں کمرہ میں جا کر برنجی صندوق کے پاس کھڑے ہو گئے۔

یکایک میرے دوست نے فیصلہ کن لہجہ میں کہا۔

"اب میں اس صندوق کو کھولنا چاہتا ہوں"

اس کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کتنے تعجب انگیز تھے!

"آخر اب کس لئے؟" میں پوچھے بغیر نہ رہ سکا "آپ تو کہہ رہے تھے اس صندوق کو ہرگز نہ کھولا جائے۔ اب کیا وجہ پیش آئی ہے کہ آپ نے اپنا ارادہ بدل لیا؟"

"وجہ معقول ہے اور عنقریب ظاہر ہو جائے گی!" اس نے پراسرار لہجہ میں جواب دیا "رہ گیا میرے ارادہ کی تبدیلی کا سوال تو وہ عیار بڈھا چینی جس سے میں یہ صندوق چھین کر لایا تھا۔ اس سے بہت زیادہ ہوشیار ثابت ہو رہا ہے جتنا پیشتر میرا خیال تھا"

کھلی کھڑکی کی راہ سے بگ بین کے گھڑیال کی مدھم سی آواز

کانوں میں آئی۔ اس وقت رات کے پونے دو بجے تھے۔ لندن پر بے خبری کی فضا طاری تھی۔ ہمارے چاروں طرف شہر غدار اس طرح کی نیم خوابی کی حالت میں پڑا سوتا تھا۔ جیسے وہ اکثر سویا کرتا ہے۔ کئی طرح کی ملی جلی آوازیں پھیلی ہوئی دھند کی راہ سے مدھم ہوکر سنائی دے رہی تھیں۔ سمتھ اس پُراسرار صندوق کو کھولنے میں مشغول تھا۔ اور میں پاس بیٹھا سب کچھ دیکھ رہا تھا۔:۔

اس نے کئی طرح کے بٹن جو اس صندوق میں لگے ہوئے تھے کبھی اندر کو دبائے کبھی ان کو باہر کی سمت میں کھینچا کبھی ان کو ادھر اُدھر گھمایا لیکن کامیابی حاصل نہ کرسکا۔ یونہی رات گذرتی چلی گئی حتےٰ کہ ٹھیک تین بجے انسپکٹر ڈے متھ نے دروازے پہ دستک دی۔:۔

میں نے خود جاکر دروازہ کھولا۔ اور وہ بھی ہمارے پاس آکر کھڑا ہوگیا۔:۔

گفتگو ختم ہو چکی تھی۔ اس طرح کچھ عرصہ اور گزرا اور انجام کار اس وقت جب لندن کی لاتعداد گھڑیاں اپنی لوہے کی زبان سے چار گھنٹے کی منادی کرنے لگی تھیں۔ ایک ہلکی سی آواز پیدا ہوئی اور صندوق کھل گیا۔:۔

دے متھ اور میں دونوں مشتاقانہ آگے جھکے اور سمتھ کے پیچھے کھڑے ہوکر دیکھنے لگے کہ صندوق کے اندر کیا ہے۔:۔

معلوم ہوا سیاہ لکڑی کا بنا ہوا ایک دوسرا ڈھکنا اور ہے اور اس ڈھکنے کے ساتھ ہینڈل یا لٹو کا کام دینے کے لئے وہ نہایت

نفیس اور خوشنما بنے ہوئے سنہری اتار لگے ہیں!

وسے منتھ ان کو دیکھ کر کہنے لگا" مسٹر سمتھ غالباً یہ لٹو اس دوسرے ڈھکنے کو اٹھانے کے لئے لگانے گئے ہیں۔ دیکھئے ان میں سے ہر ایک کے اندر اس قسم کے پولے تشگاف ہیں جن میں انگلیاں داخل کی جاسکتی ہیں ..

لیکن سمتھ چپ چاپ کسی گہری سوچ میں پڑا ہوا اس دوسرے ڈھکنے کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے خفیف سی کوشش بھی اسے کھولنے کے لئے نہ کی۔

"اب تامل کیوں ہے؟" میں نے پُرجوش لہجہ میں پوچھا" اس دوسرے ڈھکنے کو کھولئے تاکہ اندر کا حال معلوم ہو"

"میں چاہتا ہوں آپ دونوں حضرات ایک منٹ کے لئے میرے ہمراہ کمرہ خواب میں چلیں۔ اس نے بالکل ہی بے تعلقانہ جواب دیا آیئے انسپکٹر وسے منتھ ....."

وہ آگے آگے ہو لیا۔ اور ہم اس کے پیچھے چلتے اس مقام پر گئے جہاں بدنصیب لیوی سن کی لاش بستر پر پڑی تھی۔

ذرا اس طرف آ کے اس کی انگلیاں بغور دیکھئے" نے لینڈ سمتھ نے متین لہجہ میں کہا ..

میں نے جب آگے جھک کر دیکھا۔ تو معلوم ہوا مرنے والے کے ہاتھ کی انگلیاں غیر معمولی طور پر سوجی ہوئی تھیں۔ اور ان میں سے ایک تو سخت بے رنگ اور بدنما ہو چکی تھی۔ معلوم ہوتا تھا ناخن سے لے کر اوپر کی طرف کوئی گھاؤ اس میں پیدا ہوا ہے پھر ایک مرتبہ

میں نے متوفی کے بھیانک چہرہ کی طرف دیکھا اور اپنے بدنی لرزہ کو ضبط کر سکا۔ اس لئے کہ صورت اتنی ڈراؤنی تھی کہ دیکھی نہ جا سکتی تھی اس کے بعد میں سمتھ کی طرف مڑا جو حالت انتظار میں اپنی تیز چمکیلی آنکھوں سے میری طرف تک رہا تھا۔۔

اس نے اپنی جیب سے ایک چاقو نکالا۔ جس میں کئی طرح کے مختلف آوزار لگے تھے۔ اور ایک چیز آنکڑے کی طرح بنی ہوئی اس میں شامل تھی۔۔

"پیبڑی" مجھ سے اس نے کہا" تمہارے پاس بٹن ہک یا کوئی اور چیز تو نہیں ہے ؟"

"کیا اس سے کام نہ چلے گا ؟" انسپکٹر وے متھ نے اپنی جیب ہتھکڑی نکال کر پوچھا فی الحال یہ چیز بے کار ہے" اس نے معنی طریقہ پر اس کے ساتھ ہی اضافہ کیا۔۔

"بے شک یہ خوب رہے گی" سمتھ نے خوش ہو کر کہا چاقو کو دوبارہ بند کرکے جیب میں ڈالتے ہوئے اس نے ہتھکڑی متھ کے ہاتھ سے لے لی پھر کمرہ نشست میں واپس جا کر اس کے دونوں حصوں کو کھولا اور دونوں کے لئے حصوں کو اس پولی جگہ میں داخل کیا جو سنہری اناروں میں بنی تھی۔ ایسا کرنے کے بعد اس نے ہتھکڑی کے لوہے کو زور سے اوپر کھینچا۔ صندوق کے اندر کسی کل کے گھومنے کی آواز گڑگڑ کرتی سنائی دی اور ڈھکنا فوراً کھل گیا اس وقت ہم نے دیکھا۔۔۔۔

لیکن کیا آپ یقین کریں گے ؟ اس قدر احتیاط کے ساتھ بند

"سمتھ" میں نے گلو گرفتہ آواز میں کھلا ہوا فارم ہاتھ میں لئے اپنے دوست سے کہا۔ "کرامسنا انگلستان آنے لگی ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ وہ کل کے جہاز نکو بارسے اس جگہ پہنچے گی"

"کیا کہتے ہو!" نے لینڈ سمتھ نے اب اپنی باری پر گھبرا کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔" اس کو کس نے آنے کے لئے کہا۔ اور اگر بالکل ہی....."

تار کا چپراسی حیرت سے منہ کھولے ہماری بے معنی گفتگو سن رہا تھا۔ میں نے جلدی سے رسید پر دستخط کرکے اس کو رخصت کیا اور جب دروازہ بند ہوچکا۔ تو اپنے دوست کی طرف مڑ کر پوچھا:۔

"کیا کہنے لگے تھے آپ؟"

"میں یہ کہہ رہا تھا کہ اگر وہ بالکل دیوانی نہیں ہوئی تو یقیناً کسی سے ڈر کر وہاں سے بھاگی ہے"

میرے سینہ میں امید و بیم آرزو اور یاس کا ملا جلا طوفان برپا تھا۔

"سمتھ" میں نے رکتے ہوئے کہا "خطرہ مصر میں تو نہیں تھا۔ البتہ اس جگہ ضرور ہے۔ پھر کیا مصیبت پڑی تھی۔ کہ وہ مصر سے لندن روانہ ہوئی؟"

نے لینڈ سمتھ نے جیسا اس کی ہمیشہ کی عادت تھی اٹھ کر ٹہلنا شروع کردیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنے آپ کو اضطراب پر قابو پانے کے ناقابل پاکر کان کی لو کو زور زور سے کھینچنے لگا۔

انجام کار اس نے کہا: "سوال یہ ہے کیا وہ مصر میں رہتے ہوئے

محفوظ تھی ؟ یاد رکھو پیٹری ہمارا واسطہ سی فان کی اسی ہمہ گیر جماعت سے ہے۔ جس کے تار و پود مشرق کے تمام ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور جس کے کارکن قریب بعید اور وسطی مشرق میں یکساں پائے جاتے ہیں۔ اس لئے عین ممکن ہے مصر میں بھی اس کی کوئی شاخ قائم ہو اور اس کے کارکنوں کی طرف سے۔ ۔ ۔ ۔"

"لیکن ڈاکٹر فو مانچو۔ ۔ ۔ ۔"

"ڈاکٹر فو مانچو زندہ اور صحیح سلامت ہے پیٹری میں اپنی وجدانی بنا پر یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ کمبخت جس کو ہم مردہ تصور کر رہے تھے زندہ اور محفوظ ہے۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ اس ہولناک آتش زدگی سے جس کا حال تم کو یاد ہوگا۔ کیونکر بچ کر نکلا۔ وہ ایک طرح افسران اعلےٰ کا ایک نائب ہے۔ جس نے لندن کو اپنا مستقر بنا رکھا ہے لیکن جس کی نگاہ مشرق اور مغرب دونوں پر یکساں جمی رہتی ہے۔ اور جس کے احکام ہر حصہ میں مساوی اہمیت رکھتے ہیں"

اس نے ایک مقام پر کھڑے ہو کر پائپ کی راکھ جھاڑی پھر تھوڑی دیر میرے منہ کو تکتے رہنے کے بعد معنی خیز لہجہ میں کہنے لگا:۔

" ہو سکتا ہے اس نے کسی طرح کی ہدایت اپنے کارکنوں کے نام قاہرہ بھیجی ہو ؟"

"خدا کرے وہ صحیح و سلامت انگلستان پہنچ جائے" میں نے دبی آواز سے کہا" سمتھ کیا ہم اتنے ہی بے بس ہو گئے کہ مہذب انگلستان کے وسط میں رہتی ہوئی اس شیطانی جماعت پر قابو نہیں پا سکتے۔

لیکن یاد آگیا آپ اس یوریشین بلی زری کو تو نہ بھولے ہوں گے؟"
سمتھ نے مسکراتے ہوئے اپنے سر کو صورت اثبات حرکت دی پھر کہنے لگا:۔
"اس عالی قدر خاتون کا حال مجھ کو یاد ہے"
"تو سنو اگر میری نظروں نے بالکل ہی دھوکا نہیں دیا تو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں آپ کی یہ عالی قدر خاتون پھر میدان عمل میں آئی ہے۔ میں نے گذشتہ چند دن کے عرصہ میں دوبارا سے دیکھا ہے ایک دفعہ اسی ہوٹل کے قرب وجوار میں اور دوسری بار بازار پکاڈلی میں ایک کرایہ کی موٹر کے اندر بیٹھا ہوا۔"
"تم نے اس کا ذکر پیشتر بھی مجھ سے کیا تھا" سمتھ نے بے پروائی سے جواب دیا "لیکن گو میں نے تحقیقات کی تاہم کوئی خاص معلومات حاصل نہیں کر سکا"
"خیر آپ کو بتا دینا میرا فرض تھا۔ کوئی آواز رہ رہ کر مجھ سے کہہ رہی ہے۔ کہ فو مانچو کا زرد پنجہ پھر ہماری طرف بڑھنے لگا ہے کاش ہم اس عورت زری کو گرفتار کر سکیں"
نے لینڈ سمتھ نے بڑے تکلف کے ساتھ اپنے پائپ کی چلم روشن کی پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔
"اے کاش۔ . . ." اور اس کے بعد دفعتاً جوش میں بھر کر اس نے اپنے بائیں ہاتھ کو مکا کی صورت میں داہنے ہاتھ پر مارا اور کہنے لگا:۔
"مصیبت یہی ہے کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے فی الحال یہی بہتر معلوم ہوتا

ہے۔ یہ کہ کرامنا کی آمد کا انتظار کیا جائے ممکن ہے اس سے کسی طرح کی معلومات حاصل ہوں۔ اس میں شک نہیں ہیں نے چند نظریئے قائم کئے ہیں۔ لیکن ابھی ان کی تصدیق کا موقعہ حاصل نہیں ہوا۔ شاید مستقبل قریب میں ایسا ہو سکے"

ہمیں کیا معلوم تھا۔ کہ تقدیر جیسے دوسروں کو مشکلات میں الجھا کر خوشی ہوتی ہے۔ کہیں پاس ہی کھڑی ہنستی تھی۔ اور ٹھیک اسی وقت جب ہم یہ گفتگو کر رہے تھے معاملات ایسی صورت اختیار کرنے لگے تھے کہ جس کی بدولت ہمیں نئی نئی آفتوں میں مبتلا ہونا تھا۔

جو حالت کسی بچے کے دل کی اس وقت ہوتی ہے جب اس سے وعدہ کیا گیا ہو کہ دن نکلنے پر ایک خوشنما کھلونا پیش کیا جائے گا۔ کم و بیش ویسی ہی میری ذہنی کیفیت اس رات جب میں سونے کے لئے لیٹا تھا۔ خوشی کا ایک ناقابل اظہار اثر دل پر طاری تھا۔ اور گو اس میں خوف کا عنصر بھی ملا ہوا تھا تاہم اس خیال سے بے حد مسرت تھی کہ عنقریب میں اپنی پیاری کرامنا کو پھر سے دیکھوں گا۔ انہی امیدوں کے جوش میں رات کو نیند بھی نہ آئی۔ جب کبھی تھوڑی دیر کے لئے آنکھ لگی بھی تو کرامنا کی لوچدار آواز نے ہو کر فوراً بیدار کر دیا بار بار مجھ کو فضا میں اس خوشبو کا احساس ہوتا تھا۔ جو پہلی مرتبہ اس وقت میں نے سونگھی تھی جب مشرق کی اس قابل فخر نازنین سے میرا پہلا واسطہ پڑا۔ سوتے میں نرم نرم ہاتھ مجھے مس کرتے معلوم ہوتے تھے۔ اسی طرح خواب اور بے داری اور امید و بیم کی حالت میں میں نے وہ رات بسر کی۔

خیال ہے پچھلے پہرہ میں گہری نیند آگئی ہوگی کیونکہ جب میں نے چونک کر آنکھ کھولی. تو ایسا معلوم ہوتا تھا. کوئی میرے شانہ کو پکڑ کر زور زور سے ہلا رہا ہے۔
میں گھبرا کر سیدھا بیٹھ گیا. نیم خواب کی سی حالت میں بھی معلوم ہوتا تھا. کوئی خطرہ عظیم پیش آنے لگا ہے۔ میری گھبرائی ہوئی نظروں کو کمرہ بھی زرد اور سنسان نظر آیا۔ حالانکہ بعد میں پوری طرح ہوش مند ہونے پر معلوم ہوا. کہ کھڑکی کی راہ سے داخل ہونے والی دن کی روشنی نے برقی لمپ کی روشنی سے مل کر یہ دھوکا پیدا کیا تھا۔۔
خطرہ بھی ذہنی اور فرضی تھا. کیونکہ جس آدمی نے مجھ کو جگانے کی کوشش کی وہ نے لینڈ سمتھ کے سوا کوئی اور نہ تھا۔ اور وہ اس وقت نیم ملبوس میرے سرہانے کھڑا کہہ رہا تھا۔
" اٹھو پیٹری کل تم جن اندیشوں کا ذکر کر رہے تھے وہ حقیقی صورت اختیار کرنے لگے ہیں۔ اور اس زرد شیطانی جماعت کے کارکنوں نے اپنی ہولناک تجویزوں کو عملی صورت دینا شروع کر دیا ہے"
"کیا کہتے ہو سمتھ؟" میں نے پُر وحشت انداز سے پوچھا اور اس کے ساتھ ہی بستر سے اچھل کر دہیں اپنے دوست کے سامنے کھڑا ہو گیا۔" کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ . . . . ؟"
"نہیں بھائی نہیں" اس نے اپنا ہاتھ میرے شانہ پر رکھتے ہوئے کہا" تمہاری کرامنا کے متعلق ابھی تک کوئی خبر نہیں ملی۔ البتہ انسپکٹر ویمتھ باہر کھڑا انتظار کر رہا ہے۔ وجہ یہ کہ مسٹر بالڈون فربرنہ عدم پتہ ہوگئے۔ . . . "
میں نے آنکھیں ملنی شروع کیں اس ذریعہ سے میں اپنے دماغ کو اثر خواب سے باہر نکالنا چاہتا تھا۔۔

"کون سر بالڈون فریزر!" میں نے متعجبانہ کہا۔" وہ جو ہاف مون اسٹریٹ میں رہا کرتے تھے۔ لیکن ہوا کیا۔ ۔ ۔ ؟"

"اس کا حال خدا کو بہتر معلوم ہے" سمتھ نے گھبرائے ہوئے لہجہ میں جواب دیا" فی الحال اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ تمہاری وہی نام نہاد زردی گل رات ان کو اڑا کرلے گئی۔ کیونکہ اس وقت وہ بالکل عدم پتہ ہیں۔ اور اپنے پیچھے کسی طرح کا نشان تک نہیں چھوڑ گئے"

جب ہم سنگ مرمر کے زینہ سے اتر کر ہوٹل کی ڈیوڑھی میں پہنچے جہاں ویمتھ کھڑا انتظار کررہا تھا۔ تو ہر طرف گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ہوٹل کے سارے مکین پڑے سوتے تھے۔ صرف چند نوکر جنہیں شب بے داری کا فرض انجام دینا پڑتا تھا۔ کہیں کہیں بیٹھے اونگھ رہے تھے:-

"میں نے ایک موٹر کا انتظام کرلیا ہے" ویمتھ نے کہا" میں سکاٹ لینڈ یارڈ سے سیدھا آپ ہی کی طرف آیا ہوں کہ اکٹھے ہم لوگ موقعہ واردات پر چلیں"

"یہ تو سب ٹھیک ہے" سمتھ نے جواب دیا" لیکن کیا اس کا بھی آپ کو اطمینان ہے کہ آپ کی حاصل کی ہوئی موٹر لائق اعتماد ثابت ہوگی۔ کہیں ویسی ہی نہ نکلے جیسی پیشتر ایک بار میرے حصہ میں آئی تھی"

"جی نہیں آپ اس کے متعلق ہر طرح اطمینان رکھیں" ویمتھ نے مسکراتے ہوئے کہا" میں اس پر سوار ہوکر بارہا مقامات واردات پر جاچکا ہوں"

"خیر چلیئے" سمتھ نے قدم اٹھاتے ہوئے کہا:-

باہر جو بند موٹر کار کھڑی تھی۔ اس پر سوار ہو کر ہم لندن کے ویران بازاروں سے گزرنے لگے۔ بہت کم مزدور پیشہ لوگ یعنی وہ جنہیں اپنے کام کے سلسلہ میں بہت سویرے اٹھنا پڑتا ہے۔ سڑکوں پر چلتے پھرتے نظر آتے تھے۔ پھیکی دھندلی روشنی میں بازاروں کی صورت ہی بدلی ہوئی تھی۔ ہر طرف اس طرح کی اداسی پھیلی ہوئی جو میرے خیالات دلی سے بالکل متضاد تھی۔ کیونکہ نامور جراح سر بالڈون فریز کا انجام کچھ ہی کیوں نہ ہوا ہو اور ہمیں اس راز کے حل کرنے میں کیسی ہی دشواریاں کیوں نہ پیش آئیں بلا سے اگر ڈاکٹر فوبانچو زندہ صحیح سلامت اور لندن میں دوبارہ پہنچا ہوا ہو میرے لئے یہ خوشی کیا کم تھی۔ کہ میری کرامنا آج دن میں کسی وقت مجھ سے آ ملے گی . . . . جان سے پیاری کرامنا جس سے عنقریب میری شادی ہونے والی تھی !

کچھ اس طرح کے خود غرضانہ خیالات میرے دماغ پر مسلط تھے کہ میں نے انسپکٹر ڈے متھ کے ان الفاظ پر بالکل توجہ نہ دی جن میں وہ نے لینڈ سمتھ کو سر بالڈون فریز کی پراسرار گمشدگی کے حالات سے آگاہ کر رہا تھا۔ فی الحقیقت جس وقت ہماری موٹر ہاف مون سٹریٹ میں پہنچ کر اس نامی سرجن کے مکان کے باہر ٹھیری تو میں اصل مضمون سے جس کے سلسلہ میں ہمیں اس جگہ آنا پڑا بالکل ہی ناواقف تھا۔ .

باب ۸

تفصیلات

لیکن شہر کے بازاروں میں سناٹا ہو یا نہ ہو۔ عام خلقت پڑی سوتی ہو یا جاگتی اس جگہ کا نقشہ بالکل ہی بدلا ہوا تھا ہر طرف ایک ہنگامہ سا برپا۔ نوکر تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ڈیوڑھی کا گشت کرنے چلے آتے تھے اس امید پر کہ شاید اپنے آقائے نامدار کی گمشدگی کے متعلق کوئی نئی اطلاع سن سکیں ہر شخص کے چہرہ پر حیرت پریشانی اور گھبراہٹ کے آثار ہویدا تھے۔ اور بعض کی نظریں تو سہمی ہوئی دکھائی دیتی تھیں۔۔

جب عمارت کے اس کشادہ اور بلند کمرہ میں پہنچے جو کھانا کھانے کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ اور جس کا تمام فرنیچر بھاری شاہ بلوط کا بنا ہوا تھا تو دیکھا سر بالڈون کا معتمہ بیٹھا ہماری آمد کا انتظار کر رہا ہے۔ وہ ایک جوان آدمی تھا۔ بال ہلکے سنہرے چہرہ صاف نگاہ میں پھرتیلا پن لیکن فی الحال اس کی پیشانی پر فکر عظیم کا تکدر پایا جاتا تھا۔۔

"صاحب معاف کیجیے" اس نے ہمیں آتا دیکھ کر کہا "آپ کو ناوقت تکلیف دی گئی ہے۔ اور اس کے علاوہ بظاہر اس واقعہ پر اسرار کا اس معاملات سے کوئی تعلق بھی نظر نہیں آتا۔ جو فی الحال آپ کے پیش نظر ہیں۔۔۔۔"

نے لینڈ سمتھ نے ہاتھ کے اشارہ سے روکا اور کہا:۔

"مسٹر لوگن اطمینان رکھئے اگر اس معمے کے سلسلہ میں جو ہماری توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ کوئی خفیف سا سراغ پانے کے لئے ہمیں دنیا کے

دوسرے سرے پر پہنچنا پڑے تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں"
اتنے میں وے متھ آگے بڑھا اور کہنے لگا :-
" میں ہرگز مسٹر سمتھ کو تکلیف نہ دیتا اگر مجھے اس بات کا پورا یقین نہ ہو گیا ہوتا کہ کسی طرح کی چینی شیطنت اس معاملہ کی تہ میں پوشیدہ ہے۔ اور نہ میں آپ کو وہ تمام حالات بتاتا جو مسٹر سمتھ اور مسٹر پیٹری کی نہ ختم ہونے والی کوششوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر مجھ کو پورا یقین نہ ہو جاتا کہ آپ اس معمے کے حل میں جو ہم سب کے درپیش ہے۔ اپنے امکان بھر مدد کر سکیں گے"
" میں سمجھ گیا" لوگن نے جلدی سے کہا۔ اور اب چونکہ آپ کو اس بات کے لئے اصرار ہے کہ پہلے میں سب حال بیان کر دوں اس کے بعد ہی آپ ناشتہ کریں گے۔ اس لئے جو تھوڑی بہت کیفیت مجھ کو معلوم ہے ظاہر کئے دیتا ہوں"
" دیکھئے میں التجا کرتا ہوں۔ جہاں تک ممکن ہو اختصار سے کام لیجئے" نے لینڈ سمتھ نے اپنی کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور اس کے بعد آتشدان کے سامنے بے تابانہ ٹہلنا شروع کر دیا" ایسے اختصار سے کام لیجئے کہ کوئی بات چھپی نہ رہ جائے ہم اپنے تجربہ کی بنا پر معلوم کر چکے ہیں کہ بسا اوقات ایک آدھ گھنٹے کا وقفہ ہی اس سوال پر عظیم اثر پیدا کر سکتا ہے جو . . . . "
وہ کہتا کہتا رک گیا۔ پھر سر بالڈون کے معتمد کے چہرہ کو بغور تکتے ہوئے کہنے لگا :-
" جو کسی آدمی کی زندگی اور موت سے تعلق رکھتا ہو"

سٹرلوگن بڑے زور سے چونکا پھر کہنے لگا۔

"مسٹر سمتھ آپ نے تو مجھ کو ڈرا ہی دیا۔ حالانکہ جہاں تک میں نے غور کرکے دیکھا ہے۔ وہ پر اسرار مشرقی جماعت کا ذکر انسپکٹر ویٹ مئو نے کیا تھا، سر بالڈون کی موت سے کسی طرح کا فائدہ حاصل نہیں کر سکتی"

نے لینڈ سمتھ جلدی سے پیچھے مڑا۔ اور سر بالڈون کے سیکرٹری کی طرف غور بین نظروں سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"آپ سمجھے نہیں موت کی بھی قسمیں ہیں اس وقت جو کچھ میں نے بیان کیا آپ اس کے لفظی معنی نہ لیں میرے کہنے کا مطلب صرف یہ تھا کہ عین ممکن ہے وہ مرد سیاہ کا رجو ایک عظیم و پر اسرار مشرقی جماعت کا رہبر ہے۔ سر بالڈون فریز کو اغوا کرکے اندرون چین میں کسی مقام پر لے جائے وہاں ان کو غلام بنا کے رکھے۔ اور اس جگہ رہتے ہوئے سر بالڈون کو ہر معاملہ میں انہی لوگوں کی مرضی کے تابع ہونا پڑے .... میں پوچھتا ہوں یہ اگر موت نہیں تو کیا ہے؟ اور اس طرح کی واردا تیں بارہا اس سے پہلے ہو نہیں چکی ہیں؟"

"لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان لوگوں کو سر بالڈون سے کیا ہے ...."

"صرف یہ کہ سر بالڈون فریز ایک خاص قسم کے دماغی عمل جراحی کے ماہر سمجھے گئے ہیں" سمتھ نے فوراً جواب دیا" اور عین ممکن ہے کہ ڈاکٹر فومانچو کو کسی مطلب کے لئے ایسے ماہر فن آدمی کی ضرورت ہو .....
لیکن میرے خدا وقت گذرتا جاتا ہے" اس نے گھڑی دیکھ کر کہا" اور ابھی

تک مسٹر لوگن ہمیں آپ کی داستان سننے کا موقعہ نہیں ملا"

"اچھا سنیئے" نائب نے اپنی آنکھیں اس طرح بند کر کے کہا گویا اس طریقہ پر اپنے منتشر خیالات کو یکجا کرنا چاہتا تھا" جہاں تک میرا خیال ہے۔ ساڑھے بارہ بجے تھے۔ یہ شب گذشتہ کا واقعہ ہے۔ ٹھیک اس وقت ایک عورت آئی اور کہنے لگی مجھ کو ایک اشد ضروری کام کے لئے سر بالڈون سے ملنا ہے دار وغہ نے اس کو جواب دیا کہ سر بالڈون فی الحال مجمعہ احباب میں بیٹھے ہیں۔ اور دن نکلنے سے پہلے کسی مریض کے متعلق بات چیت کرنا پسند نہ کریں گے" لیکن وہ جم کر کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی "میں تو ان سے ملے بغیر نہ جاؤں گی" آخر دار وغہ نے مجھ کو بلایا۔ کیونکہ میں بھی اس گھر کے ایک کمرہ میں رہتا ہوں اور میں نے لائبریری میں اس عورت سے ملاقات کی . . . . "

"ذرا ٹھیریئے مسٹر لوگن" سمتھ نے قطع کلام کر کے کہا" اس عورت کا حلیہ جس قدر تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا سکے کیجئے"

" دیکھئے میں پوری کوشش کرتا ہوں" لوگن نے پھر ایک مرتبہ سابق کی طرح آنکھیں بند کر کے کہا" اس نے ایک عجیب طرح کی پوشاک پہن رکھی تھی جس کی تراش اہل مشرق کی پوشش سے زیادہ تر ملتی جلتی تھی۔ اپنے کانوں میں سونے کی بڑی بڑی بالیاں تھیں، لبادہ کے عوض اس نے ایک خوشنما شال اوڑھ رکھا تھا جس پر سفید رنگ کے پرندوں کی تصویریں کشیدہ کاری سے بنی ہوئی تھیں۔ مجموعی طور پر اتنا کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس کی پوشش اہل عرب سے ملتی جلتی تھی۔ شال کا ایک سرا اس نے برنوس کی مانند اپنے سر پر اوڑھ رکھا تھا۔ رنگت گندمی بال غایت

درجہ سیاہ خشک اور پھولے ہوئے لیکن سب سے زیادہ خوشنما اور دلکش اس کی سیاہ رسیلی آنکھیں تھیں۔ جیسی بیشتر کبھی میرے دیکھنے میں نہیں آئیں۔ بحیثیت مجموعی اس کا حسن ایک طرز خاص پر دلکشی رکھتا تھا۔ میں نے جب پہلی مرتبہ اس کو دیکھا تو بڑی دیر تک اس سوچ میں رہا کہ یہ عورت سوسائٹی کے کس طبقے سے تعلق رکھتی ہوگی . . . . . "

ہم ان سارے حالات کو گہری توجہ اور دلچسپی کے ساتھ سنتے رہے تھے اور باقی حال جاننے کے لئے سخت بے تاب تھے۔ کیونکہ جیسا اس داستان کے ناظرین نے سمجھ لیا ہوگا۔ حلیہ جو مسٹر لوگن نے بیان کیا اسی عورت کا تھا جس کا نام زرمی ہمیں بیشتر معلوم ہو چکا تھا۔

"جب اس عورت نے مجھ سے گفتگو شروع کی" لوگن نے سلسلۂ تقریر جاری رکھ کر کہا۔" تو میں نے فوراً معلوم کر لیا کہ وہ کوئی دو غیلی نسل کی شاید یوریشین عورت ہے۔ کیونکہ اس کی انگریزی ویسی ہی تھی جیسی اس نسل کے لوگ عموماً بولا کرتے ہیں" پھر کسی قدر رکتے ہوئے پُر حجاب انداز سے اس نے کہا۔"میں آپ لوگوں سے معافی کا خواستگار ہوں لیکن میری عادت ہے۔ اپنی کمزوری کو چھپا کر نہیں رکھتا۔ درحقیقت اس عورت نے کئی طریقوں پر اپنے حسن دلفریب کا اثر مجھ پر ڈالنے کی کوشش کی اور میرا خیال ہے وہ ایک حد تک کامیاب بھی ہوگئی۔ کیونکہ میں بھی آخر انسان ہوں اور ہر ایک آدمی کمزوری کا پتلا سمجھا گیا ہے بہر صورت میں اس کی ترغیب میں آکر اس بات کے لئے آمادہ ہوگیا کہ سر بالڈون کو اس کی اطلاع کرا دوں "

" مجھ کو معلوم ہے کہ سر بالڈون فریڈز عموماً ضبط انتظام کے بے حد پابند ہیں۔ لیکن اس وقت ما نومرے زور دینے سے یا عین ممکن ہے جو

غیر معمولی بڑی فیس عورت کی طرف سے پیش کی گئی تھی۔ اس کے باعث وہ اس بات کے لئے آمادہ ہو گئے کہ دوستوں کو رخصت کر کے اسی موٹر میں جس میں عورت سوار ہو کر آئی تھی اس کے ہمراہ چلے جائیں اور مریض کی حالت دیکھ کر جو کچھ مناسب نظر آئے کریں۔"

"اور کیوں بھلا وہ مریض تھا کون جس کا ذکر عورت نے کیا تھا؟" سمتھ نے جلدی سے پوچھا۔

"کہتی تھی۔ میری ماں کو ایک ہفتہ پیشتر لندن کے بازار میں کوئی حادثہ پیش آیا تھا۔ تبھی سے ڈاکٹری علاج جاری ہے لیکن اب اس طبیب نے رائے دی ہے۔ کہ سر بالڈون کو طلب کر کے ان کا مشورہ لیا جائے کیونکہ وہی اس بارہ میں بہترین صلاح دے سکتے ہیں کہنے لگی۔ معاملہ اشد ضروری ہے اور عین ممکن ہے فوراً ہی کسی عمل جراحی کی ضرورت ہو کیونکہ مریضہ کی جان بچانے کا سوال درپیش ہے"

"لیکن یہ تو غیر ممکن ہے۔ کہ سر بالڈون اس قدر جلد بغیر دیکھے بھالے عمل جراحی کرنے کو آمادہ ہو گئے ہوں اور آلات کا بکس بھی اپنے ساتھ لے گئے ہوں۔" میں نے حیرت آمیز لہجہ میں جواب دیا۔

"اس کے باوجود امر واقعہ یہی ہے۔ کہ عورت کے اصرار پر وہ اپنا بکس ساتھ لے جانے کو آمادہ ہو گئے" لوگن نے جواب دیا۔ "آخری الفاظ جو ان کے رخصت ہونے کے موقعہ پر مجھے ان کے منہ سے نکلتے سنائی دیئے یہ تھے۔ کہ میں تمہارے بار بار کے کہنے سے آلات تو لئے جاتا ہوں۔ تاہم کوئی آپریشن اس قدر جلد سارے حالات پر غور کئے بغیر نہیں ہو سکتا۔"

اتنا بیان کرنے کے بعد لوگن چپ ہو گیا اس کے چہرہ پر فکر و تشویش

اور ذاتی ندامت کے آثار نمایاں تھے۔

"اچھا یہ بتایئے۔ سب سے پہلے آپ کے دل میں شبہ کس طرح ہوا؟"

"سب سے پہلا شک میرے دل میں اس وقت پیدا ہوا جب سر بالڈون کے رخصت ہونے کے وقت ان کے پیچھے پیچھے ڈرائیو تک آیا" لوگن نے جواب دیا۔ "اس وقت میں نے ایک نہایت عجیب بات دیکھی۔۔۔۔۔"

"یعنی کیا؟" سمتھ نے جلدی سے پوچھا۔

"یہ کہ سر بالڈون تو موٹر کے اندر بیٹھے لیکن وہ عورت دروازہ بند کر کے باہر کی سیٹ پر ڈرائیور کے پاس جا بیٹھی اور ڈرائیور نے اسی وقت موٹر چھوڑ دی"

نے لینڈ سمتھ نے معنی خیز نظروں سے میری طرف دیکھا اور اس کے ساتھ ہی کہا۔

"پیٹرک وہی اگلے کا مسافر ہے" پھر لوگن کی طرف مڑ کر "اچھا اس کے علاوہ کوئی اور بات؟"

"دوسری بات جو میرے دیکھنے میں آئی۔ وہ اور بھی زیادہ تعجب انگیز تھی۔ اگرچہ اس کے متعلق میں پختہ یقین حاصل نہ کر سکا۔ تاہم میرا خیال یہ ہے کہ جس وقت موٹر چلنے لگی۔ اور سر بالڈون کے کھڑکی کے بند شیشہ کی راہ سے باہر کی طرف جھانکا تو مجھے ان کے چہرہ پر دہشت عظیم کے آثار دکھائی دیئے لیکن جیسا میں نے بیان کیا ہے میں اس بات میں کوئی بات یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔ اس لئے کہ عین ممکن

دروازہ میں لگی ہوئی روشنی میں جو کچھ مجھے دکھائی دیا۔ وہ ایک طرح کا نظری دھوکا ہو"

"اچھا خیر یہ تو ہوا" دسے متھ نے اس موقعہ پر گفتگو میں حصہ لے کر کہا۔ اب آپ یہ بتائیں کہ آپ کے مختلف اندیشیوں کی تصدیق کیونکر ہوئی ؟"

"میرا دل تو اسی وقت سے بے چین تھا جب سر بالڈون رخصت ہوئے" لوگن نے بیان کیا: "لیکن میں یہ کہہ کر اپنے آپ کو سمجھاتا رہا۔ کہ محض میرے جوش میں آئے ہوئے دماغ کا نتیجہ ہے۔ تاہم اطمینان کرنے کی غرض سے میں نے کوئی دو گھڑی بعد اس ڈاکٹر کو فون کر کے دیکھا۔ جس کا اس پراسرار مشرقی عورت نے معالج ہونا بیان کیا تھا"

"پھر اس کے بعد ؟" سمتھ نے پر شوق لہجہ میں پوچھا۔

"اس کا جواب یہ ملا۔ کہ اس طرح کا کوئی مریض میرے زیر علاج نہیں ہے۔ اور نہ میری کتابوں میں ایسا کوئی نام درج ہے اس سے لازمی طور پر میرے دل کی دہشت بڑھ گئی۔ لیکن چونکہ میں اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں میں احمق بنانا نہ چاہتا تھا۔ اس لئے میں نے کچھ وقت اور گزر جانے دیا۔ اور کسی سے ذکر نہ کیا۔ لیکن جب رات گذری اور دن نکلنے تک سر بالڈون نہ آئے تو میں نہ رہ سکا۔ اور اس وقت فیصلہ کر لیا۔ کہ اس کی رپٹ سکاٹ لینڈ یارڈ میں ضرور دینی چاہیئے۔ باقی حال آپ کو معلوم ہے اور اب آپ ہی اس معمے کو سلجھا سکتے ہیں"

باب ۹

تعاقب اور اس کا انجام

"میری تو عقل حیران ہے" نے لینڈ سمتھ نے تھکے ہوئے لہجہ میں کہا۔

تمباکو کے دھوئیں کی کثیف چادر ہمارے درمیان حائل تھی۔ اور دونوں بالکل بے بس آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

"ذرا غور کیجئے" اس نے بڑھتے ہوئے جوش کے ساتھ کہنا شروع کیا۔ وہ دو عیبلی عورت زرمی ایک ایسے نامور آدمی کو جیسے سر بالڈون فریزر ہیں۔ سب کے سامنے وسط لندن سے بہکا کر لے جاتی ہے۔ اور کوئی اس کا سراغ نہیں پا سکتا۔ میں تو یہ سوچ کر عرق ندامت میں غرق ہوا جاتا ہوں۔ کہ نیو سکاٹ لینڈ یارڈ اپنے لامحدود وسائل کے باوجود اب تک اس موٹر کا پتہ پانے کے قابل نہیں ہوا جس پر سر بالڈون فریزر کو ان کے مکان سے لے جایا گیا تھا۔ اب تک ہم کوئی بات معلوم نہیں کر سکے۔ اتنا بھی تو نہیں جان سکے کہ اس خوفناک جماعت کا صدر مقام کہاں واقع ہے جس کے کارکن اس بے باکی سے کام کرتے پھر رہے ہیں۔ اف میرے خدا یہ سوچ کر دماغ کو جنون کا احساس ہونے لگتا ہے۔ کہ اس وقت جب ہم بے بسی کے عالم میں بیٹھے ایک دوسرے کا منہ تک رہے ہیں وہ لوگ بیچارے سر بالڈون فریزر کو کہاں سے کہاں لے جا رہے ہوں گے۔ اور ان سے کس طرح کا سلوک روا رکھا جاتا ہوگا" پھر میری طرف مڑ کر "پیٹرک! تم کیا خیال کرتے ہو؟"

میں ایک لمبی آہ کھینچ کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہو گیا۔ میں اپنے خیالات کا کیا اظہار کرتا۔ ایک اس طرح کی بھاری مصیبت خود مجھ پر نازل ہو چکی تھی۔ دنیا بھر کی چھوٹی بڑی مصیبتیں جن کے سامنے ہیچ تھیں۔ فی الحقیقت میں اب تک صدمہ کی شدت پوری طرح محسوس نہ کر سکا تھا۔ اس لئے کہ کسی سانحہ کی تازہ اطلاع آدمی کے دل میں وہ کیفیت پیدا نہیں کرتی جو اس کی یاد کرتی ہے میری ذہنی کیفیت کندی کی حالت میں تھی۔ دماغ اس طرح دھندلا ہو رہا تھا کہ میں کوئی فیصلہ کن رائے قائم نہ کر سکتا تھا۔

اورنٹیل بحری کمپنی کا جہاز بحوبار وقت مقررہ پر ٹلبری کے گھاٹ پر لنگر انداز ہو چکا تھا۔ میں صدہا خوشیوں کا احساس دل میں لئے اپنی گرلمنا سے ملنے اس کے صحن پر پہنچا لیکن . . . . .

میں نے اپنی عمر میں کئی طرح کے بھاری صدمے اٹھائے ہیں لیکن سچ کہتا ہوں کہ وہ جو اس وقت پیش آیا شدت کے اعتبار سے ان سب پر غالب تھا۔ یہ ایک اس طرح کی مصیبت تھی جس نے گذری ہوئی تمام آفتوں کی یاد دل سے محو کر دی۔

صحن جہاز پر پہنچ کر مجھ کو معلوم ہوا کہ جس وقت جہاز سوتھیمپٹن پہنچا تو وہ اس سے اتر کر نہ جانے کدھر چلی گئی۔

"غریب آفت رسیدہ بیبڑی" سمتھ نے میری دلی کیفیت کا اندازہ کرتے ہوئے اپنا ہاتھ ہمدردانہ میرے شانہ پر رکھ کر کہا۔ "امید کو ہاتھ سے نہ دو۔ خواہ کچھ ہو میں اس قابل ہوں۔ میں دم آخر تک ہار ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں"

"سمتھ میرے دوست" میں نے تلخ لہجہ میں کہا۔ "آپ کو شاید

کامیابی کی کوئی امید ہو مجھے تو قطعاً نظر نہیں آتی خیال تو کیجئے۔ اب تک ہمیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ وہ لوگ کس مقام پر چھپے بیٹھے ہیں یا کس طرح کا سراغ ہی ہمیں حاصل ہے جس کی بنا پر ہم ان کا کھوج لگا
اس نے اپنے دونوں ہاتھ تسکین بخش انداز سے میرے ... پر رکھ دیئے۔ اور اپنی گہرے رنگ کی آنکھیں میری آنکھوں ... ہوئے کہنے لگا:۔
"میں پھر یہی کہتا ہوں کہ ہمیں حوصلہ نہ ہارنا چاہیئے۔ تم تو ... سے پہلے کبھی اتنے نہ گھبرائے تھے۔ جتنا اب میں دیکھ رہا ہوں۔ ہمت رکھو خدا ضرور کامیابی دے گا۔ میں ایک کام سے باہر جا رہا ہوں۔ شاید گھنٹہ سوا گھنٹہ تک واپس آؤں گا۔ اس وقت شاید میں کوئی خبر لا کر دے سکوں"۔
سمتھ کے رخصت ہو جانے کے بعد میں بڑی دیر تک خیالات کے سمندر میں ڈوبا ہوا غوطے کھاتا رہا کئی طرح کے برے برے خیالات دل میں پیدا ہو رہے تھے۔ انجام کار یہ سوچ کر اٹھا کہ اس طرح اور بے کار بیٹھنا اور بھی زیادہ باعث اذیت ہے کچھ نہ کچھ کرنا چاہیئے۔ اس سے اگر کچھ نہیں تو کم از کم خیالات تو کسی اور جگہ لگنے لگیں گے۔
رات اندھیری تھی۔ اور پانی برس رہا تھا۔ لیکن مجھے عناصر کی زیادہ پرواہ نہ تھی۔ اپنا بھاری اوور کوٹ پہن کر میں باہر گیا۔ مقصد اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ بازاروں میں گھومتے پھرتے کم از کم ان خیالات سے پیچھا چھوٹ جائے گا۔ جو میرے -

سوہان روح تھے۔ یہ سوچ کر میں لندن کی بھیگی ہوئی دلدلی سڑکوں پر چلنے لگا ۔:۔

نہیں کہہ سکتا بے خبری میں میرے قدم کس کس طرف کو اٹھے لیکن اندازاً معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں بازار سٹرینڈ اور چوک ٹریفالگر سے گذر کر ہے مارکٹ کے رستہ پکاڈلی سرکس سے ہوتا ہوا۔ ریجنٹ سٹریٹ میں جا نکلا تھا۔ کیونکہ اب جو میں نے نظر اٹھا کر دیکھا۔ میسرز لبرٹی کی مشہور دوکان کی کھڑکیوں میں لٹکے ہوئے مشرقی قالین دکھائی دے رہے تھے اس وقت پہلی مرتبہ ایک واقعہ پیش آیا جس نے میری سوتی ہوئی روح کو بیدار کر دیا۔ اور نیم بے خبری کی جو کیفیت مجھ پر طاری تھی۔ وہ آن واحد میں دور ہو گئی ۔:۔

کسی عورت کی آواز یہ کہتے سنائی دی "ڈرائیور سے کہہ دو۔ اینڈرسن ورتھ کامن کے شمالی حصہ کی طرف سے چلے"

انگریزی شکستہ اور الفاظ بے جوڑ تھے۔ لیکن جس چیز نے میرے اندر بجلی کی سی لہر پیدا کی وہ بولنے والی کا لہجہ تھا۔ جس کو سنتے اور سمجھتے ہی میں آن واحد میں چوکنا ہو گیا ۔:۔

پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو متکلم عورت پیدل چلنے کی پیٹری سے کرایہ کی موٹر پر سوار ہو رہی تھی۔ دروازہ کے سامنے لگا ہوا دوکان کا ایک نوکر چھتری تانے کھڑا تھا۔ اور جن لفظوں کا میں نے ذکر کیا ہے۔ وہ ہدایت کے طور پر اسی کو مخاطب کر کے کہے گئے تھے ۔:۔

عورت کے موٹر میں سوار ہونے سے پہلے میں نے گیس لیمپوں کی روشنی میں صرف ایک جھلک اس کی دیکھی لیکن میرے لئے

وہی ایک کافی تھی۔ بلکہ سچ پوچھئے تو میں دیکھنے کے بغیر آواز سے پہچان کرتا تھا
کہ عورت کون ہے۔ لیکن جب میں نے اس کی خوش قد لچکیلی ...
اس کی چال کی رعنائی جو مخصوص تھی دیکھنے میں آئی تو ہر طرح کے ...
ذہن سے خارج ہو گئے ۔

یہ عورت زرمی تھی!

موٹر کے روانہ ہوتے ہی میں اس اڈے کی طرف دوڑا جو قریب
واقع تھا۔ اور سب سے پہلے کرایہ کی جو موٹر نظر آئی بے تحاشہ ...
پر سوار ہو گیا ...

"یہ جو موٹر آگے گئی ہے۔ اس کے پیچھے چلو" میں نے جوش سے
تھراتی ہوئی آواز میں اپنے ڈرائیور سے کہا۔" اس کا نمبر دیکھ لو اور
مت جانا اگر اس کو نگاہ میں رکھ سکے تو دو پونڈ انعام دوں گا"

میرے کئے ہوئے وعدہ نے بظاہر موٹر چلانے والے کے دل
میں ایک نیا جوش پیدا کر دیا تھا کیونکہ اس نے حیرت انگیز ...
سے سب کام مکمل کرکے وہیل ہاتھ میں لے لیا اور موٹر کو کافی تیز ...
سے چلانے لگا۔ میں جو تھوڑی دیر پہلے بالکل گم سم بیٹھا تھا۔ اب ا...
سینہ میں ایک نئی طرح کا جوش محسوس کرنے لگا رہ رہ کر یہ خطرہ ...
کو بے قرار کرتا تھا کہ اگلی موٹر نظروں سے اوجھل نہ ہو جائے لیکن
شاید قسمت مہربان تھی یا میرا موٹر ڈرائیور غیر معمولی طور پر ہوشیار
بہر صورت اس نے اگلی موٹر سے صرف بیس گز کا فاصلہ دئے کر ...
تعاقب جاری رکھا۔ تاریک دلدلی بازاروں میں جہاں ہر طرف بھیگی ہوئی
چھتریوں کی چھت دکھائی دیتی تھی۔ ہم خلقت کے ہجوم کو چیرتے موٹر ...

اڑاتے چلے گئے۔ کچھ اس طرح کا جوش مجھ پر مسلط تھا کہ میری رگ رگ نس نس عمل کے لئے بے تاب تھی۔ میرے لئے سیٹ پر بیٹھے رہنا غیر ممکن ہوگیا تھا۔ رہ رہ کر میں آگے کی طرف دیکھنے لگتا لیکن خدا کا شکر ہے۔ کہ اگلی موٹر کے کھو ئے جانے کا جو اندیشہ میرے دل کو لگا ہوا تھا۔ اس نے حقیقی صورت اختیار نہ کی ۔:۔

اسی طرح تھوڑی دیر آگے پیچھے چلتا رہنے کے بعد دونوں موٹریں لندن کے زیادہ رونق بازاروں سے نکل کر مضافات کی نسبتاً تاریک سڑکوں میں جا پہنچیں۔ جہاں ہر گھڑی یہ دھڑکا لگا ہوا تھا کہ اگلی موٹر اب نظروں سے غائب ہوجائے گی۔ لیکن نہیں جب کبھی میں باہر نگاہ ڈالتا سڑک کے کنارے سے دور افتادہ لگے ہوئے لمپ کی روشنی میں وہ دوسری موٹر آگے آگے چلتی دکھائی دے جاتی ۔:۔

ومبلڈن دریٹھوکامن کے ایک نسبتاً ویران حصہ میں پہنچ کر زرمی والی موٹر کھڑی ہوگئی۔ اس پر میں نے اپنی موٹر کی نالی ہاتھ میں لے کر ڈرائیور سے کہا۔

"آگے نکال کر لے چلو بہت دور نہ جانا اور مناسب فاصلہ دے کر کھڑی کر لینا ۔:۔

اس نے تعمیل کی اور جب اس کے تھوڑی دیر بعد میں درختوں کے سایہ میں کھڑی ہوئی موٹر سے اترا تو بارش موسلا دھار ہونے لگی تھی۔ جہاں تک ممکن تھا۔ اپنے آپ کو اندھیرے میں چھپاتے ہوئے میں نے اس مقام کی طرف دیکھا۔ جہاں زرمی والی موٹر کے لمپ روشن نظر آتے تھے :۔

اپنے ڈرائیور کو وعدہ کے مطابق انعام دے کر رخصت کرتے ہوئے میں نے کہا:۔

" دس منٹ یہیں کھڑے ہو کر انتظار کرنا اگر میں تب تک واپس نہ آیا تو پھر چلے جانا "

پانی کے گڑھوں سے بھری ہوئی ناہموار سڑک پر چلتا میں اس مقام کی طرف ہولیا۔ جہاں دوسری موٹر زرمی کو اتارنے کے بعد اب پیچھے مڑنے لگی تھی۔ میں نے دیکھا زرمی اپنی دلفریب چال سے چلتی ایک روش کی طرف ہولی جو میدان سے ایک طرف کو جاتی تھی مناسب فاصلہ دے کر میں بھی اس کے پیچھے ہولیا۔:۔

موقعہ کی نزاکت اور اہمیت کو دیکھ کر میں اپنی ہر طرح کی کمزوریوں پر غالب آ چکا تھا۔ دماغ جو دو گھڑی پہلے کند اور تاریک تھا اب از سر نو روشن ہو گیا۔ یہ خیال رہ رہ کر سینہ میں چٹکیاں لیتا تھا کہ نجانے کونسی نئی دریافت عمل میں آنے والی ہے۔:۔

ہر چند میں اکیلا تھا۔ تاہم ان وسیع امکانات کا مقابلہ کرنے کے لئے جو موقعہ کے پردہ راز میں پوشیدہ تھے اپنے آپ کو ہر طرح کافی تصور کرتا تھا۔:۔

اس اثنا میں زرمی اکیلی بظاہر کسی دوسرے کی موجودگی سے بے خبر ویران اور غیر آباد رستہ پر چلتی گئی۔ ہم دو کے سوا دور نزدیک کوئی متنفس نظر نہ آتا تھا۔ اور بارش موسلا دھار ہو رہی تھی۔

اس طرح کے ناخوشگوار طوفانی موسم میں جبکہ ہر ایک ذی حیات آرام اور پناہ کی جگہ تلاش کر رہا تھا۔ ہم دونوں دشمنی اور عداوت کی

زنجیروں سے بندھے ہوئے آندھی پانی کی پروا نہ کرکے آگے پیچھے چل رہے تھے۔

میں پیشتر بیان کرچکا ہوں کہ میرے تمام قوا بیدار اور تیز تھے۔ اور میں اپنے آپ کو ہر طرح چوکنا اور پیش آنے والے واقعات کا مقابلہ کرنے کے قابل سمجھ رہا تھا۔ لیکن جیسا عنقریب آپ دیکھیں گے یہ میری بھول تھی۔ جوش کی حالت میں آدمی اکثر اپنے قوا کی قدر و قیمت کے متعلق مبتلائے غلط فہمی ہو جاتا ہے۔ غالبؔ یہی حال میرا ہوا۔ کیونکہ میں نے ایک نہایت معمولی احتیاط جو مجھ کو ہیدل قدم اٹھاتے ہی لازم تھی۔ نظر انداز کردی۔ میں جو دوسری عورت کا پیچھا کر رہا تھا۔ یہ نہ سوچ سکا کہ عین ممکن ہے کوئی میرے بھی پیچھے لگا ہو۔

بہر حال امر واقعہ یہ ہے۔ کہ دفعتاً کسی موٹے سے کپڑے کا بنا ہوا تھیلا جس سے تیز بو خارج ہوتی تھی۔ کسی نے چپ چاپ پیچھے سے آکر میرے سر اور گردن پر ڈال دیا۔ اور ایسا کرنے کے بعد فوراً ہی اس کو یوں مروڑ لیا۔ کہ میرا دم گھٹنے لگا۔

ایک دبی ہوئی چیخ غصہ اور دہشت کی بے اختیار میرے منہ سے نکلی اور آنکھوں کے سامنے شرارے سے اڑنے لگے . . . . دم بند ہونا شروع ہو گیا۔

میں بے اختیار لڑکھڑایا۔ اور وہیں بھیگی ہوئی سڑک پر ڈھیر ہو گیا۔

کتاب دوم ختم ہوئی

کتاب سوم

عمل جراحی اور اس کے بعد

باب ۱

دو نامور قیدی

ہوش میں آنے کے بعد سب سے پہلا احساس جو مجھ کو ہوا شدید درد سر کا تھا۔ یعنی اس طرح کا تیز درد گویا کوئی کلہاڑے کی مدد سے سر کو پھاڑ رہا ہو۔ اور جب اس کے بعد رفتہ رفتہ دماغ ازسرنو اپنے تخت پر جلوہ افروز ہونے کے قابل ہوا تو بہت سے بھولے ہوئے واقعات کی یاد تازہ ہو گئی میں نے اپنے آپ کو ایک دیوار کے ساتھ لگی ہوئی بھاری چوبی بنچ پر بیٹھے ہوئے پایا جس پر کسی طرح کی کھجوری چٹائی بچھی تھی۔ میرے ہاتھ پس پشت بندھے ہوئے اور میری بے بسی مکمل تھی۔ ہوش مندی اپنے ساتھ جو صدہا تکلیفیں لے کر آئی۔ ان کے وسط میں دو باتیں خصوصیت سے مجھ پر واضح ہوئیں :۔

اول یہ کہ میں کسی طرح کے کمرہ جراحی میں بیٹھا ہوں کیونکہ سامان فرنیچر میں سب سے نمایاں چیز آپریشن کی میز تھی۔ شیڈ دار لمپ اس پر معلق تھے۔ اور کئی طرح کے آلات جراثیم کش دوائیں پٹیاں وغیرہ

قریب ہی ایک میز پر جس کا تختہ کانچ کا بنا ہوا تھا پڑی تھیں۔
دوسری بات جو میں نے معلوم کی یہ تھی۔ کہ میرے علاوہ کوئی اور شخص بھی اس جگہ موجود ہے!
کمرہ کے دوسری جانب ویسی ہی بنچ پر بھاری جسمانی ساخت کا ایک اور آدمی بیٹھا تھا جس کے سیاہ بالوں میں سفیدی کی جھلک غالب تھی۔ اور جس کی موزونیت سے ترشی ہوئی داڑھی اور بلی ہوئی مونچھیں کالے اور سفید بالوں کا مجموعہ تھیں اس کے بھی ہاتھ پیٹھ کی جانب بندھے تھے۔ اور وہ بھی میری طرح میز کی سمت میں اس طرح کی نگاہ حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ جو دہشت کے اثر سے خالی نہ تھی۔
میں نے آن واحد میں اس کو پہچان لیا یہ سر بالڈون فریزر تھا!
اپنے خشک ہونٹوں کو زبان سے تر کرکے میں نے گلو گرفتہ آواز سے پوچھا" اوہ سر بالڈون۔۔۔ یہ کس طرح ممکن ہوا کہ آپ۔۔۔"
"کون ڈاکٹر پیٹری!" اس نے میری آواز پہچان کر کہا "خدا کے لئے اگر آپ کو اس جگہ کے کچھ حالات معلوم ہوں تو بتا یئے میں کہاں ہوں۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ کچھ لوگ مجھ کو اغوا کرکے لے آئے تھے۔ اور نشہ سونگھا کر مجھ کو بے ہوش کر دیا گیا۔۔۔ لیکن میرے خدا کیا اندھیر ہے کہ مجھ سے میرے مکان کے دروازہ پر اس طرح کی بدسلوکی روا رکھی گئی"
میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا لیکن ٹانگیں بری طرح لڑکھڑا رہی تھیں۔
" سر بالڈون" میں نے قطع کلام کرکے کہا" آپ پوچھ رہے ہیں۔ کہ اس کارروائی کا کیا مطلب ہے جان لیجئے۔ کہ اس کا مطلب صرف یہ ہے۔ کہ ہم دونوں اکثر

فو مانچو کے قابو میں آ چکے ہیں"

"سر بالڈون نے پُر وحشت نظروں سے میری طرف دیکھا اس کا چہرہ بے رنگ اور سفید اور فکر عظیم کے آثار لئے ہوئے تھا۔

"ڈاکٹر فو مانچو.... یعنی کیا!" اس نے بڑھتی ہوئی حیرت کے ساتھ پوچھا "یہ نام میرے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا" اس کا لہجہ اور انداز گہرے اضطراب کا مظہر تھا۔ "جب سے میری حراست کا آغاز ہوا ہے مجھ کو رہنے کے لئے ایک اچھی جگہ دی گئی ہے اور مجھ کو تسلیم ہے کہ ایک طریقہ پر انہوں نے میری خاطر داری بھی کی ہے۔ وہی شیطانیہ جو مجھ کو بہکا کر اس جگہ لائی تھی۔ گاہ بگاہ میری ضروریات معلوم کرنے کے لئے آتی ہے۔ لیکن اس کی بولی میری سمجھ میں تو نہیں آتی۔ کبھی کبھی میں خیال کرنے لگتا ہوں۔ کہ جو انجام کسی ماہر فن کا ہوا کرتا ہے وہی میرا ہونے والا ہے آپ سمجھ ہی گئے ہوں گے کیا"

"جی ہاں میں سمجھ گیا" میں نے آہستہ سے جواب دیا۔ "لیکن میرا واسطہ اس جماعت کے لوگوں سے بہت پرانا ہے۔ پھر بھی کئی بار میں یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہوں۔ کہ میرے حواس بجا نہیں۔ کیونکہ ان کی ہر ایک کارروائی عجیب و پُر اسرار اور بعید از فہم ہوا کرتی ہے"

"یہ جو کچھ آپ کہتے ہیں بے شک صحیح ہوگا" سر بالڈون نے سابق کی نسبت تیز تر لہجہ میں کہا۔ "لیکن آخر اس کارروائی کا مطلب کیا ہے میری تو عقل کام نہیں کرتی۔ بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے گویا خواب کی سی کیفیت پیش آ رہی ہو"

"بہتر ہوگا آپ اس خیال خام کو دل سے نکال دیں" میں نے کہا۔ "واقعات آخر واقعات ہیں اور آپ انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں،

رہ گئے ان کے معنی تو ان کو میں خود اب تک نہیں سمجھ سکا۔ دراصل میں نے یہ غلطی کی کہ۔۔۔"

"سننا کوئی چلا آرہا ہے!"

ہم دونوں مڑکر اس دروازہ کی سمت میں دیکھنے لگے جس کے آگے ایک خوشنما مطلا قالین پردہ کی طرح لٹکا ہوا تھا۔ غور کرنے پر معلوم ہوا کہ وہی ٹھک ٹھک کی آواز جو میں نے بعض موقعوں پر سنی تھی۔ اور اسا ساتھ ملی ہوئی گھسٹتی چال کی آواز کانوں میں آرہی ہے یقیناً کوئی شخص طرف کو چلا آرہا تھا:۔

یکایک پردہ ایک طرف ہٹا۔ اور زرمی داخل ہوئی۔ اس نے اپنی مست کالی آنکھوں سے ایک گھومتی ہوئی نظر چاروں طرف ڈالی۔ اس کے بعد پردہ کو ایک طرف ہٹا کر یوں کھڑی ہو گئی کہ معلوم ہوتا تھا کسی دوسرے آنے والے کے لئے رستہ تیار کر رہی ہے:۔

اس کے فوراً بعد وہ بھاری لاٹھیوں کا سہارا لئے ہوئے اپنے استخوانی بدن کو ایک حد تک رنج وہ تکلیف کے ساتھ متحرک کرتا ہوا نوما نچو داخل ہوا!

فوما نچو نئے روپ میں

میں نے اپنی زندگی میں کئی طرح کے سنسنی پیدا کرنے والے واقعات دیکھے ہیں اور ان کے اثرات گوناگوں میرے لوح دماغ پر باقی ہیں۔ لیکن سچ کہتا

ہیں اس وقت اپنے اس پرانے دشمن کو زندہ اور صحیح سلامت (گو کافی بدلی ہوئی حالت میں) دیکھ کر حیرت دہشت اور پریشانی کی جو لہر میرے بدن میں پھرتی معلوم ہوئی ویسی کبھی مجھ کو محسوس نہ ہوئی ہوگی۔ ہر چند نے لینڈ سمتھ نے باوقات مختلف مجھ کو اس بات کا یقین دلانے کی کوشش کی تھی کہ فو مانچو مرا نہیں اور میرے اپنے دل میں بھی حالات کو دیکھتے ہوئے یہ گمان پیدا ہوا کرتا تھا۔ کہ ممکن ہے وہ جلتے ہوئے مکان سے زندہ بچ کر نکل گیا ہو لیکن ایمان کی پوچھیے تو اگر مجھ کو کسی عدالت انصاف میں حلف لے کر جواب دینا پڑتا۔ تو یقیناً یہی کہتا۔ کہ وہ مر چکا ہے۔ لیکن یہ کوئی نظری دھوکا نہیں تھا جوش میں آئے ہوئے دماغ کی پیدا کردہ تصویر بھی نہیں تھی! زندہ اور صحیح سلامت وہی ڈاکٹر فو مانچو جس کی ذات میری زندگی کے بعض نہایت ہیبت ناک لمحات سے وابستہ تھی سامنے کھڑا تھا! اسی وقت جب میں اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں زور سے کس کر دانتوں کو مضبوط دبائے سکڑا سمٹا دیوار کے ساتھ لگا ہوا کھڑا تھا۔ اور مجھے اپنی کھوپڑی کے بال صحیح معنوں میں سیدھے کھڑے ہوئے معلوم ہو رہے تھے۔ وہ بڑی آہستگی اور تکلیف کے ساتھ چلتا کمرہ میں آگے بڑھا۔ لاٹھیوں کو حرکت دینے سے وہی نہ بھولنے والی ٹھک ٹھک کی آواز پیدا ہوتی تھی اور زرد پوشاک میں لپٹی ہوئی اس کی درازقامت قدم اٹھانے کی ہر نئی کوشش میں آگے کو جھک جاتی تھی۔ اس نے کھوپڑی کے گرد ایک پٹی باندھ رکھی تھی۔ جس سے اس کا بالوں سے محروم فرق سر اور بھی زیادہ نمایاں گنبدی صورت اختیار کر چکا تھا۔ اور جس کی بدولت اس کے شیطانی چہرہ پر ایک نئی وہشت ناک جھلک پیدا تھی۔ اس کی سبز آنکھیں کبھی دائیں اور کبھی بائیں طرف دیکھنے

لگتی تھیں۔ انجام کار بڑی مشکل سے ایک ایک قدم آگے بڑھ کر وہ جراحی کی میز کے قریب ایک چوبی کرسی پر ضعف جانی کی حالت میں بیٹھ گیا۔ اس کا پھولا ہوا سانس اس بات کی دلیل تھا کہ وہ انتہائی کسل اور ماندگی محسوس کر رہا ہے۔

اس اثنا میں زرمی پردہ گرا کے اس کے سامنے کھڑی ہو گئی تھی۔ اس نے وہ گیلا اوورکوٹ اتار دیا تھا جس میں میں نے تب اس کو ملبوس دیکھا تھا۔ جب وہ موٹر سے اتر کر میرے آگے آگے روش پر چلنے لگی تھی۔ اب وہ اس حالت میں کھڑی تھی کہ اس کے کھردرے لیکن چمکیلے سیاہ بال شانوں اور پشت پر بکھرے ہوئے اور خوشنما شیطانی چہرہ مخصوص فاتحانہ انداز سے اوپر کو اٹھا ہوا تھا۔ برقی لیمپوں کی تیز روشنی سے اس کے کانوں کی انتیاں چمکتی دکھائی دیتی تھیں ایک ہی لمبا رنگدار کپڑا جو کسی قسم کا سلکی شال معلوم ہوتا تھا۔ اس نے ہندوستانی عورتوں کی طرز پر اپنے گرد لپیٹا ہوا تھا۔ اور فی الحال وہ دونوں ہاتھ پیٹھ کی طرف کئے پردے سے لگی ہوئی سر بالڈون کی اور میری طرف یوں دیکھ رہی تھی۔ گویا زبان حال سے کہتی تھی" دیکھ لیا ایک ایسی ہستی سے ٹکر لگانے کا مزا!"

چینی ڈاکٹر کے اندر آنے کے بعد جو خاموشی طاری ہوئی اس کے نہ بھولنے والے لمحات میرے حافظہ میں محفوظ ہیں اور غالباً ہمیشہ محفوظ رہیں گے۔ سکوت عظیم کو قطع کرنے والی واحد آواز صرف فومانچو کے زور زور سے سانس لینے کی تھی۔ اس کے سوا نہ باہر سے کسی طرح کی آواز آتی تھی نہ کوئی لفظ ہی کسی کے منہ سے نکلتا سنائی دیتا تھا۔

آخر کار فو مانچو نے اپنے معروف سنسناتے ہوئے لہجہ لیکن سابق کی نسبت بدلی ہوئی آواز میں کہنا شروع کیا۔

"سر بالڈون فریزر، میرے کارکن آپ سے فیس کا وعدہ کر کے ایک کام کے لئے آپ کو یہاں لائے تھے۔ وہ فیس پوری پوری آپ کو ادا کی جائے گی اور اس کے علاوہ میں تا زیست آپ کا احسان نہ بھولوں گا۔۔۔۔"

یہ الفاظ کہتے ہوئے وہ بڑی مشکل سے سر بالڈون کی طرف مڑا میرے لئے اندازاً یہ جاننا مشکل نہ تھا۔ کہ اس کے بدن کا ایک حصہ بڑی حد تک مفلوج ہو چکا ہے۔ اپنے بازو اور ہاتھ سے وہ بیشک کچھ کام لے سکتا تھا۔ کیونکہ تبھی اس کے لئے لاٹھی کا سہارا لینا ممکن تھا۔ لیکن چہرہ کا دایاں حصہ حرکت کے بالکل ہی ناقابل معلوم ہوتا تھا۔ اس بے حسی نے اگر ممکن سمجھا جا سکے تو اس عجیب شیطانی چہرہ کو اور بھی زیادہ بھیانک بنا دیا تھا۔ باریک ہونٹوں کے وسطی مقام سے اس کا دہانہ بولتے وقت صرف بائیں جانب کو ذرا سا کھلتا تھا۔ ورنہ داہنی طرف سے دیکھا جائے تو اس کا چہرہ کسی لاش سے بالکل مشابہ تھا۔

جواب میں سر بالڈون فریزر نے ایک لفظ تک نہ کہا بلکہ جس طرح میں اپنے مقام پر دیوار کے ساتھ لگا ہوا کھڑا تھا۔ اس طرح وہ بھی لگ کر کھڑا رہا۔ چہرے پر ہیبت عظیم کے آثار لئے ہوئے وہ چپ چاپ ڈاکٹر فو مانچو کی طرف تک رہا تھا جس نے ان لفظوں میں سلسلہ تقریر جاری رکھا۔

"آپ تجربہ کار اور ماہر فن ڈاکٹر ہیں امید ہے آپ ساری علامات کو بخوبی سمجھ جائیں گے ایک گولی میرے کاسہ سر میں لگی تھی۔ جواب تک نکالی نہیں جا سکی۔ اس کا دباؤ پڑنے سے دایاں پہلو ایک حد تک معطل اور بے

کار ہو گیا ہے۔ اس طرح کے حالات میں.....''

ڈاکٹر فومانچو کی نقاہت حد انتہا کو پہنچی ہوئی معلوم ہوتی تھی. کیونکہ صرف رک رک کر یہ چند الفاظ کہنے سے ہی پسینے کے قطرے اس کی پیشانی پر نمودار ہو گئے. میں حیران ہو کر سوچتا تھا۔ کہ خدا نے اس آدمی کو کن فولادی ریشوں سے بنایا ہے کہ دماغ کے اس حد تک سن ہو جانے کے باوجود وہ برابر اس سے کام لئے جا رہا ہے ہر ایک لفظ جو اس کے منہ سے نکلتا بہت رک رک کر نکلتا تھا. اس لئے کہ زبان اپنی روانی کی طاقت کھو چکی تھی۔ بعض الفاظ صرف مبہم طور پر ادا ہوتے تھے تاہم وہ سمجھے جا سکتے تھے. لیکن میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ انسانی قوت ارادی کے اپنے گرد و نواح کی رکاوٹوں پر غالب آنے کی ایسی زبردست مثال کبھی میرے دیکھنے میں نہ آئی تھی....

''خانہ دماغ میں لگی ہوئی اس گولی کو نکالنے کے لئے جس عمل جراحی کی ضرورت ہے اس کی اہمیت کو بخوبی سمجھ سکتا ہوں'' فومانچو نے پھر ایک مرتبہ کہنا شروع کیا'' فی الحقیقت اگر کوئی دوسرا آدمی ہوتا تو اس طرح کا کام میں اپنے ہاتھ سے کر سکتا تھا. بہرحال میں نے آپ کو اس لئے تکلیف دی ہے. کہ تم آپ سے بہتر دماغی جراح اس ملک میں کوئی نظر نہیں آتا'' پھر پیٹری کی طرف مڑ کر ''کیوں ڈاکٹر پیٹری کیا میں غلط کہتا ہوں؟ اس طرح کے عمل جراحی میں اگر ذرا بھی ہاتھ چوک جائے تو نہ صرف موت واقع ہونے کا اندیشہ ہے بلکہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ دماغ کلی طور پر معطل ہو جائے اور دیوانگی فراست کی جگہ لے لے. اس لئے یہ کام جس قدر ہوشیاری سے کیا جائے تھوڑی ہے. میرے تین شاگرد ایسے ہیں جو اس آپریشن کو بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ کر سکتے تھے. لیکن فی الحال وہ فارغ نہیں ہیں۔ اس طرح کے حالات

میں جب میں نے چاروں طرف نظر دوڑا کر دیکھا تو انگلستان بھر میں آپ کے سوا کوئی ایسا آدمی نظر نہیں آیا۔ جس کے سپرد میں یہ کام کر سکتا ڈاکٹر پیٹری آپ کے نائب کے طور پر کام کریں گے بے ہوشی کی دوا سنگھانا لازمی ہے۔ جس وقت آپ اس کام کو کر چکیں گے تو اطمینان رکھیئے۔ آپ کی منہ مانگی فیس ادا کردی جائے گی۔ اور آپ کو بحفاظت مکان پر واپس بھیج دیا جائے گا۔ میں اس عمل جراحی کے لئے ہر طرح تیار ہوں اور میرا دل کافی مضبوط ہے۔ ڈاکٹر پیٹری آپ کو میں بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ افیون وغیرہ زہروں کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوتا کینٹن یونیورسٹی کے گریجو یٹ مسٹر لی کنگ سوڈر لیسر کا فرض انجام دیں گے.....،،

بڑی مشکل سے گردن موڑ کر اس نے زرمی کی طرف رخ کیا وہ اس کا عندیہ سمجھ گئی۔ اس نے تالی بجا کر پردہ ایک طرف ہٹا دیا فوراً ایک چینی داخل ہؤا۔ جس کے چہرہ کے انداز سے کوئی شخص اس کے حالات دلی معلوم نہ کر سکتا تھا۔ اور نہ اس کی بدنی ساخت عمر کا پتہ دیتی تھی۔ گلے میں سفید رنگ کا لمبا کوٹ پہنے اندر آ کر اس نے بڑے ادب سے مجھ کو اور فریزر کو سلام کیا اور اس کے بعد یوں اپنے فرض کی تیاری کرنے لگا۔ گویا سب حال پہلے سے اس کو سمجھا دیا گیا ہو۔۔

باب ۳

آخری فیصلہ

سر بالڈون فریزر ڈاکٹر فومانچو نے اس نامی طبیب کے پُر جوش الفاظ

کو خاطر میں نہ لا کر نہایت پر سکون لہجہ میں کہنا شروع کیا "آپ غلطی پر ہیں اور
آپ کو محض اس وجہ سے انکار ہے۔ کہ گرد و نواح کے حالات کا آپ کو ذرا
بھی علم نہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ ایک ایسے مکان میں پہنچ چکے ہیں جس
کا سراغ آپ کے دوستوں یا پولیس کے آدمیوں کو کسی حال میں نہیں مل سکتا۔
سکاٹ لینڈ یارڈ کے جاسوس لاکھ سر پٹکیں آپ کو میری حراست سے نکال
کر لے جانے میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھئے کہ میں
ایک اس طرح کا آدمی ہوں جس نے کبھی کسی دوسرے مشورہ یا اصلاح کی پروا
نہیں کی۔ بلکہ ہر معاملہ میں اپنی مرضی کے مطابق ہی عمل کیا ہے۔ میں صرف
خود ساختہ قوانین کا پابند ہوں اور میرے اختیارات کامل ہیں۔ ایسا جان
لیجئے کہ آپ انگلستان میں نہیں بلکہ دور افتادہ چین میں پہنچے ہوئے ہیں اور
ہم اہل چین اچھی طرح جانتے ہیں کیونکر کسی کو اپنی مرضی کے تابع بنایا جا سکتا
ہے۔ اس لئے پھر کہتا ہوں کلمہ انکار زبان سے نکالنے سے پہلے ساری باتوں
پر غور کر لیجئے۔ ڈاکٹر پیٹری کو آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ آپ کو بتا دیں گے۔
میرے گودام میں رکھی ہوئی تار کی بنی ہوئی جاکٹیں اور تیز ریتیاں کسی کو اپنا
ہم خیال بنانے کے عمل میں مجھے کس قدر مدد دیتی ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ "

میں نے دیکھا ان الفاظ کو سن کر سر بالڈون فریزر کے چہرہ کی رنگت
پیلی پڑ گئی۔ یہ تو مجھ کو معلوم تھا۔ کہ فو مانچو سے اس کا پہلا واسطہ ہے اور
وہ تار کی بنی ہوئی جاکٹوں اور ریتیوں کی اہمیت کو اس طرح نہیں سمجھ سکتا
جس طرح میں سمجھ سکتا تھا۔ اس لئے خیال ہے کہ فو مانچو کے منہ سے ان
الفاظ کو سن کر جو دہشت کے آثار میرے چہرہ پہ نمایاں ہوئے ان کو دیکھ
کر ہی سر بالڈون فریزر کی یہ حالت ہوئی تھی۔۔

"پس انکار کا سوال تو بالکل ہی جانے دیجئے" فومانچو نے اپنے مخصوص نرم لہجہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ "دوسرے درجہ پر جو اندیشہ میرے دل کو لگا ہوا ہے صرف یہ ہے کہ ممکن ہے آپ کا عمل جراحی کامیاب نہ ہو۔ اس صورت میں آپ کی سلامتی کا خدا حافظ! اس لئے کہ میں تو آپ کے حق میں کلمہ سفارش کہنے کے لئے زندہ نہ رہوں گا اور میرے ساتھی میری ہلاکت کے بعد ہرگز آپ کو جیتا نہ چھوڑ دیں گے" وہ دم لینے کے لئے رک گیا اور اس کے بعد سر بالڈون کے چہرہ پر نظر جما کر کہنے لگا: "اس کمرہ کے آس پاس دو دو آدمی موجود ہیں جو ناکامیابی کی صورت میں آپ کی جیتے جی کھال ادھیڑ دیں گے.... سمجھ گئے آپ؟ وہ لوگ جو رحم کے نام سے بھی آشنا نہیں اس پر کفایت نہ کرکے" اپنے بائیں بازو کو سر کے اوپر لے جا کر زوردار اشارہ کرتے اور بھینچتے ہوئے اس نے کہا: وہ آپ کا گوشت چوہوں کے آگے ڈال دیں گے...

سر بالڈون کی پیشانی عرق سرد سے بھیگی ہوئی نظر آنے لگی۔ حالات اتنے بھیانک اور پر اسرار تھے کہ ان کی صداقت کا یقین نہ ہوتا تھا۔ لیکن مقابلہ میں اس سے بھی انکار ممکن نہ تھا کہ ایک ہیبت ناک خواب اس وقت اصل حقیقت کی صورت اختیار کر رہا ہے۔ میرے اپنے دل کی کچھ ہی کیفیت کیوں نہ ہو سر بالڈون فریزر کی حالت صاف ظاہر کر رہی تھی۔ کہ اس کی طاقت مقابلہ بالکل جواب دے گئی ہے۔ اب وہ ہرگز اپنے کلمہ انکار پر زور دینے کی جرات نہ کرسکتا تھا..

معلوم ہوتا ہے فومانچو نے اس کی دلی کیفیت اس کے چہرہ کے انداز سے معلوم کرلی ہوگی کیونکہ اس کی طرف سے مطمئن ہوکر وہ اب میری طرف مڑا۔ اور نہایت پرسکون لہجہ میں کہنے لگا:۔

"تم میرے بہت پرانے دوست امید ہے تم بھی رضامند ہوگے۔۔"

میں اس کے جواب میں کیا کہتا؟ اس قصہ کے دوران میں [illegible] یہ حقیقت تسلیم کرنی پڑی ہے کہ اور خوبیاں میرے اندر کچھ ہوں [illegible] حوصلگی نہیں ہے میں ان لوگوں میں سے نہیں جو ایک بار حرف انکار [illegible] نکالنے کے بعد پاس سخن سے ہر طرح کی تکلیفیں اور صعوبتیں جھیلنا [illegible] جانتے ہیں فومانچو کے منہ سے نکلے ہوئے وہ الفاظ جو اس نے تارکی ہوئی جاکٹوں اور ریتیوں کے بارہ میں کہے تھے اب تک میرے دماغ میں گونج رہے تھے۔ ان کو یاد کر کے میں کلمہ انکار منہ سے نکالنے کی جرأت نہ کر سکا۔۔

مجھ کو خاموش دیکھ کر فومانچو کہنے لگا" بالفرض تمہیں کسی طرح کی ضد ہو تو پھر میں ایک اور کو اس مطلب کے لئے بلاتا ہوں کہ تمہیں رضامند کر سکے۔"

مجھے اپنا بدن لاش کی طرح ٹھنڈا پڑتا معلوم ہونے لگا خدا جانے کیا نئی شیطنت پردہ غیب سے ظہور میں آنے والی تھی۔۔

مگر اس سے پہلے کہ میں اپنی بدحواسی اور سراسیمگی پر غالب [illegible] زرمی نے پھر ایک مرتبہ تالی بجائی اور پردہ ایک طرف کو ہٹا دیا۔۔۔

اس کے ایک منٹ بعد ظالم نے کرامنا کے نازک ہا[illegible] اور بے رحمی سے پکڑ کر اسے کھینچتے ہوئے لا کر کمرہ کے وسط [illegible] کر دیا!

اس کے آگے میرے حافظہ میں کچھ تھوڑی سی جگہ کوری ہے یاد نہیں آتا کہ میں نے اس موقعہ پر کوئی لفظ منہ سے نکالا یا چپ رہا۔ کرامنا کچھ

بولی یا گردن جھکائے خاموش کھڑی رہی۔ نیز فومانچو نے اپنی اگلی تقریر کے سلسلہ میں کچھ اور الفاظ کہے یا نہ کہے میری حالت اتنی غیر تھی۔ کہ اس کے بہت دیر بعد جب دو بے رحم گندم رنگ ہاتھ میری کرامنا کو اس کے دلارے شانوں سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے اس تاریکی میں لے گئے جو دروازہ کے دوسری جانب مسلط تھی۔ ہاں اس وقت بھی جب اس کی موجودگی کمرہ میں باقی نہ رہی۔ تب بھی مجھ کو یہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنی حسبت سنہری پوشاک میں میری نظروں کے سامنے کھڑی ہے! اس کے خوشنما سیاہ بال بے ترتیبی سے بکھرے ہوئے۔ چہرہ غائت درجہ زرد اور وہ دلربا چمکیلی آنکھیں جن کی یاد مجھے ایک پل کے لئے نہ بھولی تھی۔ دہشت عظیم کے آثار لئے ہوئے نظر آتی تھیں۔

خیال ہے کوئی لفظ اس کے منہ سے نہیں نکلا۔ اور میری اپنی حالت تو یہ تھی۔ گویا میں نے بے خبری میں خاموشی کا پھول توڑا ہو۔ بہر حال جیسا میں پیشتر بیان کر چکا ہوں کرامنا کے دوبارہ کمرہ سے باہر جانے کے بڑی دیر بعد بھی مجھے اس کی تیز چمکیلی آنکھیں رحم و التجا کے انداز سے اپنی طرف اٹھی ہوئی نظر آتی تھیں۔۔۔

نہیں کہہ سکتا میری بے خبری کا یہ وقفہ قلیل تھا یا طویل لیکن انجام کار جب میرا دماغ حالات کو از سر نو سمجھنے کے قابل ہوا تو فومانچو پھر ایک مرتبہ تقریر کرنے لگا تھا۔ اس کے منہ سے نکلے ہوئے کچھ الفاظ میرے خانۂ دماغ تک نہ پہنچے تھے بہر حال اس وقت جو کچھ میں نے سنا یہ تھا:۔

"۔۔۔ اور میری یہ فیاضی ڈاکٹر پیٹری محض آپ کے پاس خاطر سے ہے۔ ورنہ کرامنا کے لئے میرے دل میں کسی طرح کا رحم باقی نہیں"

یہ الفاظ کہتے ہوئے مجھے اس کی آواز بھیانک طور پر تھرتھرا تی سنائی دی۔
"لیکن وہ چونکہ زندہ میرے لئے کار آمد ہو سکتی ہے۔ اس لئے میں ...
کے خوشنما سر کا ایک بال بھی بیکا نہ کروں گا۔ . . . سوائے اس صورت
کے . . . لیکن ٹھیرئیے اگر آپ لوگوں کو اب بھی انکار ہے تو میں چاہتا ہوں
مستقبل کا فیصلہ تاش کے پتوں کو دیکھ کر کر لیا جائے۔ میری نسل کا ہر
ایک آدمی پیدائشی کھلاڑی ہوتا ہے۔ میں یہ طریقہ پسند کرتا ہوں۔"
"خیر ایسا ہی کیجئے۔" سر بالڈون فریزر نے گلو گرفتہ آواز سے جواب
دیا۔
رہ گیا میں تو ضبط کی انتہائی کوشش کے باوجود کچھ ایسی وحشت
اور سراسیمگی مجھ پر طاری تھی۔ کہ کچھ کہنے سننے کی طاقت ہی باقی نہ رہی
تھی۔ مجھ کو خاموش دیکھ کر فریزر نے پھر ایک مرتبہ کہنا شروع کیا۔
"ڈاکٹر پیبرڈی" اس کی آواز غیر قدرتی اور گلو گرفتہ تھی "مجبوری
میں اس کے سوا ہم اور کیا کر سکتے ہیں۔ کم از کم آزادی تو حاصل کیجئے۔
کیونکہ اس کے بغیر آپ کسی دوسرے کی بھی کیا مدد کر سکیں گے۔"
"خیر جس طرح آپ کا جی چاہتا ہے کیجئے" میں نے مری ہوئی
آواز سے کہا۔ یہ کیفیت اس وقت میری ہو رہی تھی کہ ذرا پروا نہ تھی
کیا ہو رہا ہے یا کیا ہوگا۔
الفاظ سنتے ہی اس چینی نے جس کا نام لی لنگ سو سننے میں آیا
تھا۔ اپنا ہاتھ لمبے سفید کوٹ کے نیچے کسی جیب میں ڈالا اور بڑے اطمینان
کے ساتھ تاش کی ایک گڈی نکال کر پہلے اس کے پتوں کو ملایا پھر اپنا
وہ ہاتھ جس پر گڈی رکھی ہوئی تھی میری طرف بڑھا دیا۔

لیکن میں تاش کے پتوں کو کیونکر کاٹتا ہاتھ بندھے ہونے کی وجہ سے بالکل بے بس تھا۔ اس لئے میں نے افسوسناک طریقہ پر اپنے سر کو انکاری حرکت دی مطلب سمجھ کر چینی نے میز پر رکھا ہوا ایک چاقو اٹھایا اور اس سے وہ رسیاں کاٹ دیں جن سے میں بندھا ہوا تھا۔ اس کے بعد پھر وہی تاش کی گڈی میرے آگے گی ۔:۔

میں نے ایک پتہ اٹھا کر اسے الٹا اپنے زانو پر رکھ لیا. فو مانچو نے بھی اپنے بائیں ہاتھ سے ایک پتہ اٹھایا۔ پہلے اسے دیکھا پھر اسے میری طرف کو پھیر دیا۔ تاکہ میں بھی دیکھ لوں۔

"ڈاکٹر پیٹری" اس نے پُر سکون لہجہ میں کہا۔" معلوم ہوتا ہے تقدیر کو یہی منظور تھا۔ کہ آپ میرے مہمان بن کر رہیں یہ کیا کم خوشی کی بات ہے۔ کہ آپ اسی مکان کی چھت کے نیچے ٹھہرے ہوئے ہیں جس میں آپ کی پیاری کرامنا رہتی ہے"

پتہ جو اس نے مجھ کو دکھایا۔ اینٹ کا غلام تھا ۔:۔

میں نے بے تابانہ وہ پتہ بھی ہاتھ میں لے لیا جسے اپنے زانو پر الٹا رکھا تھا۔ اور جب اسے سیدھا کر کے دیکھا تو معلوم ہوا پان کی بیگم ہے ایک لمحہ کے لئے میرا دل مارے خوشی کے زور زور سے دھڑکنے لگا کیونکہ میرا پتہ اس کے پتے پر بھاری تھا۔ لیکن پھر میں نے کچھ سوچ کر اسے بے پروائی سے فرش زمین پر ڈال دیا میں اتنا سادہ لوح نہ تھا۔ کہ سمجھتا عیار چینی ڈاکٹر اپنے وعدہ کا پابند ہو کر مجھ کو رہا کر دے گا :۔

"آپ کا ستارہ غالب ہے" فو مانچو نے اپنے سکون میں کسی طرح کا خلل نہ لاتے ہوئے کہا۔" اس لئے سر بالڈون میں اپنے آپ کو آپ کے

حوالے کئے دیتا ہوں"

اس چینی کی مدد لے کر جس کا ذکر اس سے پہلے چند مرتبہ آچکا ہے۔ فوما نے اپنا زرد لباس اتارنا شروع کیا۔ جتنا کہ اس کے بدن پر صرف ایک سفید رنگ کا باریک کرتہ رہ گیا۔ جس میں سے اس کا پنجر سے ملتا جلتا بدن صاف دکھائی دیتا تھا۔ اس کے بعد وہ اسی چینی کا سہارا لے کر عمل جراحی کی میز پر لیٹ گیا۔

میز کے سرے پر جو بڑا سا لمپ رکھا ہوا تھا ملی کنگ سو نے اس کو جلا دیا۔ اور کیس سے سٹر فینن نکالی :

"کچھ اور یاد داشتیں اپنے وسیع تجربہ کی بنا پر میں نے آپ کی ہدایت کے لئے اس نوٹ بک میں درج کی ہیں جو میز پر ایک جانب پڑی ہے۔۔۔"

یہ الفاظ ڈاکٹر فومانچو لیٹے لیٹے سر بالڈون فریزر سے کہہ رہا تھا اس وقت اس کی زندگی اور موت کا سوال در پیش تھا اور کوئی نہیں کہہ سکتا تھا۔ کہ اس خطرناک عمل جراحی کا نتیجہ کیا ہوگا۔ جو عنقریب اس پر کیا جانا تھا تاہم نہ اس کی آواز میں کسی طرح کی لرزش تھی۔ نہ کوئی غیر معمولی جوش یا کسی طرح کی اضطرابی کیفیت۔ بالکل یہ کیفیت اس کی تھی گویا اس کا عمل جراحی سے اتنا بھی واسطہ نہیں جتنا کسی دیکھنے والے کا ہو سکتا ہے۔۔

خدا نے کتنا ضبط عظیم اس موذی کو عطا کیا تھا!

اور اس کے بعد جب میں نے حالات سے مجبور ہو کر اس کی زرد رنگ کی جلد بدن کو چھوا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تو اُف! بیان نہیں کر سکتا۔ کتنا شدید استکراہ میرے دل کو ہوا۔ سچ مچ جو کیفیت سانپ یا دوسرے موذی حشرات الارض کو چھونے سے آدمی کے دل کی ہو سکتی ہے۔ وہی میرے

دل کی تھی۔

لیکن میں حالات سے مجبور تھا!

اور اس کے تھوڑی دیر بعد۔۔۔۔

"یہ ہے وہ گولی۔۔۔۔ خیال کرو پیپڑی۔۔۔۔ یہ وقت گھبرانے کا نہیں ہے"

سر بالڈون فریزر کا لہجہ بالکل ہی بدلا ہوا تھا وہ کمزوری اور دہشت کے ان لمحات کو فراموش کر چکا تھا۔ جن سے تھوڑی دیر پہلے اس کو گذرنا پڑا تھا۔ اب اس کی ذہنی کیفیت ایک ہوشیار ماہر فن ڈاکٹر کی ذہنی کیفیت سے ٹھیک ملتی جلتی تھی۔ جو اپنے کام کے انہماک میں باقی تمام امور کو یکسر نظر انداز کر دیتا ہے اب اسے بالکل یاد نہ رہا تھا کہ چند لمحے پیشتر میں اسی ڈاکٹر فوانچو کا قیدی تھا وہ اس طرح ضبط و سکون کے ساتھ کام کر رہا تھا۔ گویا اپنے مکان کی چار دیواری میں عالم آزادی میں کرتا ہو۔

ہر چند اس سے پہلے ایک دو موقعوں پر میرا اس سے ملنے کا اتفاق ہوا تھا تاہم میں نے کبھی اس کو عمل جراحی کرتے نہ دیکھا تھا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ قدرت نے کیا اعجاز اس کے ہاتھوں کو بخشتا ہے کس غیر معمولی اہتمام اور نزاکت کے ساتھ وہ دماغ کے اس حصہ کی چیر پھاڑ کر رہا تھا۔ جہاں عقل و فراست کا تخت قائم ہے جہاں ذرا سی غلطی ہو جانے پر انسان ہمیشہ کے لئے فاتر العقل دیوانہ بن سکتا ہے۔ اور جس جگہ زندگی اور موت کا درمیانی رشتہ بال کے برابر باریک ہو کر رہ جاتا ہے۔

وہ پوری توجہ کے ساتھ آپریشن کو مکمل کر رہا تھا کہ دفعتاً بغیر کسی وجہ کے بجلی فیل ہو گئی۔ اور کمرہ میں گھپ اندھیرا چھا گیا!

"اُف میرے خدا!" فریزر کے منہ سے بے اختیار نکلا "خدا را کوئی موم بتی جلادے یا دیا سلائی سے ہی روشنی کرے۔ اس اندھیرے میں نہ جانے کیا ہو جائے گا۔"

ایک ہلکی سی کھٹکے کی آواز پیدا ہوئی۔ اور اس کے ساتھ ہی سفید روشنی کی لمبی لکیر مریض کے سر پر آکر پڑنے لگی۔

لی کنگ سو گہرے سکون کی حالت میں برقی ٹارچ ہاتھ میں لئے کھڑا تھا۔

پھر ایک مرتبہ میں نے اور فریزر نے مل کر اس مرد سیاہ کار کو جس کے سر پر صدہا جانوں کی ہلاکت کا بوجھ تھا۔ اور جو خود اس وقت خاموشی کے خواب راحت میں پڑا تھا۔ جسے بڑی آسانی سے خواب دائمی کی صورت دی جا سکتی تھی۔ دست اجل سے بچانے کے لئے سرگرمی سے کوشش کرنی شروع کی۔

سچ ہے حالات ہی آدمی سے سب کچھ کراتے ہیں وہ جس کی زندگی صدہا خطرات پیدا کرنے کا باعث تھی۔ جو گوری قوموں کا مسلمہ دشمن تھا اور جس کی ذات سے ہمیں بعید سی ہمدردی نہ ہو سکتی تھی۔ نیم جان ہو کر ہمارے رحم پر پڑا ہوا تھا۔ اسی کی جان بچانے کے لئے ہم پوری تندہی سے کام کر رہے تھے:۔

پھر اس کے تھوڑی دیر بعد۔

"معلوم ہوتا ہے آپ بہت تھک گئے ہیں۔ کوئی چیز پی لیجئے" یہ الفاظ زرمی نے سر بالڈون فریزر سے کہے۔ جب وہ عمل جراحی کی تکمیل کے بعد تھک کر ضعف جانی کے عالم میں بید کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ صرف چٹائی کا ایک پردہ دوسرے کمرہ اور اس کمرہ میں حائل تھا جس میں میرے

محترم دوست نے اپنی زندگی کا سب سے عجیب عمل جراحی پوری کامیابی کے ساتھ کیا تھا۔

"پیٹرچی" سر بالڈون نے مری ہوئی آواز سے کہا۔" زیادہ سے زیادہ اس کام میں چند منٹ لگے ہوں گے لیکن یہ کیفیت میری ہو رہی ہے کہ تیس ثانیئے اور اس حالت میں نہ گذار سکتا تھا۔ میری قوت برداشت بالکل جواب دے گئی ہے۔ اور اگر اس طرح کا موقعہ ۔ ۔ ۔ ۔ "

فقرہ کو نا تمام ہی چھوڑ کر اس نے پُر شوق انداز سے برانڈی اور سوڈا کا وہ گلاس ہاتھ میں لے لیا جو حسین لیکن شریر النفس زرمی نے پیش کیا تھا۔:

اس کے بعد وہ پیچھے مڑ کر ایک اور گلاس میرے لئے تیار کرنے لگی مگر ایسا کرتے ہوئے اپنی ہمیشہ کی عادت کے مطابق مجھ پر شوخ نظروں کے تیر برسائے بغیر نہ رہ سکی۔:

ہم دونوں ایک ہی سانس میں اپنا اپنا گلاس ختم کر گئے۔ لیکن ۔ ۔ ۔ ۔

بعد از وقت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ برانڈی پی لینے اور گلاس ہاتھ سے رکھنے کے بعد مجھ کو یاد آیا۔ کہ ڈاکٹر فو مانچو کے مسکن میں آ کر آج پہلی مرتبہ مجھ سے یہ ناعاقبت اندیشی ہوئی ہے کہ میں نے اس کے کارکنوں کی دی ہوئی کوئی چیز لی۔

ایک بہت ہیبت ناک خیال میرے ذہن میں پیدا ہوا اور میں بے تابانہ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔:

" فریزر" میں نے دبی آواز سے کہا۔" ضرور اس پانی میں کوئی زہریلی چیز ملی ہوئی تھی۔ افسوس مجھے وقت پر اس کا خیال نہ آیا۔"

بیٹھ جائیے" زرمی نے مسکراتے ہوئے گلوگرفتہ آواز میں کہا۔ اور
اس کے ساتھ ہی اپنے دونوں ہاتھ میرے شانوں پر رکھ کر دھکیلتے ہوئے
مجھے میری کرسی پر بٹھا دیا۔ "آپ بہت تھکے ماندے ہیں.... بیٹھ کر آرام
کیجئے"

اس کے بعد خدا معلوم کب....

"پیٹری.... ڈاکٹر پیٹری"

الفاظ اس طرح میرے خانۂ دماغ میں پہنچے۔ گویا کسی دُور افتادہ مقام
پر کھڑا کوئی آوازیں دے رہا ہو:

میں نے ہوش سنبھالنے کی کوشش کی۔ بدن ٹھٹھرا ہوا اور کپڑے
مرطوب تھے۔ آخر جب بڑی مشکل سے آنکھیں کھولنے کے قابل ہوا تو
ایسا معلوم ہوتا تھا گویا ہر چیز میرے گرد گھوم رہی ہے۔

دفعتاً کسی کے ہاتھ نے میرے بازو کو سختی سے پکڑ کر مجھ کو زور
زور سے ہلاتے ہوئے کہا:۔

"پیٹری بہت دیر سو چکے۔ اب اٹھو ہوش میں آؤ اور خدا کا شکر کرو
کہ ہم زندہ ہیں"

کیا دیکھتا ہوں میں سر بالڈون فریزر کے پہلو میں ایک ٹنڈ منڈ
درخت کے نیچے لکڑی کی بنچ پر بیٹھا ہوں بے برگ و بار شاخوں سے پانی
کی بوندیں ٹپک کر ہمارے کپڑوں پر گر رہی تھیں اور اس قسم کی مدھم
روشنی جو مکر چاندنی سے ملتی تھی۔ ہر طرف پھیلی ہوئی دکھائی دی میرے
لئے یہ جاننا دشوار نہ تھا۔ کہ یہ سحر اولین کی روشنی ہے۔

ہمارے گرد ایک چٹیل میدان تھا۔ جس میں ایسے ہی پتوں سے

محروم درخت حدِ نگاہ تک پھیلے ہوئے صبح کی پھیکی روشنی میں ہیولانی صورتوں کی مانند دکھائی دیے رہے تھے ..

"ہم کہاں ہیں!" میرے منہ سے بے اختیار نکلا" اور یہ کیا مقام ہے ؟"

"اگر میرا اندازہ بالکل ہی غلط نہیں" میرے قابلِ احترام ساتھی نے جس کی عام حالت اس وقت کسی ادنےٰ فقیر سے ملتی جلتی تھی جواب دیا" کہ ہم وینڈسن ورتھ کامن کے مغربی حصہ میں کسی مقام پر بیٹھے ہیں۔ میں یوں اس کو پہچان سکتا ہوں کہ چند دن پیشتر ایک کام کے سلسلہ میں ادھر آنا پڑا تھا ۔"

میں اپنے دوست کے بیان کی معنوی اہمیت پر غور کر ہی رہا تھا کہ ایک دبی ہوئی چیخ اس کے منہ سے نکلی اور چاندی کے سکوں کی کھنکھناہٹ سنائی دی ..

معلوم ہوا سکوں کا بھرا ہوا کنواس بیگ اس کے ہاتھوں میں ہے !

"راحم خدا" اس نے بیگ کو ایک طرف اٹھا کر رکھتے ہوئے کہا" کیا میں دیوانہ ہوا ہوں یا سچ مچ میں نے وہ خوفناک عمل جراحی کیا اور یہ اس کی فیس ہے ؟"

میرے منہ سے ایک وحشیانہ اور بھیانک قہقہہ کی آواز نکلی اس کے ساتھ میں نے بھی اپنے دونوں ہاتھ بارش سے بھیگے ہوئے کوٹ کی جیبوں میں ڈالے اس میں سے ایک کے اندر پٹھے کا چھوٹا سا ٹکڑا پڑا معلوم ہوا ۔ رفعِ استعجاب کی غرض سے میں نے اسے کھینچ کر باہر نکالا ۔ اور دھندلی

روشنی میں حیرت آمیز نظروں سے دیکھنے لگا ۔۔

اب اصل حقیقت معلوم ہو گئی۔ فریزر نے اس چیز کو میرے ہاتھ میں دیکھنے کے بعد کہا "نہیں میں دیوانہ نہیں ہوں اور جو کچھ مجھ کو یاد ہے۔ وہ درحقیقت ظہور میں آیا تھا"

میں نے دیکھا وہ پان کی بیگم کا پتہ تھا!

باب ۴

میدان عمل میں

دو ہفتوں کا لمبا عرصہ اسی طرح لاحاصل گذر گیا اور آخر ش اس کے بعد نے لیڈ ستھ کی نہ ختم ہونے والی کوششیں کسی منزل پر پہنچتی معلوم ہوئیں ایک پل کے لئے وہ پردہ جس نے سی فان کے راز کو چھپا رکھا تھا ذرا سا اونچا اٹھا۔ اور ہم اس قابل ہوئے کہ اس خوفناک جماعت کے پیچیدہ نظام کی ایک جھلک دیکھ سکیں ۔ ۔ ۔ ۔

لیکن میں دور کی باتوں کو چھوڑ کر سارے حالات سلسلہ وار ہی بیان کرنا پسند کرتا ہوں۔ اس لئے اس وقت سے شروع کروں گا۔ جب ایک دن میں نے دریائی پولیس کے دفتر میں انسپکٹر کے کمرہ کی میز پر پڑی ہوئی ایک لاش کے اوپر اپنے آپ کو جھکا ہوا پایا۔ لاش کسی خلاصی سے ملتی جلتی تھی جس نے نیلے رنگ کا بھدا سوٹ پہن رکھا تھا جو پانی سے بھیگ کر اس وقت بھیانک طور پر اس کے بدن سے چپٹا ہوا نظر آتا تھا۔ بال نشیب پیشانی پر پھیل کر چپکے ہوئے تھے۔ اور چہرہ جو عام حالت میں ہی کافی

بدنما تھا اب مرنے کے بعد اور بھی زیادہ ہیبت ناک انداز اختیار کر چکا تھا۔
صاف دکھائی دیتا تھا کسی نے اس کا گلا گھونٹ کر مارا ہے کیونکہ گردن کے اطراف میں انگلیوں کی گرفت کے نشان موجود تھے زبان کسی قدر باہر کو نکلی ہوئی تھی اور آنکھیں عجب طرح کا ہیبت ناک انداز رکھتی تھیں
اتنے میں سمتھ کی آواز افسر پولیس سے یہ کہتی سنائی دی" اس بد نصیب کی لاش مرکز راحت دوکان کی پچھلی طرف گھاٹ کے ساتھ جو لکڑیاں لگی ہیں ان کے ساتھ اٹکی ہوئی پائی گئی تھی،،
"میں سمجھ گیا" افسر پولیس نے جواب دیا" معلوم ہوتا ہے پانی کی لہر اس کو بہا کر لے آئی۔ اور لاش اس جگہ آکر اٹک گئی"
"یہ کب کا واقعہ ہے؟"
" کل رات جب دریا میں جوار آیا تھا۔ اس وقت جب میں دس بجے والی کشتی کے ساتھ واپس آیا۔ تو چاندنی میں خنجر کی چمک دکھائی دی۔
جس خنجر کا ذکر انسپکٹر نے کہا۔ وہ خم کھائے ہوئے پھل کا ایک بھیانک تیز آلہ تھا جس کا دستہ مرنے والے نے اب تک داہنے ہاتھ سے مضبوط پکڑا ہوا تھا۔ اور فی الحال یہ خنجر اس کی چھاتی پر آڑا پڑا تھا۔ دریائے ٹیمز میں آئے دن جو بے شمار پر اسرار لاشیں بہتی ہوئی پائی جاتی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی۔
جب میں نے ادھر نظر اٹھا کر دیکھا۔ تو معلوم ہوا نے لینڈ سمتھ کھڑا غور سے میرے منہ کو تک رہا ہے۔
" پیٹری تم نے یہ نشان دیکھا؟" اس نے دفعتاً مجھ سے پوچھا۔
میں نے صورت اثبات سر کو حرکت دی۔ کچھ شک نہیں کہ یہ

نشان اس بات کی علامات تھا۔ کہ مرا ہوا آدمی فو مانچو کی جماعت سے تعلق رکھنے والا کوئی برہمی ڈاکو ہے!

"پھر آپ نے کیا نتیجہ نکالا؟" میں نے آہستہ سے دریافت کیا۔

"فی الحال کچھ نہیں" سمتھ نے جواب دیا۔" اب تک بہت غور کرنے پر بھی میں کوئی خاص بات معلوم نہیں کر سکا۔ اس میں تو کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ جیسا پولیس کے ڈاکٹر نے بیان کیا ہے۔ اور جیسا ہم کو بھی یقین ہے یہ آدمی پانی میں غرق ہو کر نہیں مرا بلکہ کسی نے گلا گھونٹ کر اس کو مار ڈالا ہے اور بعد ازاں اسے پانی میں پھینک دیا گیا ہے۔ بلکہ میں تو حالات کی بنا پر اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جس جدوجہد کے سلسلہ میں اسے پانی میں گرایا گیا وہ اسی گھاٹ کے سرے پر ہوئی تھی۔ جس کے قریب اس کی لاش پائی گئی اور یہ بھی ہم کو معلوم ہے کہ وہ جگہ جس میں سی فان جماعت کے لوگ ملتے ہیں اور ڈاکٹر فو مانچو جس کا سرپرست ہے اس گھاٹ سے ملحق ہے میں خیال کرتا ہوں۔ یہ بدنصیب' اس نے میز پر رکھی ہوئی لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے "چینی ڈاکٹر کے نوکروں میں سے ایک تھا۔ اپنے کام میں کسی طرح کی کوتاہی سے ہو گئی جس کے لئے یہ سزا فو مانچو نے دی ہے۔"

دہشت کی تھرتھری بے اختیار میرے بدن میں پھر گئی۔ میں اس خوفناک چینی کے طریق کار سے پوری طرح واقف تھا جسے انسانی جان کی آسائش انسان کے بنائے ہوئے قانون یا انتظام حتیٰ کہ ہستی انسانی کی بھی کوئی پرواہ نہ تھی۔ تاہم اس کے جبر و تشدد اور مطلق العنانی کا ثبوت آنکھوں کے سامنے دیکھ کر میں لرزہ بر اندام ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ کس انتہا تک اس آدمی کی سیاہ کاریاں پھیلی ہوئی تھیں۔ دنیا کی کوئی طاقت جس کی

مزاحم نہ ہو سکتی تھی۔۔۔

سابق کی طرح اب بھی کئی بار مجھ کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جو کچھ پیش آ رہا ہے حقیقت نہیں بلکہ ایک ہیبت ناک خواب ہے یقین نہ آتا تھا کہ اس شیطان سیرت مشرقی ڈاکٹر کا کوئی حقیقی وجود ہو سکتا ہے یا وہ قاتلوں کی جماعت سے گھر اہؤا شہر لندن میں اپنی من مانی کارروائیاں عمل میں لا رہا ہے۔

اس سلسلہ میں میرے خیالات کی رو بے اختیار کرامنا کی طرف جاتی مشرق کے اس خوشنما پھول کی سمت میں جس کی محبت میرے صدہا آلام کا باعث ثابت ہوئی تھی۔ وہی محبت اب اس غریب کو پھر ایک مرتبہ اس پر اسرار اور بے رحم آدمی کے قبضہ میں لانے کا ذریعہ ثابت ہوئی تھی جو کسی کی حفاظت کرنا جانتی ہی نہیں۔۔

اور اس کے بعد آن واحد میں خیالات باطل کا یہ طلسم ٹوٹ گیا۔ وہ دھند جو آنکھوں کے سامنے چھاتی ہوئی تھی۔ رفع ہو گئی اور میں ہر ایک چیز کو اس کی واضح صورت میں دیکھ کر معلوم کرنے لگا کہ اس مردہ ڈاکو کا وجود حقیقی ہے جو اب تک اپنے بے جان ہاتھ میں خنجر خونخوار پکڑے ہوئے تھا۔ وہ زرد خطرہ بھی برحق ہے جو لندن اور سارے یورپ پر چھایا ہوا تھا اور سب سے زیادہ میری جان سے پیاری کرامنا کا از سر نو مبتلائے مصیبت ہونا اس مرد سیاہ کار کی بدولت جس نے ساری مہذب دنیا کے لئے سامان دہشت پیدا کر رکھا۔۔۔۔

نے لینڈ سمتھ چپ چاپ بے بسی کی حالت میں کھڑا اپنے بائیں کان کی لو کو کھینچ رہا تھا:۔

"آؤ چلیں" دفعتاً اس نے کہا! اس جگہ وقت ضائع کرنے سے کیا حاصل ہے اس راز کی کنجی ہمیں کسی دوسری جگہ ہی ملے گی"

میں چپ چاپ اس کے ہمراہ چلنے لگا اور وہ اس طرح کی حالت میں تھا اس کے خیالات کی رو بہت دور پہنچی ہوئی تھی۔ نیم بے خبری سے چلتا رہا پلیس کے ڈپو سے نکل کر اس موٹر کے پاس گیا جو کھڑی ہمارا انتظار کر رہی تھی۔

اوور کوٹ کی جیب سے روزانہ اخبار کا ایک تازہ پرچہ نکال کر اس نے دے متھ کو دکھاتے ہوئے پوچھا:۔

"کیا آپ نے اس کو ملاحظہ کیا؟

اپنی لمبی استخوانی انگلی کے ذریعہ سے اس نے اخبار کے پہلے صفحہ پر ایک اشتہار کی طرف اشارہ کیا جو پرسنل اشتہارات کے عنوان کے ماتحت درج تھا۔ دے متھ بھویں تان کر اور اخبار کو آنکھوں کے بالکل قریب لے جا کر بڑے غور سے دیکھنے لگا۔ کیونکہ آسمان پر ابر سیاہ محیط تھا۔ اور موٹر کے اندر کافی اندھیرا چھایا ہوا تھا۔

تھوڑی دیر اس اشتہار کو دیکھتے رہنے کے بعد اس نے اخبار واپس کر دیا

" مسٹر سمتھ اس طرح کی چیزیں میرے دائرہ عمل سے باہر ہیں لیکن امید ہے صدر دفتر نے ضرور اس کو دیکھ لیا ہوگا"

" دیکھا تو بے شک ہے" سمتھ نے جواب دیا" لیکن بات ان کی سمجھ میں بھی نہیں آئے گی۔

دے متھ نے حیرت کی نظروں سے دیکھنا شروع کیا۔ پھر بولا۔

"کیا آپ کو اس سے کوئی دلچسپی ہے؟"

"بے حد۔ سوچئے کیا آپ اس کے متعلق کسی طرح کی رائے پیش کر سکتے ہیں؟"

میں بھی آگے جھک کر دیکھنے لگا۔ چند بے معنی سطریں اخبار میں چھپی ہوئی نظر آئیں جن کا ہر ایک لفظ زاگازگ پڑھا جاتا تھا۔

"میری سمجھ میں تو خاک نہیں آتا" میں نے ان ٹیڑھے ترچھے حروف کو دیکھ کر کہا۔ "یونہی کسی نے مذاق کیا ہوگا۔ اس کے سوا اور کیا لکھا ہوا ہے کہ زیگازگ کا لفظ مختلف صورتوں میں چھ سات مرتبہ دوہرا دیا گیا ہے مگر اس کے معنی کیا ہو سکتے ہیں؟"

"کچھ نہیں؟" سمتھ نے حیرت سے میرے منہ کو تکتے ہوئے کہا:۔

"کم از کم میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ زیگازگ کا فومانچو ہماری جماعت سے کیا تعلق ہو سکتا ہے"

"میرے عزیز پیٹری تم بھولتے ہو جنوبی مصر میں زیگازگ نام کا ایک چھوٹا سا قصبہ آباد ہے جس میں عرب لوگ رہتے ہیں"

میں پھر بھی کچھ نہ سمجھا۔ اس نے اخبار تہ کر کے اوورکوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔ اور میرے چہرہ کی پریشانی دیکھ کر قہقہہ مار کے ہنسنے لگا۔:۔

"تم سمجھتے ہو گے میں فضول باتیں کر رہا ہوں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ جب سے یہ پیغام اس اخبار میں شائع ہوا ہے یعنی کل صبح سے میں اس کے متعلق طرح طرح کی قیاس آرائیاں کر چکا ہوں۔ اور اب انجام کار اس

اکچھ مطلب میری سمجھ میں آنے لگا ہے۔"

اس نے پائپ نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ اور اس کو جلد جلد بھرتے ہوئے متین آواز سے کہنے لگا:۔

"ہیبڑی کچھ مدت سے میں سخت بے پروا ہوتا جا رہا ہوں"

میں نے دیکھا اب اس کی آواز میں اگلی ہنسی کا کوئی اثر باقی نہ تھا اور چہرے پر تندی کے آثار پائے جاتے تھے۔ اور آنکھیں فولاد کی چمک ... میں چاہتا ہوں آئندہ جہاں تک ممکن ہو میں راتوں کو اکیلا باہر نہ جایا کروں۔

انسپکٹر دے متھ انداز حیرت سے سمتھ کے منہ کو تک رہا تھا اور میں خود بھی کچھ کم پریشان نہ تھا۔

اتنے میں سمتھ نے پھر ایک مرتبہ تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال یہ کہتا ہے کہ اس ڈاکو کی موت ایک دراز قد آدمی کے ہاتھوں واقع ہوئی ہے جس رنگت گندمی اور چہرہ رنش و بروت سے ... ہے۔ اگر یہ شخص سرد راتوں میں ٹویڈ کا بنا ہوا لمبا کوٹ پہنتا اور کی ڈھیلی ہیٹ اوڑھتا ہو تو یہ امر چنداں باعث حیرت نہ ہوگا۔

دے متھ حیرت آمیز نظروں سے دیکھنے لگا۔

دفعتاً سمتھ کسی فوری خیال سے زیرا تر بولا۔ کیوں انسپکٹر کیا جہاز انڈیمان حال میں اس جگہ نہیں پہنچا؟"

"جی ہاں اورینٹل نیوی گیشن کمپنی کا یہ جہاز کل ہی اس جگہ پہنچا ہے۔"

دے متھ نے جواب دیا۔ لیکن اس کے لہجے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ بالکل نہیں سمجھ سکا کہ اس سوال کی اہمیت کیا ہے۔

اگر جیک فورتھ اب بھی اس کا افسر اعلیٰ ہوتو میں ضرور اس سے

ملنا چاہتا ہوں۔ پیٹری تمہیں اس کے بھائی کا حال معلوم ہے"

"جی ہاں اچھی طرح یاد ہے کیونکہ اس کے بھائی کو میرے سامنے ہی ہلاک کیا گیا تھا۔ میں نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر فوانچو کا وہ بھیانک جرم اپنی عریانی میں میری نگاہوں میں پھر گیا۔

قدرت ہماری سچی رہبری کرتی ہے نے لینڈ سمتھ نے کہا گو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اس کی تحریک میں کیا مصلحت پوشیدہ ہے :۔

باب ۵

آگے پیچھے

دن کا باقی حصہ نے لینڈ سمتھ نے مجھ سے دور دور رہ کر گذارا خدا کو بہتر معلوم تھا۔ وہ قدرت کی کس تحریک پر عمل کرتا پھر رہا تھا۔ آخر سر شام وہ بہت گھبرایا ہوا واپس آیا ایسا معلوم ہوتا تھا کوئی طوفانی جوش اس پر مسلط ہے:۔

"پیٹری جلدی کرو۔ اور اپنا اوورکوٹ پہن لو شاید تم بھول گئے ہمیں ایک بہت ضروری کام درپیش ہے"

جہاں تک میں نے غور کر کے دیکھا۔ ایسا کوئی ضروری کام نظر نہ آتا تھا جس کی نسبت ہماری آپس میں قرار داد ہوئی ہو غالباً اس سے میرے چہرہ پر حیرت کے آثار پیدا ہوئے ہوں گے کیونکہ میرے دوست نے میرے منہ کو تکتے ہوئے کہا۔

"پیٹری تمہارا حافظہ بہت کند ہوتا جا رہا ہے تم کو معلوم ہے کہ

ٹیلی فون پر بھروسہ نہیں کر سکتے۔ اور میرے لئے دبے مقصد کے نام کچھ ہدایت چھوڑنا ضروری ہے ۔۔۔۔"

اس کا لہجہ معنی خیز تھا۔ اور میں اس کے چہرہ کا بھیانک انداز دیکھ کر سمجھنے کے قابل ہو گیا۔ کہ وہ پوری سنجیدگی سے گفتگو کر رہا ہے میرے لئے یہ معلوم کرنا بھی دشوار نہ رہا۔ کہ اس کے لفظوں کے صحیح معنی کیا ہیں۔

بظاہر اسے یہ ڈر لگا ہوا تھا۔ کہ کوئی چھپ کر ہماری باتیں سنتا ہے لیکن عقل نہیں مانتی تھی کہ ایک ایسے شاندار فیشن ایبل ہوٹل میں جیسا نیو لوور تھا اس قسم کی کاروائی ممکن ہو سکتی ہے۔ سی فان جماعت یا فوما نچو کے کارکن اس ہوٹل کی چار دیواری میں موجود ہیں لیکن اس کے باوجود حالات کی بنا پر میرے لئے اس نتیجہ پر پہنچنا امر لازم تھا۔

غلام گردش سے ہوتے ہوئے ہم لفٹ کے ذریعہ سے نیچے آئے رستہ میں ہوٹل کا منیجر ایم سامرکن مجسمہ اخلاق بنا ہوا ملا۔ کہنے لگا: "کل اس جگہ ہوٹل میں ایک جلسہ دعوت ہے امید ہے آپ لوگ ضرور رونق افروز ہوں گے۔"

" ایم سامرکن اگر ممکن ہوا تو میں بے شک حاضر ہو جاؤں گا۔" سمتھ نے گھبراہٹ میں جواب دیا۔ "بات یہ ہے ہمارے وقت کا ایک ایک لمحہ اتنا بٹا ہوا ہے۔ کہ میں سارے حالات پر غور کئے بغیر وعدہ نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد جلدی سے میری طرف مڑ کر اس نے کہا: "پیٹری آؤ دیر ہوتی جاتی ہے چیرنگ کراس کے اڈے پر پہنچ کر موٹر کرایہ پر کر لیں گے۔"

لہجہ میں کہا: "میں نوکر بھیج کر تمہیں نہ ٹیکسی منگا دوں؟

"اس عنایت کے لئے شکریہ" سمتھ نے بے پروائی سے کہا۔
"مگر ہم تھوڑا راستہ پیدل چلنا چاہتے ہیں ذرا تفریح ہو جائے گی"
لیکن جس وقت ہم بازار سٹرینڈ سے گذر رہے تھے تو اُس نے میرا بازو اپنے بازو میں لے کر اور اپنا منہ میرے کان کے پاس لے جا کر کہا۔
"پیرٹی جس ہوٹل میں ہم ٹھیرے ہوئے ہیں وہ جاسوسوں کا مسکن ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لاتعداد آدمی اس کام کو انجام دے رہے ہیں یا اگر ان کی تعداد تھوڑی ہے تو وہ اپنے کام کو غیر معمولی خوش اسلوبی سے کر رہے ہیں......"
میری خواہش تھی کہ وہ مفصل حالات بیان کرے لیکن وہ ایسا چپ ہوا کہ میرے متعدد سوالات پر بھی اس نے کوئی جواب نہ دیا اس طرح اپنے اپنے خیالات کی دھن میں چلتے رہے جیسا آپ سمجھ گئے ہوں گے میرے خیالات سب سے زیادہ اس ہستی عزیز کی طرف لگے ہوئے تھے جو فی الحال سی فان جماعت کی حراست میں تھی۔ انجام کار ہم چیرنگ کے اس جا پہنچے:۔
پہلی موٹر جو ہم کو نظر آئی۔ اس کے پاس جا کر سمتھ نے کھڑکی کھولی اور خود اس پر سوار ہوتے اور مجھ کو اپنے ساتھ اندر کھینچتے ہوئے شوفر سے کہا۔
"جیروم سٹریٹ کو لے چلو جو کنگسٹن میں واقع ہے"
حالات کو بالکل ہی سمجھنے کے ناقابل میں چپ چاپ اس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ موٹر تیز رفتار سے چلنے لگی۔ اور ٹریفالگر سکوئر سے گذر کر وائٹ ہال کی طرف مڑی:۔

"ذرا پیچھے نظر ڈالنا" اس موقعہ پر سمتھ نے اس طرح کی آواز میں کہا جو اپنے اندر دبا ہوا جوش رکھتی تھی "کیا کوئی چیز نظر آتی ہے ؟" میں نے پیچھے گھوم کر موٹر کی پشت پر بنی ہوئی چھوٹی چوکور کھڑکی سے باہر کی طرف دیکھا ..

معلوم ہوا ایک اور موٹر ہمارے پیچھے پیچھے لگی چلی آتی ہے ! اس کے معنی یہ تھے کوئی ہمارا سراغ لگانے کی کوشش کر رہا ہے شک تو پہلے ہی دل میں موجود تھا۔ اس واقعہ نے پوری تسلی کر دی۔

میں حیران و ششدر اپنے د... ت کے منہ کو تک رہا تھا اب تک یہ بات سمجھ میں نہ آتی تھی۔ کہ وہ مجھے کس جگہ لے کر چلا ہے اور کیا کرنا چاہتا ہے ..

کس طرف جا رہے ہیں ؟" میں اس سے پوچھے بغیر نہ رہ سکا ..

"میں نے ایک تجویز سوچی ہے۔ جس کی حقیقت عنقریب تم پر واضح ہو جائے گی "

پھر ایک مرتبہ میں نے پچھلی کھڑکی سے باہر کی طرف دیکھا دونوں موٹریں برابر کا درمیانی فاصلہ قائم رکھے ہوئے آگے پیچھے چلی جا رہی تھیں اور اس وقت دار لامرا کی عمارت اور ویسٹ منسٹر ایبی کے پشتی حصہ کے بیچ سے گذرنے لگی تھیں۔ ہماری موٹر سے دوسری موٹر کا فاصلہ بمشکل پچاس گز ہوگا ..

ایک غیر معمولی جوش مجھ پر طاری تھا۔ میں یہ جاننے کو بے تاب

ہونے لگا کہ ہمارا پیچھا کرنے والا کون ہے۔

"مجھے اب تک معلوم نہیں ہوا کہ ہم کدھر جا رہے ہیں" میں نے آخر کار کہا۔

"میں ایک مکان کی طرف جا رہا ہوں جسے چند دن پہلے میں نے دیکھا تھا۔ اور وہ مجھے مفید مطلب نظر آیا رہ گیا۔ یہ سوال کہ ہم کیا کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس کا جواب وہاں پہنچ کر تم کو مل جائے گا۔"

دریا کے ساتھ ساتھ چلتے ہم اس طرح آگے پیچھے فاصلہ طے کرتے رہے رہتے ہیں واکس ہال پل آیا۔ اس پر سے گذر کر دونوں موٹریں واکس برج روڈ کی طرف ہولیں۔ اور اس سے بھی آگے اس بھیانک علاقہ میں جا پہنچی جہاں ہر طرف گیسو میٹر لگے ہوئے نظر آتے تھے۔

"بس اب منزل مقصود قریب ہے" سمتھ نے یکا یک کہا اور اس کے بعد ڈرائیور کو مخاطب کر کے" دیکھو وہ جو تنگ گلی نظر آتی ہے اس میں ٹھیر جانا"

یہ گلی اوول نام کے مشہور کرکٹ کھیلنے کے میدان سے ملحق تھی اس کے پاس پہنچ کر موٹر رک گئی۔ اور سمتھ نے اتر کر کرایہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد ڈرائیور کو مخاطب کر کے اس نے کہا" دیکھو وہ جو سامنے ایک چوڑا سا احاطہ لوہے کے کھمبوں سے گھرا ہوا نظر آتا ہے۔ اس میں ٹھیر کر ہمارا انتظار کرنا۔ . . . اور اب آؤ پیدل ہی چلیں"

هولناک دریافت

پہلو بہ پہلو چلتے ہم ایک چھوٹے سے علیحدہ بنے ہوئے مکان کے چوبی پھاٹک میں داخل ہوئے۔ اور ایک پختہ فرش سے گذر کر اس بغلی دروازہ کی طرف گئے جو مختصر خانہ باغ کی سمت میں کھلتا تھا۔ اس وقت دو باتیں پہلی دفعہ مجھ کو معلوم ہوئیں ایک یہ کہ مکان خالی ہے دوسری یہ کوئی آدمی پچھلی موٹر سے اتر کر اندھیری سڑک پہ چلتا ہماری طرف کو آرہا تھا:۔

وہ سمت مقابل کی پٹڑی پر اس طرح چل رہا تھا کہ ہر ایک سایہ کی اوٹ لینے کی کوشش کرتا اور اپنے آپ کو جہاں تک ممکن ہو۔ نظروں سے چھپائے رکھنے کی ترکیب اختیار کر رہا تھا:۔

سمتھ نے آہستگی سے پھاٹک کھولا۔ اور میرا بازو پکڑ کر اندر لے گیا ہر طرف گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ لیکن میرا دوست بڑے پر یقین قدموں سے چلتا رہا۔ معلوم ہوتا تھا۔ وہ اس زمین کے چپہ چپہ سے واقف ہے مکان کے کونے پر پہنچ کر وہ ایک طرف کو مڑا اور ہم اس مختصر ویرانہ میں داخل ہوئے جو کسی زمانہ میں باغ ہوگا:۔

"اس طرف پیٹری اس طرف" اس نے دبی آواز لیکن زوردار لہجہ میں کہا:۔

پھر تعمیل کا انتظار نہ کر کے اس نے دوبارہ میرا بازو پکڑا اور ایک دروازہ کھول کر مجھے اس کے اندر دھکیل دیا:۔

پتھر کی بنی ہوئی دو سیڑھیاں تھیں میں ان سے اتر کر اس سے بھی زیادہ گہری تاریکی میں جا پہنچا :-

"اب ناک کی سیدھ چلتے رہنا" اس نے میرے کان کے پاس منہ لے جا کر کہا۔ "آگے ایک دروازہ آئے گا۔ اس کا ایک چوبی تختہ ٹوٹا ہوا ہے۔ شگاف کی راہ سے اندر کی طرف جھانکتے رہنا اور اس بات کا پورا خیال رکھو کہ کوئی تمہاری موجودگی سے واقف نہ ہو۔ یہ دیکھنے کی کوشش کرنا کہ کون دوسرے کمرہ میں داخل ہوتا ہے ایک بات کا خاص خیال رکھنا یعنی خواہ میں کچھ کہوں یا کچھ کروں تب تک اپنی جگہ سے نہ ہلنا جب تک کہ میں تم سے دوبارہ آ کر ملوں"

اتنا کہہ کر وہ پیچھے مڑا۔ اور دیکھتے دیکھتے نظروں سے غائب ہو گیا صرف ایک اندھیری جھلک اس کی مجھ کو اس وقت نظر آئی جب وہ دروازہ کی پھیکی روشنی سے گذر رہا تھا۔ اس کے بعد دروازہ دھم سے بند ہوا اور میں خالی مکان میں اکیلا رہ گیا!

یوں تو سمتھ کے طریقے ہمیشہ پر اسرار ہوا کرتے تھے اور مجھے پیشتر بھی کئی موقعوں پر اس کی باتوں پر تعجب ہو چکا تھا۔ لیکن کم از کم اتنا مجھ کو معلوم ہوتا تھا۔ کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے وہ معقول وجوہات پر مبنی ہے۔ لیکن سمجھ میں آتا تھا۔ کہ ایسی کیا افتاد نازل ہوئی ہے۔ جس سے اس کو یہ آنکھ مچولی کا سا کھیل شروع کرنا پڑا :-

بہر صورت میرے لئے تعمیل کے سوا چارہ کار نہ تھا۔ طرح طرح کے خیالات ذہن میں لئے ہوئے میں اندھوں کی طرح رستہ ٹٹول کر اس در کے پاس جا پہنچا جس میں شگاف ہونا بتایا گیا تھا۔ اور اس جگہ دروازہ کے

پاس کھڑے ہوکر ویران اور غیر آباد مکان میں کان لگا کر سننا شروع کیا۔

اس وقت مجھ کو ذاتی تجربہ کی بنا پر معلوم ہوا کہ کس لئے اندھوں کی قوت سامعہ غیر معمولی تیز ہوتی ہے۔ اس جگہ اندھیرے میں کھڑا ہوا جہاں روشنی کی کوئی کرن داخل نہ ہوتی تھی۔ میں کان لگا کر سنتے رہنے سے اس نتیجہ پر پہنچا کہ سمتھ باغ کے بالائی سرے پر بنے ہوئے کسی پھاٹک کی راہ سے رخصت ہو رہا ہے نیز یہ کہ اس پھاٹک کے آگے کوئی گلی یا احاطہ اس قسم کا ہے جس سے گذر کر شاہراہ تک پہنچ سکتے ہیں۔

نہایت مدھم طور پر مجھے اس موٹر کار کے پیچھے ہٹنے کی آواز سنائی دی جس پر سوار ہو کر ہم اس جگہ تک آئے تھے اس کے بعد گویا کسی قریبی مقام سے سمتھ کی آواز اونچے لہجہ میں یہ کہتے سنائی دی :-

" آؤ پیٹری چلیں۔ نہ یادہ انتظار لا حاصل ہے۔ دروازہ میں لگے ہوئے پرزہ کاغذ کو دیکھ کر سب حال دے متھ کو معلوم ہو جائے گا "۔

میں بڑے زور سے چونکا۔ اور بے اختیاری کی سی حالت میں سمتھ کے احکام کی تعمیل کے خیال سے پیچھے مڑا چاہتا تھا کہ دفعتاً یاد آیا۔ اس نے مجھ کو صاف لفظوں میں ہدایت کی تھی کہ خواہ میں کچھ کروں یا کہوں اس کو بالکل پروا نہ کرنا بظاہر وہ تمام باتیں دکھانے کی غرض سے کر رہا تھا۔ کیونکہ میں تجربہ کی بنا پر جان چکا تھا کہ نے لینڈ سمتھ اکثر اس طرح کیا کرتا ہے یہ سوچ کر میں پھر وہیں جم کر کھڑا ہو گیا۔ اور ہمہ تن گوش ہو کر سننے لگا۔

" ڈرائیور اب تم پھر نیو لوور ہوٹل کو چلو " میرے دوست کی آواز دوبارہ کہتے سنائی دی " پیٹری کھڑے کیا سوچ رہے ہو سوار

کیوں نہیں ہوتے ہو؟"

اس کے بعد موٹر کے رخصت ہونے کی آواز کانوں میں آئی اور اس کے ساتھ ہی ایک مدہم سی روشنی اس کمرہ میں جو شگاف وار دروازہ کے دوسری جانب واقع تھا دکھائی دینے لگی ....

اب تک مجھ کو اس شگاف کی موجودگی کا حال صرف دو طریقوں پر معلوم تھا۔ یا تو اسے چھو کر یا اس ہوا کے باعث جو شگاف کی راہ سے اندر آتی تھی۔ لیکن اب ہلکے اجالے میں وہ شگاف پوری طرح نظر آنے لگا۔ اور اس روشنی میں میں نے دیکھا۔ کہ دوسری جانب مکان کا بڑا کمرہ واقع ہے۔ غیر آباد اور بھیانک۔ جس کی دیواروں پر جا بجا پھٹے ہوئے کاغذ لٹک رہے تھے۔ فرش زمین پر بہت سی چیزیں بے ترتیبی سے بکھری پڑی تھیں اور آتشدان عرصہ دراز کا غیر مستعمل نظر آتا تھا۔

میں نے دیکھا کسی نے سامنے والی کھڑکی کو ذرا سا کھول کر شٹر ایک طرف ہٹا دیئے۔ چاند کی پھیکی روشنی فرش کے ایک حصہ کو نمایاں کرنے لگی تھی۔ اور اس کی وجہ سے میں سابق کے مقابلہ میں ہر چیز کو اچھی طرح دیکھنے کے قابل ہو گیا تھا ...

ناگاہ کیا دیکھتا ہوں بھاری بھرکم وجود کا ایک آدمی کھڑکی سے اوپر اٹھا ہوا کمرہ کو بڑے غور سے دیکھ رہا ہے وہ بالکل بے آواز اس جگہ تک پہنچا تھا۔ اور کھڑکی کھولتے وقت بھی کسی طرح کی آہٹ پیدا نہ ہوئی تھی ...

قریباً نصف منٹ وہ اسی حالت میں رہا فقط اس کا ہلتا ہوا سر اس بات کا ثبوت مہیا کرتا تھا۔ کہ وہ دائیں بائیں دونوں طرف دیکھ رہا ہے

اپنا دم روکے ہوئے میں شگاف کے پاس کھڑا سب کچھ دیکھ رہا تھا۔
کار ہر طرح مطمئن ہونے کے بعد وہ آدمی کمرہ میں اترا پہلے کھڑکی کو بند کیا
اور اس کے بعد جیب سے برقی لیمپ نکال کر اس کی روشنی فرش زمین
ڈالی۔ اب میں اس کو زیادہ وضاحت کے ساتھ دیکھنے کے قابل ہو گیا تھا
یقیناً یہ وہی پُر اسرار جاسوس تھا۔ جو اس وقت سے ہمارے پیچھے لگا چلا
تھا جب ہم ہوٹل سے روانہ ہوئے۔

وہ فربہ جسم کا پلا ہوا آدمی تھا گلے میں بھاری اوور کوٹ جس کے ...
پر فر لگی ہوئی تھی۔ اور اس نے اپنی فلیٹ ہیٹ کے چھجے کو یوں نیچے کی
طرف جھکا رکھا تھا۔ کہ چہرہ کا بالائی حصہ پوری طرح نظر نہ آتا تھا۔ اپنے آپ
کو اور بھی زیادہ چھپائے رکھنے کے خیال سے اس نے فر کا بنا ہوا کالر بھی
اونچا اٹھا رکھا تھا۔ جس سے چہرہ کا زیریں حصہ ٹھوڑی تک ڈھکا ہوا تھا
لیکن گو اس نے از روئے احتیاط اپنے چہرہ کے نچلے اور اوپر والے دو
حصوں کو چھپانے کی انتہائی کوشش کی تھی۔ تاہم میں اس کے تیز چمکیلی
آنکھوں کی چمک دیکھ کر اس وقت جب وہ کمرہ کے ہر حصہ کا جائزہ
لے رہی تھیں۔ فوراً یہ جاننے کے قابل ہو گیا کہ وہ کون ہے۔ اور اگر اس
بارہ میں کسی طرح کا شبہ میرے دل میں باقی رہا تھا۔ تو وہ اس کی لمبی
سیاہ مونچھوں اور خمدار عقابی ناک کو دیکھ کر بالکل ہی رفع ہو گیا تھا
ہمارا پیچھا کرنے والا نیو لوور ہوٹل کے منیجر ایم سامرکن کے سوا
کوئی اور نہ تھا!

باب ۷

خالی مکان کا راز

اتنی حیرت مجھے اس آدمی کو پہچان کر ہوئی۔ کہ میں تعجب کی چیخ کو بمشکل ضبط کر سکا۔ اس گھر کے بھیدی کی موجودگی میں ہمارا کوئی راز کیونکر محفوظ رہ سکتا تھا؟ میرے خدا کتنی عظیم دریافت تھی جو اس وقت عمل میں آئی!

اس وقت پہلی مرتبہ معلوم ہوا کہ یہ بھاری بھرکم وجود کا یونانی جو یورپ بھر کے نہایت مشہور اور سب سے زیادہ پُر اخلاق ہوٹل منیجروں میں سے ایک تھا۔ ڈاکٹر فومانچو کا پروردہ ہے میری موجودگی سے بے خبر اس نے اپنی برقی ٹارچ کی روشنی اس پرزہ کاغذ پر ڈالی جو کمرہ کے دروازہ کے دوسری جانب پن کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ میرے لئے یہ سمجھنا بہت دشوار نہ ہوا کہ سمتھ نے اس پرزہ کو دن میں کسی وقت موقعہ پاکر ٹانک دیا ہوگا۔

شاید یہ میرا وہم ہو لیکن مجھ کو ایسا معلوم ہوا کہ میں اس رقعہ پر سمتھ کی ٹیڑھی ترچھی تحریر کو صاف پہچان سکتا تھا:۔

سفید کاغذ پر لکھی ہوئی۔ ان چند سطروں کو سامرکن نے جلد جلد دیکھا پھر اس حیرت انگیز پھرتی سے کام لے کر جو ایک ایسے فربہ آدمی کی حالت میں عجیب معلوم ہوتی تھی۔ پہلے برقی لمپ بجھا کر جیب میں رکھ لیا۔ پھر کھڑکی کے شٹر کھولے بعد ازاں جس طرح اس کی راہ سے اندر آیا تھا۔ اسی طرح کود کر دوسری جانب اتر گیا اور میرے دیکھتے دیکھتے نظروں سے غائب ہوگیا!

کم و بیش ایک لمحہ میں وفور حیرت سے نیم بے خبری کی حالت میں یہ نہ

جانتے ہوئے۔ کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ وہیں کھڑا رہا بیان نہیں کر سکتا۔ کتنا بھاری تعجب یہ جان کر مجھ کو ہوا کہ اس شیطانی جماعت نے جس کا سرغنہ ڈاکٹر فومانچو تھا۔ اپنے تار و پود دنیا کے ہر ممکن حصہ میں پھیلا رکھے ہیں۔ اور ایسے ایسے آدمی اس کے کارکن ہیں جن کی نسبت بھولے سے بدگمانی نہ ہو سکتی تھی۔ صرف ایک آدمی اکیلا یعنی میرا دوست نے لینڈ سمتھ اس طاقتور جماعت اور اس کے حصول مدعا کی کوششوں کے بیچ میں سنگی دیوار کی طرح حائل تھا۔ خدا اسے برکت دے یہ اسی کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ کہ ہولناک جماعت اب تک اپنا مقصد حاصل نہ کر سکی تھی۔ . . . .

انہی خیالات میں ڈوبا ہوا کھڑا تھا۔ کہ کسی نے اندھیرے میں میرا بازو مستحکم گرفت میں لے لیا۔

میرے منہ سے بے اختیار ایک دبی ہوئی چیخ نکلی۔ لیکن مجھے اس کی وجہ سے فوراً ہی شرمسار ہونا پڑا۔ کیونکہ نے لینڈ سمتھ کی آواز یہ کہتے سنائی دی۔

"او میرے دوست پیٹری . . . . کیا ڈر گئے!"

"آپ کو یہاں کھڑے کتنی دیر ہو گئی ہے؟" میں نے گھبرائے ہوئے لہجہ میں پوچھا:۔

"میں تب اس جگہ موجود تھا۔ جب ہمارا دوست کھڑکی کی راہ کود کر رخصت ہوا ہے" اس نے جواب دیا" امید ہے تم اسے پہچاننے کے قابل ہو گئے ہوگے"

"سامرکن تھا؟" میں نے مشکوک لہجہ میں کہا۔

"ہاں سامرکن۔ مجھے بڑی مدت سے اس کی نسبت شک لگا ہوا تھا مگر اب اس کی تصدیق ہو گئی"

"کیا اسی مطلب کے لئے یہاں آئے تھے ؟"

"مطالب کئی تھے۔ مگر ایک ان میں سے یہ بھی تھا" نے لینڈ سمتھ نے ٹالتے ہوئے جواب دیا :-

عین اس موقعہ پر کسی دور افتادہ مقام سے موٹر کی کھٹ کھٹ کی آواز سنائی دی۔ معلوم ہوتا تھا۔ ہمارا دوست کام سے فارغ ہو کر پھر اپنی موٹر چلانے لگا ہے۔

اتنے میں نے لینڈ سمتھ خود ہی کہنے لگا۔" دوسرا مطلب اس جگہ آنے سے یہ تھا۔ کہ سامرکن اس رقعہ کا مضمون پڑھ سکے جو ہیں نے دروازہ کے ساتھ لگا رکھا تھا"

باب ۸

خفیہ تحریر

ہم ناشتہ کی میز پر بیٹھے چاء پی رہے تھے۔ کہ نے لینڈ سمتھ نے صبح کا اخبار تہ کرکے میری طرف کو بڑھایا۔ اور کہنے لگا :-

" پیٹرس ذرا اس کو دیکھنا ممکن ہے اس کا مضمون پڑھ کر تمہیں اگلا زیگا زگ کا پیغام سمجھنے میں مدد مل سکے"

میں نے کپ ہاتھ سے رکھ دیا۔ اور اخبار کے پہلے صفحہ پر جو پرسنل اشتہارات درج تھے۔ ان کو دیکھنے لگا۔ کم وبیش ویسا ہی ایک مضمون جیسا پیشتر میں نے دیکھا تھا۔ پھر اس کالم میں درج تھا۔ اور اس کے حروف مختلف صورتوں میں زیگازگ زیگازگ کے الفاظ بناتے تھے۔ دونوں حالتوں میں فرق اگر تھا۔ تو یہ کہ اگلا مضمون ساڑھے تین سطر کا تھا اور یہ صرف تین کا۔ :-

معاملہ کی اہمیت نہ سمجھ کر میں نے حیرت آمیز نظروں سے اپنے دوست کے منہ کی طرف دیکھنے لگا۔

اس کے بعد میں نے کہا "صاحب میری سمجھ میں تو کوئی بات نہیں آتی میں خیال کرتا ہوں یہ بالکل بے معنی الفاظ ہیں"

"قطعاً نہیں" سمتھ نے زور دے کر کہا "شروع میں سکاٹ لینڈ یارڈ کا عملہ بھی تمہارا ہم خیال تھا۔ اور مجھ کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ ایک عرصہ تک میں بھی مبتلائے غلط فہمی رہا لیکن جب میں نے اس ڈاکو کو مرا ہوا دیکھا تو سب سے پہلے یہ خیال میرے ذہن میں پیدا ہوا تھا۔ کہ یہ عبارتیں اپنے اندر خاص معنی رکھتی ہیں رہی سہی تصدیق اس رقعہ کو دیکھ کر ہو گئی جو اس خالی مکان کے دروازہ میں ٹانکا گیا تھا۔ جس میں ایک رات تم کو کھڑے ہو کر عجیب و غریب واقعات دیکھنے کا موقعہ ملا"

لیکن اب بھی کوئی بات میری سمجھ میں نہ آ سکی۔ اور میں بدستور حیرت آمیز نظروں سے سمتھ کے منہ کو تکتا رہا۔

اس پر وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"کیا اب بھی نہیں سمجھے؟ . . کم از کم اتنا تو یاد ہو گا کہ وہ مردہ بوڑھا ڈاکو کس جگہ پایا گیا تھا؟"

"ہاں یاد ہے . . . دریا کے گھاٹ کے پاس"

"اور یہ بھی معلوم ہو گا۔ کہ کس سڑک پر ہو کر اس گھاٹ تک پہنچتے ہیں"

"اس کا نام لفری کولیٹ سٹریٹ مجھ کو معلوم ہے۔"

"بہت ٹھیک۔۔ یہی اس کا نام ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جس رات اس

دی ہلاکت عمل میں آئی مجھے اس بازار یعنی مقری کولٹ سٹریٹ میں دے
سے ملاقات کرنی تھی۔ میں نے اس کی اطلاع دے منھ کو نیو لوور ہوٹل
یسے فون کے ذریعہ سے دی تھی۔ مگر اتفاق ایسا پیش آیا۔ کہ رستہ میں میری
موٹر کو حادثہ پیش آگیا۔ اور میں وقت مقررہ پر نہ پہنچ سکا۔ بعدازاں مجھ کو
معلوم ہوا کہ میری طرف سے دے منھ کے نام ایک فرضی تار بھیجا گیا تھا۔
بس میں مذکور تھا" میں اس ملاقات کو ملتوی کرتا ہوں،،

"خیر یہ سب حالات مجھ کو معلوم ہیں"

نے لینڈ سمتھ قہقہہ مار کر ہنسنے لگا پھر بولا۔

"اور اس کے باوجود نہیں سمجھ سکتے اگر ایسا ہے تو پھر میں تمہاری
ں سے زیادہ رہبری نہیں کر سکتا۔ خفیہ تحریر کا پہلا پیغام وہ ہے۔ اور
وسرا یہ دروازہ کے ساتھ جو رقعہ چسپاں کیا گیا تھا۔ اس کا مضمون بھی
کو معلوم ہے۔ یعنی اس میں درج تھا" مرکز راحت" دوکان کے پاس سے
رہ ہٹالو۔ میں نے ایک خاص نظریہ قائم کیا ہے۔ اور دوشنبہ کی رات
پ بجے کے بعد اکیلا وہاں آؤں گا"

"سمتھ" میں نے پریشان ہو کر کہا" تم مجھ سے پہیلیاں بجھواتے ہو۔
یں نہیں ساری بات صاف صاف بیان کرتے اب تک میری سمجھ میں خاک
یں آیا"

سمتھ کے انداز میں ایک فوری اور عظیم تبدیلی واقع ہوئی چہرہ پر سختی
ہ آثار پیدا ہو گئے۔ البتہ آنکھوں کے انداز نے ایک نئی طرح کی نرمی ظاہر
ی شروع کی۔ جو شاید رحم کا اثر لئے ہوئے تھی۔ کسی قدر مجھ پر جھک کر ایک
ہ میرے شانہ پر رکھتے ہوئے کہنے لگا۔،،

"خیر جو کچھ مجھ کو بتانا تھا۔ بتا چکا اس سے زیادہ میں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ بے کار بیٹھے رہنے سے چونکہ آدمی کا دماغ کئی لا حاصل [illegible] کی طرف جاتا ہے۔ اور کئی طرح کی باتیں اس کے جی کو پریشان کرنے لگتی ہیں اس لئے میری خوشی یہ ہے کہ تم پوری توجہ دے کر باقی معمہ کو خود ہی حل کرو۔ سر دست کوئی کام ایسا نہیں جو تمہیں فی الفور کرنا ہو۔ اس لئے بہتر ہے کہ تم حالت سکون میں بیٹھ کر سارے پہلو سوچنے کے بعد اپنے آپ [illegible] معمے کو حل کرو۔"

اس میں شک نہیں اب تک ہمارا قیام بظاہر نیو لوور ہوٹل میں [illegible] لیکن ہم اس جگہ دوست کے مکان پر جا رہے ہیں اور فی الحال فلیٹ [illegible] کے قریب ایک مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

نیو لوور ہوٹل میں رہتے ہوئے ہمیں کئی طریقوں پر یہ بات [illegible] چکی تھی کہ ذماپنچو کا کوئی کارکن ہماری نقل و حرکت کی نگرانی کر رہا ہے آج رات کے واقعہ کے ختم ہونے پر سمتھ کو اس بات کا فیصلہ کرنا تھا ساہرکن کے بارہ میں جس کی نسبت اب یقین کامل ہو چکا تھا کہ وہی [illegible] جاسوس ہے کیا کارروائی عمل میں لائی جائے۔

اس کے تھوڑی دیر بعد وہ تو نیو سکاٹ لینڈ یارڈ کو روانہ ہو گیا جہاں اس کو اس سلسلہ میں چند ایک باتیں طے کرنی تھیں۔ اور میں [illegible] خفیہ تحریرات کو سامنے رکھ کر بیٹھ گیا۔ تاکہ جس طرح ممکن ہو۔ ان کا مطلب نکالنے کی کوشش کی جائے ایسا کرتے ہوئے نامور مصنف ایڈ گر ایلین پو کا یہ قول میری حوصلہ افزائی کا موجب تھا۔ کہ آدمی اپنی ذہانت سے کام لے کر خواہ کیسی ہی خفیہ تحریر تیار کرے۔ محنت اور جانکاہی کے

ذریعہ سے کوئی دوسرا ضرور اس کا راز معلوم کرسکتا ہے۔

پہلا نتیجہ جو میں نے ان تحریروں کو بغور دیکھنے کے بعد نکالا یہ تھا۔ کہ ان میں زیگا زگ کے الفاظ کا متواتر آنا صرف پڑھنے والے کے جی کو پریشان کرتا ہے۔ ورنہ ایک ہی لفظ کا بار بار دوہرائے جانا کوئی خاص اہمیت نہیں رکھ سکتا۔ البتہ ایک بات جس نے میرے دل پر گہرا اثر کیا یہ تھی۔ کہ ان تحریروں میں اعراب کی مقامیت جداگانہ تھی . . .

بہت دیر میں اس خفیہ تحریر کا مطلب نکالنے کی کوشش میں سرمغزن کرتا رہا۔ لیکن کوئی بات سمجھ میں نہ آسکی۔ میں نے حرفوں کو جدا جدا ٹکڑوں میں تقسیم کیا۔ اور بھی جو ترکیبیں ممکن نظر آئیں۔ اختیار کیں۔ بڑا تعجب مجھ کو یہ دیکھ کر ہوتا تھا۔ کہ گو حروف کی شکلیں جداگانہ تھیں یعنی کہیں انگریزی کا ایک حرف جلی درج تھا۔ کہیں خفی۔ کہیں چھاپے کی صورت میں اور کہیں جس طرح تحریر میں لایا جاتا ہے مگر اس کے باوجود لفظ اول سے آخر تک ایک ہی بنتا چلا جاتا تھا۔ زیگازگ . . . زیگازگ۔

آخر کار اس وقت جب میں اس کام کو نا ممکن سمجھ کر اس سے دستبردار ہونے کے قریب تھا۔ ایک نئی ترکیب میرے ذہن میں آئی۔ میں اس کی تشریح میں اپنا یا ناظرین کا وقت ضائع کرنا پسند نہیں کرتا۔ بہرحال اس پر عمل کرنے میں اتنا معلوم کرنے کے قابل ہوگیا۔ کہ تحریر کے ایک حصہ میں نون کا الٹ پھیر کرنے سے تھری کولٹ سٹریٹ کا جملہ تیار ہوجاتا ہے۔ اس سے میرے دل کو یقین ہوگیا۔ کہ یہ دونوں تحریریں بے معنی نہیں اس وقت کے بعد میرا کام سہل ہوتا گیا۔ رفتہ رفتہ اس ترکیب پر عمل کرکے کہ ہر ایک تحریر کا آغاز سمتھ کے نام سے ہوتا تھا۔ میں ان کا مطلب نکالنے

میں کامیاب ہوا۔ تو یہ دو فقرے تیار ہوئے :۔

(۱) سمتھ بدھ کے روز ساڑھے بارہ بجے ملفری کولٹ سٹریٹ سے گذرے گا :۔

(۲) سمتھ پیر کے دن ایک بجے کے بعد مرکز راحت دوکان پر جائے گا :۔

جس طرح کسی طالب علم کو ریاضی کا کوئی مشکل سوال حل کرکے خوشی حاصل ہوتی ہے ویسی ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ مسرت ان تحریروں کو پڑھ کر میرے دل کو ہوئی۔

اور اب اس برہمی ڈاکو کی ہلاکت کا راز بھی حل ہو گیا!

بظاہر وہ عین اس وقت ملفری کولٹ سٹریٹ سے گذر رہا تھا جب نے لینڈ سمتھ کو اس جگہ سے گذرنا چاہیئے تھا سوال پیدا ہوا کس نے اس کو بان سے مارا۔

دوسری تحریر واضح کرتی تھی۔ کہ سامرکن نے فو مانچو کو اطلاع دی ہے۔ کہ سمتھ آج پھر اسی خطرناک مقام سے گذرے گا۔ میں نے گھڑی میں وقت دیکھا تو جوش کی تیز لہر اپنے بدن میں پھیلتی محسوس ہوئی۔ اسی وقت میں نے طے کیا۔ کہ میں بھی خفیہ طور پر وہاں جا کر دیکھوں گا۔ پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ اس کے علاوہ مجھ کو ایک اور کام کے سلسلہ میں بھی اسی حصہ شہر میں جانا تھا۔ اس طرح ایک پنتھ دو کاج ہو جائے گا :۔

میں فو مانچو کی واپسی کا حال لکھنے بیٹھا تھا۔ سو لکھ چکا کم از کم اس بات کی تصدیق چشم دید حالات کی بنا پر ہو گئی کہ وہ کسی نامعلوم پر اسرار

طریقہ پر چلتے ہوئے مکان سے بچ کر نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ لیکن اگر اس کے آگے آپ کو یہ معلوم کرنے کا شوق ہو۔ کہ مقابلہ کی اس ٹکر میں جو پھر ایک بار ہماری اس سے ہوئی کون جیتا اور کون ہارا۔ آخری فتح کس کو نصیب ہوئی۔ اور شکست کس فریق کے حصہ میں آئی۔ تو آپ از راہ کرم اس سلسلہ کے اختتامی ناول " فو مانچو کا انجام " کا انتظار کریں یہ ناول یہاں پر ختم ہے تاہم جو حضرات اس عیار چینی ڈاکٹر کی ذات سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ جس کے کارناموں نے پڑھنے والوں میں ایک تہلکہ برپا کر دیا ہے ان کے لئے اس کے عجیب و حیرت انگیز حالات زندگی کا یہ نیا مجموعہ لطف سے خالی نہیں ہو سکتا ۔